حال احوال

تاریخ وار ملکی اور غیر ملکی زرعی خبریں، مئی تا اگست 2013

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی

روٹس فار ا یکوٹی

2013

حال احوال

تاریخ وار ملکی اور غیر ملکی زرعی خبریں، مئی تا اگست 2013

تحریر و ترتیب

صبیحہ حسن

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی

2013

فہرست مضامین

	عنوان	صفحہ نمبر
	ابتدائیہ	v
	مخففات	viii
الف۔	ملکی زرعی خبریں	1-70
I۔	زرعی مواد	1-17
	زمین	1
	جبری مشقت	4
	پانی	5
	بیج	16
II۔	زرعی مداخل	18-22
	کھاد	18
	زرعی ادویات	19
	زرعی مشینری	20
	جدید ٹیکنالوجی	20
	مہنگائی	21
	زرتلافی	21
III۔	غربت اور غذائی تحفظ	22-26
	بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام	24
	زرعی قرضے	25
IV۔	غذائی اور نقد آور فصلیں	26-35
	غذائی فصلیں	26
	نقد آور فصلیں	33
V۔	تجارت	35-46
	برآمدات	35
	درآمدات	43

	اگری بزنس	46
VI۔	کارپوریٹ سیکٹر	46-49
	کھاد کی کمپنیاں	46
	غذائی کمپنیاں	48
	بوتل پانی کی کمپنیاں	49
	تمباکو کی کمپنیاں	49
VII۔	مال مویشی، ماہی گیری، پولٹری	50-53
	مال مویشی	50
	ماہی گیری	52
	پولٹری	53
VIII۔	ماحول	53-61
	زمین	53
	حیاتیاتی تنوع	54
	جنگلات	55
	پانی	57
	فضا	60
IX۔	موسمی تبدیلی	61-65
	سبز معیشت	62
X۔	قدرتی بحران	65-68
	سیلاب	65
	زلزلہ	68
XI۔	مزاحمت	68-70
ب۔	**عالمی زرعی خبریں**	71-97
I۔	زرعی مواد	71-73
	زمین	71
	بیج	72
II۔	زرعی مداخل	73-74
	زرعی ادویات	73

	زرتلافی	74
III۔	غربت اور غذائی تحفظ	74-78
	زہریلا کھانا	76
	سستی خوراک	77
	قحط	77
IV۔	غذائی اور نقد آور فصلیں	78
	غذائی فصلیں	78
	نقد آور فصلیں	78
V۔	تجارت	79-81
	برآمدات	79
	درآمدات	81
VI ۔	کارپوریٹ سیکٹر	82-84
	غذائی کمپنیاں	82
	کھاد کی کمپنیاں	83
	سونا تیار کرنے کی کمپنی	83
VII۔	مال مویشی، ماہی گیری، پولٹری	84
	مال مویشی	84
	پولٹری	84
VIII۔	ماحول	84-90
	زمین	85
	پانی	85
	فضاء	88
	کوڑا کرکٹ	89
	جنگلات	89
IX۔	موسمی تبدیلی	90-94
	عالمی حدت	90
	سبز معیشت	94
X۔	قدرتی بحران	95-96
XI۔	مزاحمت	96-97

ابتدائیہ

زراعت اور اس سے جڑے موضوعات پر مبنی حال احوال چار مہینوں پر مبنی کچھ اخباری خبروں کو تاریخ وار پیش کرنے کی سلسلہ وار اشاعت ہے۔ اس میں زرعی مواد یعنی زمین، پانی اور بیج سے لے کر زرعی مداخل، غربت اور غذائی تحفظ، غذائی اور نقد آور فصلوں، تجارت، کارپوریٹ سیکٹر، مال مویشی، ماہی گیری اور پولٹری، ماحول، موسمی تبدیلی اور قدرتی بحران اور مزاحمت کے موضوعات شامل ہیں۔ ان موضوعات کو ملکی اور بین الاقوامی دونوں سطح پر دیکھا جاتا ہے۔ مئی سے لے کر اگست 2013 کی خبروں کو جب ہم عوامی پس منظر میں دیکھتے ہیں تو مختصراً جو صورت حال سامنے آتی ہے وہ یہ ہے:

زمین کسانوں کی کثیر تعداد کے پاس نہیں ہے لیکن یہی زمین بڑے عالی شان منصوبوں کے لیے کوڑیوں کے مول بڑی تیزی سے بیرونی کمپنیوں کو دی جارہی ہے۔ ان زمینی معاہدوں کی کوئی تفصیل منظر عام پر نہیں آرہی چاہے وہ سندھ کے جزیرے ہوں یا گوادر پورٹ کا سودا یا چولستان میں شمسی توانائی کے منصوبوں کے لیے ہزاروں ایکڑ کی زمین۔ دراصل زمین پر ہمارے ملک میں کسانوں اور دیگر مقامی آبادیوں کا حق کبھی تسلیم ہی نہیں کیا گیا۔ اس لیے وہ بھیڑ بکریوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کرتے نظر آتے ہیں۔ ڈیموں کی تعمیر ہو یا قدرتی بحران وہ اکثر ایسی ہی صورت حال سے دوچار ہوتے ہیں۔ تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ حکومتی محکمے خود قبضہ مافیہ بن گئے ہیں۔ اس میں ہماری پاک فوج جیسا ادارہ سب سے آگے ہے۔ انگریزوں کا بنایا ہوا جاگیردار طبقہ تو پہلے ہی زرعی زمین کا مالک بنا بیٹھا ہے۔ کسان زمین پر اپنے حق کے لیے مزاحمت کریں تو کہاں سے کریں۔ ان کی مزاحمت تو صرف پانی چوری کے خلاف ہوتی نظر آرہی ہے جو بااثر افراد آبپاشی کے محکمے کے ساتھ مل کر بڑے منظّم طریقے سے کر رہے ہیں۔

پاکستان ان ممالک میں سے ایک ہے جنہیں مستقبل قریب میں پانی کی شدید قلت کا سامنا ہوگا۔ ابھی بھی کسان بعض جگہ پانی کی کمی کی وجہ سے کم رقبے پر فصل لگا رہے ہیں۔ اس سنگین مسئلے پر ملک میں بحث مباحثے کے بعد واضح قومی حکمت عملی کی جلد ضرورت ہے۔ پانی کے تمام بڑے منصوبے اور دیگر ضروریات کے علاوہ بیرونی قرضوں کے محتاج ہیں۔ اس امداد کی واپسی کے لیے پانی پر محصولات عائد کرنے پر تو بہت زور ہے لیکن بوتل کے پانی کے کاروبار میں پانی ضائع کرنے اور بھاری زرمبادلہ خرچ کر کے فلٹریشن پلانٹ درآمد کرنے پر کسی کو اعتراض نہیں جبکہ

ایسے پلانٹس اب اکثر ناکارہ پڑے ہیں۔ اس طرح جب ہم زراعت کی اہم ترین جز بیج کو دیکھتے ہیں تو ہمارے اعلیٰ تعلیمی مراکز اور تحقیقی ادارے زیادہ پیداوار دینے اور گرمی برداشت کرنے والے جینیاتی بیج کا گن گاتے دکھائی دیتے ہیں جبکہ آج دنیا میں ایسے بیجوں کے خلاف مزاحمت بہت تیز ہوچکی ہے۔ کسی کو اس بات کا دکھ نہیں کہ آج ہمارے کسانوں کے پاس ان کا اپنا قدرتی دیسی بیج نہیں جنہیں وہ ہزاروں سالوں سے ہر سال لگا کر کم پانی، بغیر زہریلی کھاد اور کیمیائی ادویات کے صحت مند غذائی اور دیگر فصلیں حاصل کرتے تھے جن سے پورے جنوبی ایشیاء کے لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی تھیں۔ زراعت ان کے لیے کاروبار نہیں بلکہ انداز زندگی تھی جو معاشی، معاشرتی اور ماحولیاتی تحفظ کی ضامن تھی۔ سبز انقلاب نے زیادہ پیداوار والے بیجوں کو متعارف کروا کے زراعت کو کاروبار بنانا شروع کردیا۔ ایسی زراعت جس کے ذریعے چند کمپنیوں نے زیادہ پیداوار والے بیجوں اور ان کے لیے درکار مداخل کے ساتھ کچھ ہی عرصے کے اندر عالمی زراعت کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے منافع کا ذریعہ بنا لیا۔

آج توجہ صرف غذائی تحفظ پر ہے اور اس کے لیے حکومتوں کو اپنے بجٹ کا خاصہ بڑا حصہ صرف کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ ایسے مشورے دیتے وقت اس بات کو سرے سے نظر انداز کردیا جاتا ہے کہ غذا، کسان، زراعت اور ماحول کا تحفظ سب ایک ہی کڑی کے مختلف حصے ہیں جنہیں 1995 میں ڈبلیو ٹی او کے قیام نے بری طرح سے پاش پاش کردیا ہے۔ حکومتیں 1995 سے پہلے اپنی اپنی زراعت کو تحفظ دینے کی پابند تھیں کیونکہ اس پر کسی عالمی ادارے کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ یہ حکومتیں ملکی غذائی ضرورتوں کو پورا کرتیں اور نقد آور فصلوں سے زرمبادلہ کمایا جاتا تھا لیکن آج پاکستان کا 67 فیصد زرمبادلہ زرعی خام مال سے آرہا ہے چاہے وہ غذائی فصلیں، مال مویشی، سمندری غذا یا نقد آور فصلیں ہوں۔ ڈبلیو ٹی او کا ممبر بننے کے بعد ہر ملک منڈی کی قوتوں کے لیے اپنے دروازے پوری طرح کھولنے کا پابند ہے۔ یعنی طاقتور اپنی طاقت کے زور پر ہر اس جگہ پہنچ رہا ہے جہاں پر اسے اپنا فائدہ نظر آتا ہے۔

کسانوں کی کثیر تعداد بغیر زمین، پانی کی کمی اور مہنگے مداخل کے ساتھ دیوہیکل کمپنیوں کی اشیاء کا مقابلہ کرتے کرتے تنگی اور بھوکی ہوکر زراعت چھوڑنے پر مجبور ہورہی ہیں۔ غذائی تحفظ اور غربت کی خبریں اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ زراعت کو تجارت کی بھینٹ اس وقت چڑھایا جارہا ہے جب دنیا کو ماحولیاتی بحران اور موسمی تبدیلی کے چیلنج کا سامنا ہے جس کا جواب پائیدار زراعت ہے صنعتی زراعت نہیں۔ پائیدار زراعت عالمی منڈی کی ضروریات پورا کرنے کا نام نہیں بلکہ مقامی لوگوں کا اپنے ہاتھوں میں اپنا مقدر لینے کا نام ہے۔ یہ مقامی وسائل کو سنبھالنے اور بہترین طریقے سے استعمال کرنے کا نام ہے، یہ غذائی تحفظ کو غذائی خودمختاری کے اصولوں کے تحت یقینی بنانے کا نام ہے، یہ مقامی آبادیوں کی موسمی تبدیلی اور قدرتی بحرانوں سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کا نام ہے، یہ عوامی

فیصلہ سازی اور عوامی جمہوریت کا نام ہے۔ ایسے عوامی حل کے برعکس قدرتی نظام کو تباہ کرنے والا نظام موسمی تبدیلی کے نام پر اپنی منافع خوری اور بقاء کو دوام دینے میں مصروف عمل ہے۔ اس کی طرف سے سبز معیشت کی اسکیموں سے لے کر "inclusive growth" یعنی ایسی بڑھوتری کے طریقے جس میں سارے فریقین شامل ہوں، کا پرچار نئے تناظر میں بڑی تیزی سے ہورہا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کے حکمرانوں اور درمیانے طبقے کو اپنی ترقی کا اسیر بنانے کے بعد اس نظام کی امیر ترین کمپنیوں کی نظر دنیا کے غریب ترین اکثریت پر ہے تا کہ وہ براہ راست ان سے سستی محنت اور بیش بہا قدرتی وسائل حاصل کرسکیں۔ اس حوالے سے حال احوال میں شامل بین الاقوامی خبروں میں سے صرف دو کا ذکر یہاں بے محل نہ ہوگا:

12 جون: 17 جون کو ہونے والی جی-8 کی کانفرنس افریقہ کے لوگوں کو بھوک سے بچانے کے مسئلے پر منعقد کی جارہی ہے۔ غذائی تحفظ اور غذائیت پر نیا عالمی اتحاد "The New Alliance for Food Security and Nutrition" 50 کروڑ لوگوں کو غربت سے اگلے 10 سالوں میں نکالے گا۔ یہ "inclusive" اور پائیدار زرعی ترقی کے ذریعے ہوگا۔ یہ ترقی عوام کے ہاتھوں نہیں ہوگی جنہیں غربت سے نکالنے کی بات ہورہی ہے بلکہ مونسانٹو، کارگل، سینجنٹا، نیسلے اور یونی لیور جیسی کمپنیوں کے ساتھ افریقی ممالک کی حکومتیں پبلک پرائیوٹ پارٹنرشپ کے معاہدے کریں گی جس کے بعد جی-8 ممالک بھوک مٹانے کے لیے ان ممالک کو امداد کی پیش کش کریں گے۔ یہ کمپنیاں افریقہ کی زمین، بیج اور منڈی پر بھوک مٹانے کے نام پر قبضہ کریں گی۔ یہ سلسلہ پہلے سے شروع ہو چکا ہے جس سے چھوٹے کسان بڑی تعداد میں اپنی زمین سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔ (جارج مونبیوٹ (George Monbiot) ڈان، 12 جون، صفحہ 14)

13 مئی: امریکی سپریم کورٹ نے جینیاتی بیج پر ملکیت کے کیس میں امریکی کمپنی مونسانٹو (Monsanto) کے حق میں اور امریکہ کی ریاست انڈیانا کے ایک کسان کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے۔ عدالت نے کسان ویرنون ہیوبومین (Vernon Hugh Bowman) کے خلاف فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ قانون کسی کسان کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ پیٹنٹ بیج سے حاصل کی گئی پیداوار میں سے بیج بچا کر دوبارہ بو سکے۔ مونسانٹو نے 2007 میں ویرون ہیوبومین کے خلاف یہ کیس دائر کیا تھا۔ (دی نیوز، 14 مئی، صفحہ 8)

یہ فیصلہ اب آپ کا ہے کہ آپ "inclusive growth" کے جھانسے میں آنا چاہتے ہیں یا مزاحمت کے لیے اپنی صفیں مضبوط کرتے ہیں۔

Acronyms /مخففات

ADB	Asian Development Bank
AEDB	lternative Energy Development Board
AEPZ	Agricultural Export Processing Zone
AJA	Agricultural Journalists Association
APTMA	All Pakistan Textile Mills Association
BGMEA	Bangladesh Garment Manufactures & Exporters Association
BISP	Benazir Income Support Program
BZAL	Balochistan Zamindar Action Committee
CAN	Calcium Ammonium Nitrate
CBD	Convention on Biodiversity
CBF	Cotton Brokers Forum
CBI	Centre for the Promotion of Imports from developing countries
CCAC	Cotton Crop Assessment Committee
CCI	Cotton Corporation of India
DFID	Department For International Development
ECNEC	Executive Committee of the National Economic Council
EPA	Environmental Protection Agency
EPD	Environmental Protection Department
EXIM	Export Import Bank of China
FAO	Food and Agriculture Organization
FAP	Farmers Associates Pakistan
FARC	Revolutionary Armed Forces of Colombia
FBR	Federal Board of Revenue
FMCG	Fast-Moving Consumer Goods
FMPAC	Fertilizer Manufacturers Pakistan Advisory Council
FRs	Frontier Regions
FSA	Foreign Services Academy
GCUF	Government College University Faisalabad
GDP	Gross Domestic Product
GLOF	Glacier Lake Outburst Floods
GMOs	Genetically Modified Organisms
ICAC	International Cotton Advisory Committee
ICIMOD	International Centre for Integrated Mountain Development
ICOTTON	International Cotton
IEA	International Energy Agency

IED	Improvised Explosive Device
IFC	International Finance Corporation
IMF	International Monetary Fund
IRSA	Indus River System Authority
JICA	Japan International Cooperation Agency
KCA	Karachi Cotton Association
KCCI	Karachi Chamber of Commerce and Industry
KFP	Agri Forum Pakistan
KFW	Entwi cklungsbank
KMC	Karachi Municipal Corporation
KWSB	Karachi Water and Sewerage Board
LCCI	Lahore Chamber of Commerce and Industry
MOST	Ministry of Science and Technology
MOU	Memorandum of Understanding
NAB	National Accountability Bureau
NDMA	National Disaster Management Authority
NIGAB	National Institute for Genomics and Advanced Biotechnology
NOC	No Objection Certificate
NUST	National University of Sciences and Technology
OECD	Organization for Economic Co-operation and Development
OPIC	Overseas Private Investment Corporation
PARC	Pakistan Agricultural Research Council
PASSCO	Pakistan Agricultural Storage and Services Corporation
PBS	Pakistan Bureau of Statistics
PCGA	Pakistan Cotton Ginners Association
PCRET	Pakistan Council of Renewable Energy Technologies
PCRWR	Pakistan Council of Research in Water Resources
PCSIR	Pakistan Council of Scientific and Industrial Research
PDA	Pakistan Dairy Association
PDBP	Pakistan Domestic Biogas Programme
PDMA	Provincial Disaster Management Authority
PFF	Pakistan Fisherfolk Forum
PFMA	Pakistan Floor Mills Association
PFVA	All Pakistan Fruit and Vegetable Exporters, Importers and Merchant Association
PMEX	Pakistan Mercantile Exchange

PPA	Pakistan Poultry Association
PPAF	Pakistan Poverty Alleviation Fund
PQA	Port Qasim Authority
PSQCA	Pakistan Standard and Quality Control Authority
REAP	Rice Exporters Association of Pakistan
RSPN	Rural Support Program Network
SECP	Securities and Exchange Commission of Pakistan
SEPA	Sindh Environmental Protection Agency
SIDA	Sindh Irrigation and Drainage Authority
SMEs	Small and Medium Enterprises
SPCDPM	Sindh People's Commission on Disaster Prevention and Management
SPUP	South Punjab Basic Urban Service Program
SUPARCO	Pakistan Space and Upper Atmosphere Research Commission
SWRPA	Sindh Wholesale and Retailers Association
TDAP	Trade Development Authority of Pakistan
TEPCO	Tokyo Electric Power Company
TRTA	Trade-related Technical Assistance
UAF	University of Agriculture Faisalabad
UNDP	United Nations Development Program
UNFCCC	United Nations Framework Convention on Climate Change
UNIDO	United Nations Industrial Development Organization
USAID	United States Agency for International Development
VHT	Vapour Heat Treatment
WAPDA	Water and Power Development Authority
WASA	Water and Sanitation Agency
WFP	World Food Program
WHO	World Health Organization
WMO	World Meteorological Organization
WMRC	Water Management Research Center
WRC	Wheat Review Committee
WSF	World Seed Forum
WTAP	Wheat Traders Association of Pakistan
WTO	World Trade Organization
WWF	World Wide Fund for Nature

الف۔ ملکی زرعی خبریں

ا۔ زرعی مواد

1 اگست: پنجاب حکومت نے چینی کمپنی (TBAEA) کے ساتھ چولستان میں 1,000 میگاواٹ کا شمسی پلانٹ لگانے کے معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔ صوبائی حکومت نے اس پلانٹ کے لیے 5,000 ایکڑ زمین بھی کمپنی کو دینے کی پیش کش کی ہے۔ (ڈان، 2 اگست، صفحہ 2)

زمین

- زمینی قبضہ

24 جون: صوبائی محکمہ آبپاشی نے سپریم کورٹ کو بتایا کہ 2,758 افراد نے سکھر بیراج سے نکلنے والی نہر کے اطراف کی زمین پر غیر قانونی قبضہ کیا ہوا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 25 جون، صفحہ 15)

15 جولائی: ایک خبر کے مطابق سپریم کورٹ وزیر اعلیٰ کے زمین تفویض کرنے کے صوابدیدی اختیار پر نظر ثانی کررہی ہے جس کی وجہ سے قیمتی سرکاری زمین کوکوڑیوں کے مول نجی طور سے بانٹا جاتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 جولائی، صفحہ 13)

29 جولائی: سندھ کے ماہی گیری اور مال مویشی کے محکموں کے وزیر جام خان شورو نے حیدرآباد میں زمین پر قبضے کا تعین کرنے کے لیے ایک کمیٹی قائم کی ہے جو سروے کرکے سرکاری زمین کی بانٹ میں ملوث افراد کی نشان دہی کرے گی۔ (ڈان، 30 جولائی، صفحہ 17)

ڈائمنڈ بار آئی لینڈ:

28 مئی: قومی عوامی تحریک کے صدر ایاز لطیف پلیجو نے کہا ہے کہ سندھ کے جزیروں کو بیچنے کی سازش کی جارہی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ پورٹ قاسم اتھارٹی (PQA) کی جانب سے سندھ کے جزیروں پر ''ڈائمنڈ بار آئی لینڈ'' تعمیر کرنے کا

اشتہار دینے پر پیپلز پارٹی اورمتحدہ قومی موومنٹ کے نگران حکومتی اتحاد کی خاموشی سے ظاہر ہے کہ وہ اس سازش میں شریک ہیں، اسی لیے پیپلز پارٹی نے اپنی حکومت کے آخری دنوں میں جزیروں کی فروخت کے معاہدے پر دستخط کیے تھے۔ (ڈان، 29 مئی،صفحہ 18)

جنگلات کی زمین:

27 مئی: محکمہ جنگلات سندھ نے صوبے کے 22 اضلاع کے ڈسٹرکٹ اورسیشن ججوں سے درخواست کی ہے کہ وہ با اثر افراد کے قبضے سے صوبے کے جنگلات کی ہزاروں ایکڑ زمین واپس دلانے کے لیے محکمے کی مدد کریں۔اپنے خط میں محکمہ جنگلات سندھ کے سربراہ ریاض احمد واگن نے جج صاحبان کو سندھ ہائی کورٹ کا 10 مارچ 2011 کا فیصلہ یاد دلایا جس میں جنگلات میں قائم تجاوزات کو ہٹانے کے لیے انھیں عوامی نگرانی کمیٹیاں بنانے کے احکامات جاری کیے گئے تھے۔ (ڈان، 28 مئی،صفحہ 18)

10 جون: جنگلات پرعوامی نگرانی کی کمیٹی نے جنگلات کی پالیسی پرنظرثانی کا مطالبہ کیا ہے۔ اس پالیسی کے تحت بااثر لوگوں، وڈیروں اور سیاست دانوں نے جنگلات کی زمین کو حاصل کرنے کے بعد خالی زمین میں تبدیل کردیا ہے۔ اس کو نہ خوراک کے تحفظ کے لیے کام میں لایا گیا ہے اور نہ اس کے 25 فیصد پر درخت لگائے گئے ہیں اور نہ ہی جنگلات کے محکمے کو زمین کی آمدنی 50 فیصد کی بنیاد پر دی گئی ہے۔ یہ صورتحال ماحولیاتی بحران کا سبب بن سکتی ہے۔ جنگلات کی لیز پر دی گئی زمین کا کل رقبہ 41,112 ایکڑ ہے۔ (ڈان، 11 جون،صفحہ 11)

گوادر پورٹ:

5 جولائی: وزیراعظم نواز شریف کے دورہ چین کے موقع پر دونوں ملکوں کے وزیراعظم نے آٹھ معاہدوں پر دستخط کیے جن میں دونوں ملکوں کے درمیان معاشی راہداری (Economic Corridor) کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ اس منصوبے کے تحت 2,000 کلومیٹر طویل سڑک کے ذریعے چین کے شہر کاشگر کو بلوچستان کی گوادر بندرگاہ سے ملایا جائے گا۔ (ڈان، 6 جولائی،صفحہ 1)

12 اگست: امور خارجہ کی وزارت میں ایشیاء اور بحرالکاہل کے معاملات کے خصوصی سیکرٹری نورمحمد جادمانی نے کہا کہ گوادر کی بندرگاہ کو فوجی مقاصد کے لیے حاصل نہیں کیا گیا ہے۔ بندرگاہ کو چلانے کا اختیار پہلے سنگاپور کی کمپنی کے

پاس تھا جو فروری 2013 سے چینی کمپنی کو منتقل ہو گیا ہے۔ بندرگاہ چین کی برآمدت کے ساتھ پاکستان کی اپنی معاشی ترقی کے کاموں کو سرانجام دے گی۔ (دی نیوز، 13 اگست، صفحہ 17)

19 اگست: چائنا ہاربر انجینئرنگ کمپنی (CHEC) کے چھ رکنی وفد نے گوادر کو پوری طرح چلانے کے انتظامات کا معائنہ کرنے کے لے گوادر کا دورہ کیا۔ (ڈان، 20 اگست، صفحہ 14)

23 اگست: وزیر اعظم نواز شریف نے کہا کہ گوادر کو آزاد بندرگاہ (فری پورٹ) بنا کر ہانگ کانگ، سنگاپور اور دبئی جیسا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ گوادر کاشغر معاشی راہداری (Gwadar-Kashgar Economic Corridor) کے ذریعے چین کو مشرق وسطیٰ اور یورپ تک آسان رسائی مل سکتی ہے جس سے 30 لاکھ مقامی افراد کو بھی فائدہ ہو گا۔ (دی نیوز، 24 اگست، صفحہ 1)

26 اگست: بیرسٹر ظفر اللہ خان نے سپریم کورٹ لاہور رجسٹری میں درخواست دائر کی ہے جس میں وزیر اعظم نواز شریف کے 23 اگست کے بیان (جس میں انھوں نے کہا تھا کہ گوادر کو ہانگ کانگ جیسا درجہ دیا جا سکتا ہے) کے حوالے سے عدالت سے درخواست کی ہے کہ وہ حکومت کو ایسا کرنے سے روکے اور چائنا اوورسیز پورٹ ہولڈنگ کمپنی لمیٹڈ (China Overseas Port Holding Company Ltd) اور حکومت پاکستان کے درمیان معاہدے کو پاکستانی عوام کے سامنے لانے کا حکم دے۔ (دی نیوز، 27 اگست، صفحہ 3)

29 اگست: چینی قومی اصلاحات اور ترقی کے کمیشن کے نائب چیئرمین زینگ زیو (Zhangxiao) نے گوادر میں بلوچستان کے وزیر اعلیٰ عبد المالک بلوچ، وفاقی وزیر ترقی و منصوبہ بندی احسن اقبال اور دیگر اعلیٰ عہد داروں سے ملاقات کی۔ زینگ زیو نے گوادر میں شمسی توانائی کے منصوبے، میرانی ڈیم سے سیراب ہونے واے علاقوں کی ترقی، گوادر کے لوگوں کے لیے کم قیمت یا بغیر قیمت گھروں کی تعمیر اور بلوچستان کے سرکاری ملازمین کو قرضے دینے کے لیے امداد اور سرمایہ کاری کے منصوبوں کی پیش کش کی جن میں مقامی لوگوں کو روزگار فراہم کیا جائے گا۔ (ڈان، 30 اگست، صفحہ 3)

چولستان میں شمسی توانائی کے منصوبے:

26 جولائی: پنجاب کے وزیر توانائی شیر علی خان نے لاہور میں چائنا پاور انٹرنیشنل بیجنگ (China Power

(International Beijing) سے بات چیت کے دوران بتایا کہ حکومت پنجاب چولستان میں 5,000 ایکڑ زمین 26 سال کے لیے نجی شمسی توانائی کے منصوبوں کے لیے ایک ڈالر فی ایکڑ سالانہ کے حساب سے مختص کرے گی۔ (دی نیوز، 27 جولائی، صفحہ 5)

قبضہ مافیہ:

17 جولائی: کراچی بدامنی از خود نوٹس کیس میں عدالت عظمی کو بتایا گیا کہ شہر کے اہم اور مرکزی علاقوں کی زمینوں پر کئی وفاقی ادارے قابض ہیں۔ سندھ بورڈ آف ریونیوز ری سٹیلمنٹ اینڈ سرویز ونگ (Sindh Board of Revenue's Resettlement and Surveys Wing) کے رکن نے عدالت کو بتایا کہ کراچی میں 10,515 ایکڑ سرکاری زمینوں پر ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، کراچی پورٹ ٹرسٹ، پورٹ قاسم اتھارٹی اور ملیر ڈیولپمنٹ اتھارٹی قابض ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 جولائی، صفحہ 12)

- زمین کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن

2 اگست: پنجاب کے وزیر اعلی شہباز شریف نے کہا ہے کہ زمین کے ریکاڈز کی کمپیوٹرائزیشن کا منصوبہ 2014 میں مکمل ہو جائے گا جس کے بعد لوگ پٹواری کلچر سے نجات پائیں گے۔ (ڈان، 3 اگست، صفحہ 2)

جبری مشقت

24 جون: میر پور خاص کی سیشن اور ڈسٹرکٹ عدالت کے حکم پر سندھڑی میں پولیس نے ایک زمیندار کے فارم پر چھاپہ مار کے 20 کسانوں کو جبری مشقت سے نجات دلائی۔ (ڈان، 25 جون، صفحہ 18)

2 جولائی: میر پور خاص میں وڈیرے کی نجی جیل سے آزاد کسانوں نے عدلیہ سے درخواست کی ہے کہ وہ انہیں تحفظ دے کیونکہ وڈیرے کی طرف سے انھیں مستقل دھمکیاں مل رہی ہیں۔ (ڈان، 3 جولائی، صفحہ 18)

4 جولائی: پولیس نے میر پور ماتھیلو کے قریب زمیندار کی نجی جیل سے جبری مشقت کے شکار 16 افراد کو بازیاب کرلیا جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ (ڈان، 5 جولائی، صفحہ 18)

20 جولائی: چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کی سربراہی میں سپریم کورٹ کے تین رکنی بینچ نے آئی جی پنجاب سے کہا ہے کہ اگر عدالت کو جبری مشقت کے لیے لوگوں کو قید یا حبس بے جا میں رکھنے کی شکایت وصول ہوتی ہے تو ضلعی پولیس افسر (ڈی پی او) اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا۔ (ڈان، 21 جولائی، صفحہ 19)

پانی

21 جون: واسا (WASA) نے اپنے 14-2013 کے بجٹ میں پانی پر 70 فیصد محصولات بڑھانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ (ڈان، 22 جون، صفحہ 4)

- پانی کی قلت

پانی اور بجلی:

11 مئی: معمول سے زیادہ پانی کے اخراج کی وجہ سے تربیلا اور منگلا ڈیم میں پانی کی کمی پیدا ہوگئی ہے۔ یہ غیر معمولی اخراج بجلی کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے کیا گیا تا کہ عام انتخابات کے دوران بجلی کی بلاتعطل فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ حکام کی جانب سے یہ غیر معمولی اقدام اس ضابطے کی خلاف ورزی ہے جس کے تحت ڈیموں کے پانی کی آب پاشی کے لیے استعمال کو ترجیح دی جانی چاہیے۔ اس طریقے سے ایک ہزار میگاواٹ بجلی تو حاصل کرلی گئی تاہم قیمتی پانی بھی ضائع ہوا جو آب پاشی کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکا۔ (دی نیوز، 12 مئی، صفحہ 15)

15 مئی: انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (IRSA) نے پنجاب اور سندھ کے آب پاشی کے پانی کے حصے میں اضافے سے انکار کردیا ہے۔ IRSA (ارسا) کے مطابق دونوں صوبوں نے اگلے دس روز کے لیے پانی کے حصے میں اضافے کی درخواست کی تھی تاہم آبی ذخائر میں ناکافی پانی ہونے کی باعث ان کا مطالبہ پورا نہیں کیا جاسکا۔ (ڈان، 16 مئی، صفحہ 3)

18 مئی: سندھ میں آبپاشی کے پانی کی قلت کے باعث پورے صوبے میں خریف کی فصلوں کی بوائی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ گذشتہ کئی سالوں سے خریف کے آغاز اور عروج کے وقت صوبے میں پانی کی شدید قلت ہوجاتی ہے۔ (ڈان، 19 مئی، صفحہ 20)۔

19 مئی: پانی کی کمی کے باعث سندھ میں خریف کی فصلوں کی معمول سے کم بوائی کی خبریں آنے کے بعد ارسا نے

اگلے پانچ روز کے لیے سندھ کے پانی کا حصہ 67 ہزار کیوسک سے بڑھا کر 70 ہزار کیوسک کردیا ہے۔ شمالی علاقہ جات میں گرمی سے برف پگھلنے کی وجہ سے آئندہ چند روز میں پانی کے ذخائر میں اضافے کی توقع ہے۔ (ڈان، 20 مئی، صفحہ 8)

23 مئی: سندھ کے تقریباً تمام اضلاع کی کسان تنظیموں نے سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ آب پاشی کے پانی کی قلت کے باعث خریف کی فصلوں کی بوائی میں مزید تاخیر ہوئی تو صوبے میں قحط جیسی صورت حال پیدا ہوجائے گی۔ انھوں نے کہا کہ صوبے میں آخری سرے کے کاشتکار زیادہ مسائل کا شکار ہیں، حکومت ان کی شکایات کا نوٹس لے۔ (ڈان، 24 مئی، صفحہ 18)

23 مئی: سندھ کے تینوں بیراجوں میں پانی کی شدید قلت کے باعث بالائی اور زیریں سندھ کے بعض علاقوں میں خریف کی فصلوں کی بوائی تاخیر کا شکار ہوسکتی ہے۔ سکھر بیراج کے کنٹرول روم کے انچارج نے اس حوالے سے بتایا کہ سکھر بیراج کو اپنے حصے سے 43 فیصد، کوٹری بیراج کو 62 فیصد اور گدو بیراج کو 83 فیصد کم پانی مل رہا ہے۔ انھوں نے امید کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسکردو میں درجہ حرارت میں اضافے سے برف پگھلنے کے باعث آئندہ چند روز میں صورت حال بہتر ہوجائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 مئی، صفحہ 15)

8 جولائی: ارسا کے تین رکنی وفد نے سکھر بیراج کا دورہ کیا۔ بیراج کے افسران نے وفد کو بتایا کہ دریائے سندھ میں پانی کے بہاؤ میں کمی کی وجہ سے نہروں میں بھی پانی کم ہے جن میں شمال مغرب کیرتھر نہر بھی شامل ہے جو بلوچستان کے مشرقی حصے کو سیراب کرتی ہے۔ پانی کی سطح بلند رکھنے کے لیے 2006 سے مصنوعی طریقے اپنائے گئے ہیں۔ ان طریقوں کے ذریعے بلوچستان جانے والی نہر کو بھی پانی فراہم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح پانی کی سطح (pond level) کو برقرار رکھنے کے لیے 150,000 کیوسک پانی دریائے سندھ کے بالائی حصے سے درکار ہے جس سے دریا کے جنوبی حصے میں مٹی جمع ہونے کے عمل کو بھی روکا جاسکے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 9 جولائی، صفحہ 15)

24 جولائی: بلوچستان زمیندار ایکشن کمیٹی (BZAC) نے کوئٹہ الیکٹرک سپلائی کمپنی کے خلاف مظاہروں کی دھمکی دیتے ہوئے صوبے کے 16 اضلاع میں فوری طور پر بجلی کی بحالی کا مطالبہ کیا۔ کمیٹی کے مطابق 16 اضلاع میں پچھلے آٹھ دنوں سے بجلی نہیں ہے جس کی وجہ سے پانی کی کمی نے کھڑی فصلوں اور پھلوں کے باغوں کو بری طرح متاثر کیا ہے جس سے کسانوں کا بھاری نقصان ہورہا ہے۔ (ڈان، 25 جولائی، صفحہ 3)

محکمہ آبپاشی:

28 اگست: سندھ اکنامک فورم کی جانب سے کراچی میں منعقدہ سیمینار میں شرکاء نے محکمہ آبپاشی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ وہ پانی سے متعلق تمام مسائل کا ذمہ دار ہے۔ سندھ چیمبر آف ایگری کلچر کے سید نوید قمر نے کہا کہ یہ پانی کی فراہمی میں مصنوعی قلت پیدا کرتا ہے۔ (ڈان، 29 اگست، صفحہ 17)

28 اگست: کچھی کنال کی تعمیر میں تاخیر کی وجوہات جاننے کے لیے قومی اقتصادی کونسل کی ایگزیکٹو کمیٹی (ECNEC) نے ایک پینل تشکیل دیا ہے۔ تاخیر کی وجہ سے منصوبے کی تعمیری لاگت بڑھ کر اب 59.4 ارب روپے ہوگئی ہے۔ اس منصوبے کے تحت پنجاب اور بلوچستان کی 713,000 ایکڑ زمین کو 500 کلومیٹر لمبی نہر کے ذریعے پانی فراہم کیا جائے گا۔ اسے 2002 میں شروع ہو کے 2013 میں مکمل ہونا تھا لیکن اب تک آدھا کام بھی مکمل نہیں ہوا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 29 اگست، صفحہ 3)

30 اگست: سندھ چیمبر آف ایگری کلچر نے حیدرآباد میں اجلاس کے دوران محکمہ آبپاشی کے بدعنوان افسران کے خلاف کاروائی اور محکمے کو مکمل طریقے سے ٹھیک کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ اعلیٰ سطح پر کاشتکاروں اور محکمہ آبپاشی کی ایک نگران کمیٹی ہونی چاہیے۔ اجلاس میں اس بات پر بھی توجہ دلائی گئی کہ اس وقت جب دریائے سندھ میں سیلاب آیا ہوا ہے، بھل صفائی نہ ہونے کی وجہ سے نہروں کے آخری سرے تک اب بھی پانی نہیں پہنچ رہا ہے۔ (ڈان، 31 اگست، صفحہ 18)

پانی کی چوری:

25 مئی: ساحلی ضلع ٹھٹھہ کے تعلقہ کھارو چھان کے گاؤں دھڑے واڑی کے باسیوں کا کہنا ہے کہ وڈیروں نے پانی کا رخ اپنی زمینوں کی طرف موڑ کر ان کی سینکڑوں ایکڑ زرعی زمینوں کو بنجر بنا دیا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ ان کی زمینوں کے لیے پانچ مہینے میں صرف ایک دفعہ پانی چھوڑا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی ماضی کی سرسبز زمینوں پر اب جلد تیار ہونے والی چند سبزیاں اگانے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ (ڈان، 26 مئی، صفحہ 20)

6 جون: ایک خبر کے مطابق پچھلے ایک ہفتے سے چشمہ اور تونسہ بیراج کے درمیان سے 30,000 کیوسک پانی روزانہ غائب ہو رہا ہے۔ ایک تجزیے کے مطابق جب دریاؤں میں تازہ پانی آتا ہے تو کچھ فضاء میں بھاپ بنتا اور دریا کے

کناروں میں جذب ہو جاتا ہے لیکن 30,000 کیوسک پانی کا ایک دن میں غائب ہونا پانی چوری کی علامت ہے جو بااثر زمیندار اپنی زمینوں کو سیراب کرنے کے لیے اس خطے میں اکثر کرتے ہیں۔ لیکن یہ چوری سندھ کے پانی کے حصے کو کم کر دیتی ہے جس کی روک تھام کے لیے سرکاری طور پر کچھ نہیں کیا جا رہا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 7 جون، صفحہ 15)

4 جولائی: سندھ کے وزیر اعلیٰ سید قائم علی شاہ نے سیڈا (SIDA) کے افسران کو ہدایت کی ہے کہ وہ بدین میں اگلے چار دنوں میں نہری پانی نہر کے آخری سرے کے کسانوں تک پہنچائیں ورنہ متعلقہ افسران کے خلاف سخت کاروائی کی جائے گی۔ (دی نیوز، 5 جولائی، صفحہ 2)

6 جولائی: سکھر کے رائٹ بینک کنال کے انجینئروں نے سندھ کے آبپاشی کے سیکریٹری بابر آفندی سے کہا ہے کہ وہ رائٹ بینک سے نکلنے والی دادو نہر پر باا ثر زمینداروں کی طرف سے لگائے جانے والے 60 غیر قانونی کنکشن (direct connections) کے معاملے کا خود جا کر معائنہ کریں۔ (دی نیوز، 7 جولائی، صفحہ 14)

7 جولائی: کمشنر حیدرآباد کے احکامات پر بدین کے ایک درجن سے زیادہ زمینداروں پر پانی چوری کے الزام میں آبپاشی ایکٹ کی دفعہ 61 اور 62 کے تحت دو مختلف مقدمے درج کیے گئے ہیں۔ (ڈان، 8 جولائی، صفحہ 16)

12 جولائی: جڑانوالہ میں نہروں کے آخری سرے سے پانی حاصل کرنے والے کسانوں نے باا ثر زمینداروں پر پانی چوری کا الزام لگاتے ہوئے کہا ہے کہ ایسا سرکاری تعاون اور سیاسی پشت پناہی سے ہو رہا ہے جس کی وجہ سے کئی گاؤں پانی کی شدید کمی کا شکار ہیں۔ (دی نیوز 13 جولائی، صفحہ 5)

14 جولائی: ارسا نے سکھر بیراج سے نکلنے والی شمالی اور مغربی نہر کی مختلف ایسی جگہوں کا پتہ چلایا ہے جہاں سے پانی چوری ہو رہا ہے یہ نہر سندھ اور بلوچستان میں پانی سپلائی کرتی ہے اور دونوں صوبوں میں تنازعہ کا سبب بنی ہوئی ہے۔ (ڈان، 15 جولائی، صفحہ 3)

24 جولائی: حیدرآباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سندھ آبادگار بورڈ کے عہدیداران نے کہا کہ آبپاشی ایکٹ (Irrigation Act) میں براہ راست کنکشنوں (direct outlets) کی گنجائش نہیں ہے اور پانی کی یہ چوری بھی زراعت کی تباہی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ انھوں نے زراعت کو بچانے کے لیے سندھ میں متبادل بیراج بنانے کا بھی مطالبہ کیا۔ (ڈان، 25 جولائی، صفحہ 17)

29 جولائی: میرپور خاص آبادگار ایکشن فورم کے عہدیداروں نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محکمہ آبپاشی کے افسران بڑے زمینداروں سے رشوت لے کر ان کے لیے ناجائز طریقے سے پانی کا انتظام کررہے ہیں جس کی وجہ سے نہر سے نکلنے والی 24 کلومیٹر لمبی متھراؤ دوسو شاخ کا پانی پچھلے چھ مہینوں سے صرف 15 کلومیٹر تک پہنچ رہا ہے جس کی وجہ سے 25,000 ایکڑ زرخیز زمین بنجر بن گئی ہے۔ یہ شاخ 52,000 ایکڑ زمین کو سیراب کرسکتی ہے۔ (ڈان، 30 جولائی، صفحہ 18)

- نہراور بیراج کی مرمت

30 اپریل: پاکستان اور ایشیائی ترقیاتی بینک نے 73 ملین ڈالر کے معاہدے پر دستخط کیے ہیں جس کے تحت پاک پتن نہر اور اس کی ذیلی نہروں کی بحالی ہوگی اور سلیمانکی بیراج کے تباہ حال دروازوں کی جگہ نئے دروازے لگائے جائیں گے۔ اس سے سالانہ 267 ملین کیوبک میٹر پانی کے رساؤ پر قابو پایا جاسکے گا اور چار زرعی اضلاع کے 26 لاکھ افراد کو پانی کی رسد میں اضافہ ہوگا۔ (دی نیوز، 1 مئی، صفحہ 15)

5 اگست: ارسا کے مطابق سکھر بیراج کے پانی ذخیرہ کرنے کی جگہ پر ڈیلٹا بن چکا ہے جو اس کی بنیادوں کو نقصان پہنچا رہا ہے اس لیے سندھ میں متبادل بیراجوں کی شدید ضرورت پیدا ہوگئی ہے۔ 85 سال پرانا سکھر بیراج اپنی سات نہروں سے آٹھ ارب ایکڑ زمین کو سیراب کرتا تھا۔ (ڈان، 6 اگست، صفحہ 6)

- پن بجلی کے منصوبے

6 جون: خیبر پختونخوا میں تحریک انصاف کے حکومتی نمائندے کے مطابق صوبے کے آبی ترقی کے فنڈ میں اچھی خاصی رقم موجود ہے جسے صوبے میں چھوٹے پن بجلی کے منصوبوں پر خرچ کیا جائے گا (ڈان، 7 جون، صفحہ 5)۔

3 جولائی: ایک اطلاع کے مطابق پنجاب حکومت نے پانچ چھوٹے پن بجلی کے منصوبوں کے ڈیزائن کا کام مختلف کمپنیوں کو دے دیا ہے۔ ان منصوبوں کے لیے حکومت نے 7 کروڑ 50 لاکھ روپے 2013-14 کے بجٹ میں رکھے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 جولائی، صفحہ 11)

منگلا ڈیم:

16 اگست: منگلا پن بجلی گھر کی صلاحیت کو بڑھانے کے لیے امریکہ کی ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی (USAID) پاکستان کو 15 کروڑ ڈالر کی رقم فراہم کرے گی۔ (ڈان، 17 اگست، صفحہ 15)

تربیلا ڈیم:

1 مئی: ایک خبر کے مطابق واپڈا (WAPDA) کے جانب سے تربیلا ڈیم میں پانی کے داخلی بہاؤ کے بارے میں بدلتے ہوئے اعداد وشمار حیران کن ہیں جس کے باعث ارسا اس قابل نہیں رہا کہ وہ سندھ اور پنجاب کی جانب سے پانی میں اضافے کے مطالبے کو پورا کرسکے۔ ارسا کے مطابق تربیلا کے پانی کو ترجیحاً آب پاشی کے بجائے بجلی کی پیداوار کے لیے استعمال کیا جارہا ہے جس کے باعث ارسا کے لیے صوبوں کی آب پاشی کی ضروریات پوری کرنا مشکل ہورہا ہے۔ (ڈان، 2 مئی، صفحہ 12)

بونجی ڈیم:

6 مئی: واپڈا نے اعلان کیا ہے کہ گلگت بلتستان میں بونجی ڈیم کی تعمیر کے لیے انجینئرنگ ڈیزائن اور دیگر دستاویزات تیار کرلیے گئے ہیں اور ڈیم کی تعمیر کے اگلے مرحلے کا جلد آغاز ہوگا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 7 مئی، صفحہ 10)

کیال خوار بجلی گھر:

27 مئی: جرمنی کے کے ایف ڈبلیو (KfW) ترقیاتی بینک کے وفد نے لاہور میں واپڈا کے چیئرمین سے ملاقات میں پاکستان میں پن بجلی گھروں کے مختلف منصوبوں میں سرمایہ کاری میں دلچسپی ظاہر کی۔ کے ایف ڈبلیو بینک اس وقت کیال خوار (Keyal Khwar) بجلی گھر کی تعمیر کے لیے 97 ملین یورو فراہم کررہا ہے۔ اس نے ہارپو (Harpo) بجلی گھر کی تعمیر کے لیے بھی 20 ملین یورو دینے کا وعدہ کررکھا ہے۔ (ڈان، 28 مئی، صفحہ 2)

داسو ڈیم:

21 جولائی: عالمی ڈونر ایجنسیوں نے پاکستان پر زور دیا ہے کہ وہ دیامیر بھاشا ڈیم سے پہلے داسو ڈیم کی تعمیر کرے۔ ڈونر اداروں کا کہنا ہے کہ دیامیر بھاشا ڈیم کی تعمیر پر 12 سے 15 ارب ڈالر کی لاگت آئے گی اور اس کی تکمیل میں

12 سے 14 سال لگیں گے۔ پاکستان کے لیے اتنی بھاری رقم کا حصول ناممکن ہے۔ اس کے برعکس داسو پلانٹ کا پہلا فیز 3.6 ارب ڈالر کی لاگت سے 5 سال میں مکمل ہو کر بجلی پیدا کرنا شروع کردے گا اور اس کے لیے عالمی بینک قرضہ دے گا۔ (ڈان، 22 جولائی، صفحہ 1)

26 اگست: وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے کہا کہ حکومت نے 6 ارب ڈالر کی لاگت سے داسو پن بجلی کے منصوبے کو شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ اس کی تعمیر فوری طور پر ہوسکتی ہے جب کہ بھاشا ڈیم کی تعمیر 14 ارب ڈالر کی لاگت سے 10 سے 12 سال میں مکمل ہو سکے گی۔ (ڈان، 27 اگست، صفحہ 1)

گومل زم ڈیم:

28 اگست: گومل زم ڈیم کے پن بجلی منصوبے نے پیداوار شروع کر دی ہے۔ اس سے قومی گرڈ میں 17.4 میگاواٹ کا اضافہ ہوگا اور ڈیرہ اسماعیل خان اور ٹانک کے 25 اضلاع کے لیے پانی ذخیرہ کیا جاسکے گا جس سے ایک لاکھ 91 ہزار ایکڑ زمین زیر کاشت آئے گی۔ (ڈان، 29 اگست، صفحہ 5)

نیلم۔جہلم پن بجلی منصوبہ:

28 مئی: چین کے ایگزم (Exim) بینک نے حکومت پاکستان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے جس کے تحت بینک 969 میگاواٹ کے نیلم جہلم پن بجلی گھر کی تعمیر کے لیے 448 ملین ڈالرز دے گا۔ بجلی گھر کی تعمیر کا باقی کام مکمل کرنے کے لیے کیے گئے معاہدے پر چینی وزیر اعظم نے گذشتہ ہفتے اپنے دورہ پاکستان کے موقع پر دستخط کیے تھے۔ واپڈا مقررہ وقت 2016 تک بجلی گھر کی تعمیر مکمل کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ (ڈان، 29 مئی، صفحہ 3)

2 جولائی: لاہور میں واپڈا کے آڈیٹوریم میں لیکچر کے دوران ڈاکٹر مارٹن وائی لینڈ (Dr Martin Wieland) نے جو بڑے ڈیموں کے عالمی کمیشن کی زلزلہ سے متعلق کمیٹی (Seismic Committee) کے صدر ہیں نے کہا کہ نیلم جہلم منصوبہ زلزلے کے خطرات سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اسے ان خطرات کو سامنے رکھتے ہوئے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ (دی نیوز، 3 جولائی، صفحہ 17)

16 جولائی: نیلم جہلم پن بجلی گھر تعمیر کرنے والی چینی کمپنی (China Gezhouba Group Corporation) نے

منصوبے کو وقت سے پہلے مکمل کرنے کے لیے مزید انجینئرنگ اور تکنیکی عملے کو تعینات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کمپنی کے نائب صدر اور پاکستانی حکام کے اس حوالے سے بیجنگ میں مذاکرات ہوئے۔ (دی نیوز، 17 جولائی، صفحہ 17)

23 اگست: واپڈا کے چیئرمین سید راغب عباس شاہ کے ایک خط کے مطابق جو انھوں نے آبی توانائی اور خزانے کی وزارتوں کو ارسال کیا ہے، نیلم جہلم منصوبے پر کام کرنے والے چینی ٹھیکے داروں نے دھمکی دی ہے کہ اگر انھیں درکار چار ارب روپے فوری طور پر فراہم نہیں کیے گئے تو وہ اپنا کام روک دیں گے۔ (دی نیوز، 24 اگست، صفحہ 1)

بھاشا ڈیم:

30 مئی: ایک خبر کے مطابق عالمی بینک اور واپڈا کے موجودہ چیئرمین، مشترکہ مفادات کونسل (Council of Common Interests) کی منظوری اور قومی اتفاق رائے سے تشکیل پانے والے دیامیر بھاشا ڈیم منصوبے کو متنازعہ بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔ واپڈا کے سابق چیئرمین اور وزارت پانی و بجلی کے مشیر برائے دیامیر بھاشا ڈیم، شکیل درانی نے سرکاری طور پر لکھا ہے کہ ایشیائی ترقیاتی بینک (ADB) اور احباب پاکستان (Friends of Democratic Pakistan) ڈیم کی تعمیر کے لیے رقم دینا چاہتے ہیں لیکن عالمی بینک یہ کہہ کر بھاشا ڈیم کو متنازعہ بنارہا ہے کہ گلگت بلتستان ایک متنازعہ علاقہ ہے۔ اسی طرح واپڈا کے چیئرمین راغب عباس شاہ کا کہنا ہے کہ بھاشا ڈیم کے بجائے کم لاگت والا داسو (Dasu) ڈیم تعمیر کیا جانا چاہیے حالانکہ واپڈا کی اپنی تحقیقی رپورٹ میں درج ہے کہ داسو ڈیم سے پہلے دیامیر بھاشا ڈیم کی تعمیر ضروری ہے۔ (دی نیوز، 31 مئی، صفحہ 1)

5 جولائی: پانی اور توانائی کی وزارت کے ایک عہدیدار کے مطابق دریائے سندھ پر بھاشا ڈیم کے بننے سے 19 ارب یونٹ بجلی پیدا ہوسکتی ہے اور یہ تربیلا ڈیم کی زندگی 35 سال بڑھا سکتا ہے۔ عہدیدار کا کہنا تھا کہ بھاشا ڈیم میں آٹھ ملین ایکڑ فٹ پانی جمع ہوسکتا ہے، اس لیے اسے ملکی معیشت کی شہ رگ سمجھنا چاہیے۔ (دی نیوز، 6 جولائی، صفحہ 4)

9 جولائی: وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار کے مطابق حکومت ڈیموں کی تعمیر کو اہمیت دے رہی ہے اور اس حوالے سے اس کی ساری توجہ دیامر بھاشا ڈیم کے لیے درکار رقم کا بندوبست کرنے پر ہے۔ (دی نیوز، 10 جولائی، صفحہ 1)

20 جولائی: ایشیائی ترقیاتی بینک کے پاکستان کے ڈائریکٹر وارنر ای لی پیخ (Warner E. Liepach) نے اسلام آباد میں کہا کہ بھاشا ڈیم کے منصوبے یا کسی اور قابل عمل پروگرام کو آگے بڑھانے میں بینک، حکومت پاکستان کا ساتھ

دینے کو تیار ہے۔ (دی نیوز، 21 جولائی، صفحہ 1)

23 جولائی: وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے کہا ہے کہ آئی ایم ایف (IMF) نے آسان شرائط پر پاکستان کو 6.6 ارب ڈالر کا قرضہ دینے پر آمادگی ظاہر کی ہے اور بھاشا ڈیم کے لیے کئی ارب ڈالر حاصل کرنے کے لیے ہندوستان سے پیشگی اجازت نامہ (NOC) حاصل کرنے کی شرط بھی ختم کردی ہے۔ (دی نیوز، 24 جولائی، صفحہ 9)

24 جولائی: امریکی سفیر ریچرڈ اولسن (Richard Olson) نے وزیر خزانہ اسحاق ڈار سے اسلام آباد میں ملاقات میں بتایا کہ امریکی حکومت نے دیامر بھاشا ڈیم کے منصوبے کے قابل عمل ہونے کی تحقیق (feasibility study) کے لیے 14 ارب ڈالر دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اعلیٰ حکومتی افسر کے مطابق یہ کام USAID (یو ایس ایڈ) کے ذریعے ہوگا۔ (ڈان، 25 جولائی، صفحہ 9)

20 اگست: وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے کہا ہے کہ عالمی بینک کو بھاشا ڈیم کے لیے 14 ارب روپے کی امداد پر قائل کرلیا گیا ہے اور ایشیائی ترقیاتی بینک نے بھی اس منصوبے کے لیے بھاری امداد دینے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ (ڈان، 21 اگست، صفحہ 1)

23 اگست: پاکستان فشرفوک فورم (PFF) کے چیئرمین محمد علی شاہ نے نواز حکومت کی طرف سے بھاشا ڈیم جیسے متنازعہ منصوبوں کو دوبارہ شروع کرنے کی کوشش پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ان کے مطابق معاشی وسائل پر بہت بڑے بوجھ کے علاوہ اس منصوبے سے ماحول اور مقامی آبادی پر منفی اثرات پڑیں گے۔ (دی نیوز، 24 اگست، صفحہ 20)

- پاک بھارت آبی تنازعہ

6 جولائی: سندھ طاس کی بھارتی کمشنر کی سربراہی میں بھارتی وفد نے پاکستان کا چار روزہ دورہ مکمل کرلیا۔ (دی نیوز، 7 جولائی، صفحہ 4)۔

9 جولائی: بھارت کی جانب سے دریائے چناب پر ریٹل ڈیم کی تعمیر کے منصوبے پر پاکستان نے اپنے تحفظات کا اعلان کردیا ہے۔ یہ ڈیم متنازعہ بگلیہار ڈیم سے تین گنا بڑا ہوگا اور اس سے 850 میگاواٹ بجلی پیدا کی جائے گی۔ (دی نیوز، 10 جولائی، صفحہ 1)

24 جولائی: بھارت نے 850 میگاواٹ کے ریٹل پن بجلی منصوبے کے بعد دریائے چناب کے دائیں کنارے سے ملنے والے معاون دریا مارو سودر (Maru Sudar) پر پکلدول (Pakaldul) ڈیم بنانے کے منصوبے پر کام شروع کردیا ہے جس سے 1,000 میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکے گی۔ (دی نیوز، 25 جولائی، صفحہ 12)

25 جولائی: بھارت نے پاکستان کو 500 میگاواٹ بجلی فروخت کرنے کی پیشکش کی ہے تاہم پاکستانی وزارت پانی وبجلی کے ایک اعلیٰ عہدیدار کا کہنا ہے کہ بھارت سے بجلی کی درآمد میں کئی تکنیکی مشکلات حائل ہیں۔ پاکستان کے بھارت سے آبی تنازعات بھی رکاوٹ ہیں۔ پاکستان بھارت سے بجلی خریدتا ہے تو پاکستانی دریاؤں پر بجلی کے حصول کے لیے بھارتی ڈیموں کی تعمیر کے خلاف پاکستان کا موقف کمزور پڑ جائے گا۔ (دی نیوز، 26 جولائی، صفحہ 4)

26 جولائی: ایک دستاویز کے مطابق بھارت بجلی کے حصول کے لیے ہماچل پردیش اور مقبوضہ کشمیر میں دریائے چناب پر 60 ڈیم بنانے کا پروگرام بنا چکا ہے۔ (دی نیوز، 27 جولائی، صفحہ 12)

12 اگست: پاکستان میں آبی امور کے ماہر ارشد ایچ عباسی نے بتایا کہ بھارت پانی کے ایک ایسے منصوبے پر پوری سنجیدگی سے غور کررہا ہے جس کے تحت دریائے چناب کے پانی کو چناب پر زیرِتعمیر جسپا (Gyspa) ڈیم، سولنگ نالے اور 23 کلومیٹر سرنگ کے ذریعے دریائے بیاس تک پہنچایا جائے گا۔ اس کے تفصیلی ڈیزائن کے لیے 12-2011 کے بجٹ میں خاص رقم رکھی گئی تھی۔ اگر اس کام کو روکنے کے لیے کچھ نہیں کیا گیا تو یہ ہمارے پانی پر سب سے بڑی "ڈکیتی" ہوگی۔ (دی نیوز، 13 اگست، صفحہ 12)

- پاک افغان مشترکہ منصوبے

25 اگست: اسلام آباد میں پاکستان اور افغانستان کے وزرائے خزانہ کے درمیان ملاقات میں دونوں ملکوں کے مشترکہ دریاؤں کے انتظام کو مشترکہ طور پر چلانے کی بات ہوئی۔ پہلے مرحلے میں دریائے کنار پر 1,500 میگاواٹ کے پن بجلی منصوبے کے اشتراک پر بھی غور ہوا۔ (ڈان، 26 اگست، صفحہ 1)

- ٹیوب ویل

23 مئی: ملک میں آب پاشی کے پانی کی قلت کی وجہ سے کسان ٹیوب ویل لگانے پر مجبور ہوئے تاہم اب ان

کو چلانے کے لیے بجلی بھی میسر نہیں۔ چھوٹے کسان ٹیوب ویلوں کے لیے مہنگا ڈیزل خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ این جی او رورل سپورٹ پروگرام نیٹ ورک (RSPN) نے ہالینڈ کی ایک تنظیم کے تعاون سے اس کا حل بائیوگیس کی صورت میں نکالا ہے۔ ٹیوب ویل کے ساتھ نصب بائیوگیس کا پلانٹ جانوروں کے گوبر سے گیس بنائے گا۔ بیس کیوبک میٹر کا پلانٹ سات سے آٹھ جانوروں کی مدد سے دس سے بارہ گھنٹے تک ٹیوب ویل چلائے گا جبکہ تیس کیوبک میٹر کا پلانٹ چودہ سے سولہ جانوروں کے گوبر سے ٹیوب ویل کو چوبیس گھنٹے تک گیس سے چلانے کے قابل بنائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 مئی، صفحہ 11)

6 جون: نومنتخب وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے پنجاب اسمبلی میں اپنی حکومتی ترجیحات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ساڑھے بارہ ایکڑ زمین کے مالک کسانوں کو بھاری زرتلافی کے ساتھ شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل فراہم کیے جائیں گے۔ (ڈان، 7 جون، صفحہ 2)

22 جون: ایک مضمون کے مطابق زرعی یونیورسٹی فیصل آباد (UAF) میں ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے واٹر مینجمنٹ ریسرچ سینٹر (WMRC) کے پروفیسر ڈاکٹر اللہ بخش نے کہا کہ مشرقی پنجاب میں بھارتی کسان زیرزمین پانی کو بہت زیادہ پمپ کرکے باہر نکالتے ہیں جس سے بھارت میں زیرزمین پانی کی سطح نیچے چلی گئی ہے اور پاکستان کی طرف سے زیرزمین پانی بھارتی پنجاب کی طرف بہہ کر جارہا ہے۔ (اران رانا، دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 جون، صفحہ 10)

- فلٹریشن پلانٹ

26 جون: جاپان کی بین الاقوامی امدادی ایجنسی (JICA) نے کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ (KWSB) کو پانی صاف کرنے کے 50 پلانٹ (water filteration plants) لگانے کے لیے امداد کی پیش کش کی ہے۔ (دی نیوز، 27 جون، صفحہ 14)

12 جولائی: ایک خبر کے مطابق راول پنڈی کنٹونمنٹ میں پانی کی صفائی کے 28 پلانٹ میں سے ایک تہائی آلودہ پانی سپلائی کررہی ہے۔ (ڈان، 13 جولائی، صفحہ 4)

13 جولائی: ایک خبر کے مطابق جنوبی پنجاب کا ساؤتھ پنجاب بیسک اربن سروسس پروجیکٹ (SPBUP) 2001 میں شروع ہوا تھا۔ اس کے لیے 70 فیصد امداد ایشیائی ترقیاتی بینک نے فراہم کی۔ 1.1 ارب روپے کی مالیت کے اس

منصوبے کا مقصد بہاولپور کے شہریوں کو صاف پانی فراہم کرنا تھا۔ (ڈان، 14 جولائی، صفحہ 7)

21 جولائی: قومی احتساب بیورو (NAB) نے سندھ کے کئی اضلاع میں فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب کے منصوبوں میں کرپشن کی مسلسل شکایت کے بعد اس کا نوٹس لیتے ہوئے انکوائری شروع کردی ہے۔ پیپلز پارٹی نے جولائی 2008 میں اپنے پہلے بجٹ میں اس منصوبے کے لیے بھاری رقم مختص کی تھی اور اس سلسلے میں ایک اعلیٰ حکومتی شخصیت کی سفارش پر ایک کمپنی کو اس منصوبے کا ٹھیکہ دیا گیا تھا تاہم اس منصوبے میں بڑے پیمانے پر کرپشن اور بد انتظامی سامنے آئی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 جولائی، صفحہ 13)

بیج

10 جولائی: زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر اقرار احمد خان نے کہا کہ بغیر بیج کے رس دار پھلوں کے پودے سرگودھا، ٹوبہ ٹیک سنگ اور فیصل آباد میں دس دس کسانوں کے باغوں میں لگائے جائیں گے کیونکہ ایسے پھلوں کی طلب عالمی منڈی میں بہت بڑھ رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ یونیورسٹی میں زیادہ پیداوار دینے والے کنولا کے بیج (یو اے ایف-11) کو بھی تیار کیا گیا ہے جس سے فصل چار مہینے میں تیار ہو جاتی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ کسانوں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ یہ بیج استعمال کریں کیونکہ پاکستان بھاری قیمت ادا کرکے کھانے کا تیل درآمد کرتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 جولائی، صفحہ 11)

- جینیاتی بیج

1 مئی: امریکی کمپنی مونسانٹو کا کہنا ہے کہ وہ پاکستان میں جینیاتی مکئی کی آزمائشی کاشت میں کامیاب ہوچکی ہے۔ لاہور کے نواحی علاقے مانگا منڈی میں مونسانٹو پاکستان کے فیلڈ سینٹر کے دورے کے موقع پر کمپنی کے عہدیداروں نے زرعی صحافیوں کی تنظیم ''ایگری کلچر جرنلسٹس ایسوسی ایشن (AJA)'' کے وفد کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ کمپنی مکئی کی جینیاتی قسم ''وی ٹی ڈبل پرو (VT Double Pro) کی آزمائشی کاشت میں کامیابی کے بعد اس کی منڈی میں فروخت کے لیے حکومت کی اجازت کی منتظر ہے۔ مونسانٹو پاکستان اپنے آزمائشی کھیتوں میں مختلف سبزیوں اور پھلوں کی آزمائشی کاشت بھی کررہی ہے۔ (دی نیوز، 2 مئی، صفحہ 15)

7 جون: زرعی یونیورسٹی فصل آباد کے وائس چانسلر ڈاکٹر اقرار احمد خان نے اسلام آباد میں فورن سروسز اکیڈمی (FSA)

سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جینیاتی فصلیں (GMOs) اپنی ٹیکنالوجی کے باعث موسمی تبدیلی کے باوجود نیا سبز انقلاب برپا کرسکتی ہیں۔ انھوں نے انکشاف کیا کہ مونسانٹو کمپنی نے بی ٹی کپاس کے بعد جڑی بوٹی مار ادویات برداشت کرنے کی صلاحیت رکھنے والی (Herbicide Resistance Corn) مکئی کا بیج مارکیٹ میں لانے کی تیاری کر دی ہے جس سے مکئی کی پیداوار میں کئی گنا اضافہ ہو گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 8 جون، صفحہ 11)

8 جولائی: قومی غذائی تحفظ اور تحقیق کے وزیر سکندر حیات بوسن نے کہا کہ پاکستان کو قومی سطح پر کسان مرکز حکمت عملی اور عملی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے تاکہ بائیوٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے زرعی پیداوار بڑھائی جا سکے۔ انھوں نے یہ بات جینیاتی طور پر تبدیل شدہ فصلوں کے حوالے سے ایک رپورٹ (Global Status of Commercialized Biotech GM Crops: 2012) کی افتتاحی تقریب کے موقع پر کی۔ (ڈان، 9 جولائی، صفحہ 9)

27 جولائی: ایک خبر کے مطابق پاکستان میں جینیاتی غذائی پیداوار کے لائسنس حاصل کرنے کے لیے تین بین الاقوامی کمپنیوں مونسانٹو، سینجنٹا، پائنیر اور کئی قومی کمپنیوں نے چند ہفتے قبل غذائی تحفظ کی وزارت اور ماحولیاتی تحفظ کی ایجنسی (EPA) سے رجوع کیا۔ EPA (ای پی اے) کے ڈائریکٹر جنرل آصف شجاع نے کہا کہ ہم نے ابھی تک کسی کو اجازت نامہ نہیں دیا ہے۔ (ڈان، 28 جولائی، صفحہ 4)

5 اگست: ایک مضمون کے مطابق جیسے جیسے جینیاتی طور پر تبدیل شدہ اشیاء پر مکمل پابندی کا رجحان دنیا بھر میں بڑھ رہا ہے، جینیاتی بیج کی کمپنیاں پاکستانی کسانوں کو اپنے جال میں پھانسنے کے لیے تیزی دکھارہی ہیں۔ مونسانٹو اور سینجنٹا وزارت ماحولیات کی نیشنل بائیوسیفٹی کمیٹی کو دباؤ میں لا کے پاکستان کی مارکیٹ تک پہنچنے کے لیے تمام رکاوٹوں کو مکمل طور پر دور کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ پاکستان میں کپاس لابی اس کام میں ان کا ساتھ دے رہی ہے لیکن 2009 سے کپاس کی فصل کی کاشت میں کسانوں کو نقصان ہو رہا ہے ۔ کپاس زیادہ بارش برداشت نہیں کرسکتی لیکن چاول کر سکتا ہے اس لیے کسان چاول کی کاشت کو کپاس پر ترجیح دے رہے ہیں۔ تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ اگر کپاس کی ایک بھی جینیاتی قسم کو نیشنل بائیوسیفٹی اجازت دیتی ہے تو یہ قسم کسانوں اور زراعت کی تباہی کے لیے کافی ہوگی جیسا کہ بھارت میں اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ (زہرہ ناصر، دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 اگست، صفحہ 6)۔

II۔ زرعی مداخل

12 جولائی: ایک خبر کے مطابق مظفرآباد میں دریائے نیلم کے کنارے ایک ریستوران کا مالک امتیاز اعوان صرف روایتی طریقہ کاشت سے اگائی گئی فصلوں سے اپنے کاروبار میں اضافہ کررہا ہے۔ ریستوران میں پھل اور سبزیاں ان کھیتوں سے آتی ہیں جہاں کیمیائی کھاد اور کیڑے مار ادویات کے بغیر فصل اگائی جاتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 جولائی، صفحہ 18)

کھاد

3 مئی: نگران وفاقی حکومت کھاد بنانے والی کمپنیوں کو فراہم کی جانے والی گیس کی قیمتوں میں اضافے پر غور کررہی ہے جس کے بعد یوریا کی قیمتوں میں اضافہ یقینی ہوجائے گا۔ کھاد بنانے والی کمپنیوں کے ذرائع کا کہنا ہے کہ وہ یوریا کی قیمتیں بڑھا کر گیس کی قیمتوں میں اضافے کو کسانوں تک منتقل کردیں گی۔ کھاد بنانے والی دو بڑی کمپنیاں اس سے قبل گیس کی قلت کے باعث یوریا کی قیمتوں میں اضافہ کر کے اربوں روپے کما چکی ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 4 مئی، صفحہ 11)

6 مئی: فارمرز ایسوسی ایٹس پاکستان (FAP) کے صدر ڈاکٹر طارق بچہ کا کہنا ہے کہ عبوری حکومت کی جانب سے گیس کی قیمتوں میں اضافے کے فیصلے سے یوریا کھاد کی قیمت میں اضافہ ہوجائے گا اور ہماری زراعت پر منفی اثر پڑے گا۔ انھوں نے کہا کہ اس اضافے سے پیداواری لاگت بھی بڑھ جائے گی جس سے عام پاکستانی کا غذائی تحفظ خطرے میں پڑجائے گا۔ (دی نیوز، 7 مئی، صفحہ 16)

8 مئی: وزارت صنعت و پیداوار نے وزارت پٹرولیم سے کھاد کی صنعت کو رعایتی نرخوں پر گیس کی فراہمی جاری رکھنے کی سفارش کی ہے۔ کیونکہ رعایتی قیمت ختم کرنے سے یوریا کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا اور زرعی شعبہ شدید متاثر ہوگا جبکہ وزارت پٹرولیم کا کہنا ہے کہ تمام صنعتوں کو یکساں نرخوں پر گیس فراہم کی جانی چاہیے۔ (ڈان، 9 مئی، صفحہ 9)

15 مئی: پاکستان میں کیمیائی کھاد بنانے والوں کی مشاورتی کونسل FMPAC (ایف ایم پی اے سی) نے امید ظاہر کی ہے کہ آنے والی نوازلیگ کی حکومت کھاد کی صنعت کو پوری مقدار میں گیس فراہم کرے گی۔ ایف ایم پی اے سی نے کہا کہ گذشتہ تین سالوں میں گیس کی فراہمی میں کمی کی وجہ سے یوریا باہر سے درآمد کرنا پڑا جس سے ملکی زرمبادلہ پر

ڈیڑھ ارب ڈالر کا بوجھ پڑا اور کھاد بنانے والے کئی پلانٹس بھی بند ہوئے۔ (دی نیوز، 16 مئی، صفحہ 17)

2 جولائی: وفاقی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے تین لاکھ ٹن یوریا درآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ (ڈان، 3 جولائی، صفحہ 9)

23 جولائی: ایف ایم پی اے سی کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر شہاب خواجہ نے لاہور میں کہا کہ 60 لاکھ ٹن یوریا درآمد کرنے کے لیے حکومت کو 312 ارب روپے خرچ کرنے پڑیں گے اور اگر حکومت اس پر زرتلافی بھی دیتی ہے تو مزید 140 ارب روپے خرچ ہوں گے۔ یعنی مقامی کمپنیوں کو گیس کی سپلائی بند کرکے یوریا درآمد کرنے کی پالیسی اپنائی گئی تو حکومت کو 452 ارب روپے سالانہ خرچ کرنے ہوں گے۔ (ڈان، 24 جولائی، صفحہ 9)

29 جولائی: یوریا کا استعمال 2009 میں 6.5 ملین ٹن تک پہنچ گیا تھا جبکہ 2012-13 میں گھٹ کر 5.3 ملین ٹن تک رہ گیا۔ یوریا پیدا کرنے والی کمپنیوں کے مطابق اس کمی سے اہم غذائی فصلوں کی پیداوار متاثر ہوگی اور بنیادی غذائی اشیاء کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوگا جس سے غذائی عدم تحفظ بڑھے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 30 جولائی، صفحہ 11)

22 اگست: کسانوں کی تنظیم فارمرز ایسوسی ایٹس پاکستان کے صدر ڈاکٹر طارق بچہ نے کہا کہ درآمدی یوریا جس کی قیمت 1,600 روپے فی 50 کلو رکھی گئی ہے کو بیچ کر منافع خور اور ڈیلرز سب سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے۔ جبکہ مقامی یوریا کی اوسط قیمت 1,750 روپے ہے۔ (دی نیوز، 23 اگست، صفحہ 15)

زرعی ادویات

31 جولائی: اقوام متحدہ کے خوراک اور زراعت کے ادارے (FAO) نے ترقی پذیر ممالک کو ہدایت کی ہے کہ وہ خطرناک زرعی کیڑے مار دوائیں (pesticides) مارکیٹ سے ہٹا لیں۔ اس ہدایت کے بعد پاکستان میں قومی تحفظ خوراک اور تحقیق کی وزارت آگاہی مہم شروع کرے گی تاکہ کسان زہریلی اشیاء کے خطرات کو سمجھ سکیں۔ FAO (ایف اے او) کے علاوہ عالمی ادارہ صحت اور عالمی بینک بھی سمجھتے ہیں کہ خطرناک ادویات چھوٹے کسانوں کو نہیں ملنی چاہئیں کیونکہ ان کے استعمال اور احتیاطی تدابیر کی معلومات انھیں نہیں ہوتیں۔ (ڈان، 1 اگست، صفحہ 9)

زرعی مشینری

5 اگست: سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پاکستان نے 13-2012 میں 98.428 ملین ڈالرز کی زرعی مشینری درآمد کی جبکہ 12-2011 میں اس مد میں 125.632 ملین ڈالرز خرچ ہوئے۔ اس میں سب سے زیادہ کمی ٹریکٹر کی فروخت میں آئی جو پچھلے چند سالوں میں 70,000 سے کم ہو کر صرف 50,000 رہ گئی ہے۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ زرتلافی کی اسکیموں کے تحت ٹریکٹر حاصل کرنے کے لیے ہر سال دو سے ڈھائی لاکھ افراد درخواست دیتے ہیں۔ (احمد فراز خان، ڈان، 6 اگست، صفحہ EBRIII)

- زرعی تحقیق

18 جولائی: عالمی بینک نے پاکستان میں زرعی تحقیق کرنے والے اداروں میں بنیادی اصلاحات کی سفارش کی ہے۔ عالمی بینک نے کہا کہ وفاق سے صوبوں کو ذمہ داریاں منتقل ہونے کے بعد پاکستان ایگری کلچرل ریسرچ کونسل (PARC) کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے تاکہ جدید سائنسی بنیادوں پر تحقیق کا کام جاری رکھا جاسکے۔ (ڈان، 19 جولائی، صفحہ 11)

29 جولائی: ملک میں جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے زیتون کی کاشت کے لیے PARC (پی اے آر سی) اور نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار جیونومکس اینڈ ایڈوانسڈ بائیو ٹیکنالوجی (NIGAB) نے مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کیے ہیں۔ اس تحقیقی منصوبے کی معیاد تین مہینے ہے اور اس پر 20 لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ اس مشترکہ تحقیقی منصوبے کا عنوان "Rapid Identification of Olive Cultivators using DNA Markers" ہے۔ (دی نیوز، 30 جولائی، صفحہ 17)

جدید ٹیکنالوجی

27 اگست: ایک خبر کے مطابق وزرات سائنس و ٹیکنالوجی (MOST) زراعت کو ترقی دینے کے لیے جدید ٹیکنالوجی کو فروغ دے رہی ہے۔ اس میں فضاء یا خلاء سے زمین کا سائنسی مطالعہ (remote sensing)، زمین پوری طرح ہموار کرنے کے لیے لیزر مشین کی مدد سے ٹریکٹر سے ہل چلانا (land laser levelling)، جراثیمی کھاد (بایوفرٹیلائزر) اور شمسی ٹیوب ویلز شامل ہے۔ اس کے علاوہ کیڑوں کے خلاف مدافعت رکھنے اور زیادہ پیداوار دینے والی فصلوں کے لیے جینیاتی ٹیکنالوجی اور پھل اور سبزیوں کی پیداوار بڑھانے، انھیں محفوظ کرنے اور مخصوص عمل سے گزار کر پیک

کرنے میں ایسی صلاحیت پیدا کی جائیگی جو بین الاقوامی غذائی معیار کو پورا کر سکے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 اگست، صفحہ 11)

مہنگائی

14 اگست: ایگری فورم آف پاکستان کے چیئرمین ابراہیم مغل نے کہا ہے کہ نواز حکومت نے پچھلے 10 ہفتوں میں معاشی پالیسی میں تبدیلیاں کی ہیں جن سے کسانوں پر 50 سے 60 ارب روپے کا مزید بوجھ بڑھ گیا ہے۔ یہ بوجھ جی ایس ٹی، بجلی، تیل، کھاد اور دیگر زرعی کیمیائی اشیاء کی قیمتوں میں اضافے سے بڑھا ہے۔ (دی نیوز، 15 اگست، صفحہ 15)

30 اگست: پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں ممبران نے گندم کی امدادی قیمت پر بحث کے دوران اس بات پر اتفاق رائے کی کہ حکومت کو یا تو گندم کی امدادی قیمت بڑھانی چاہیئے یا زرعی مداخل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کو کم کرنا چاہیئے تا کہ کسانوں کو بھی فائدہ ہو اور عام لوگوں کو سستی روٹی مل سکے۔ (ڈان، 31 اگست، صفحہ 4)

31 اگست: ایک خبر کے مطابق کھاد کی قیمتوں میں 30 سے 40 فیصد اضافے کی وجہ سے مقامی سطح پر اس کے استعمال میں 12 فیصد کمی ہوئی ہے۔ یہ ایسے دور میں ہو رہا ہے جب زرعی معاشیات (Agronomics) میں فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ تجزیہ کار اسے غذائی تحفظ سے بھی جوڑ رہے ہیں کیونکہ سال 2013 میں ملک میں گندم کی پیداوار ہدف سے 4.9 فیصد کم تھی۔ (ڈان، 1 ستمبر، صفحہ 11)

زرتلافی

4 مئی: پاکستان پیپلز پارٹی کے گذشتہ پانچ سالہ دور حکومت میں زرعی آمدنی پر دی جانے والی ٹیکس چھوٹ اور بڑی فصلوں پر امدادی قیمت میں باقاعدہ اضافے کے باعث کسانوں کی آمدن میں سالانہ 23 فیصد اضافہ ہوا۔ کراچی اسٹاک ایکس چینج کے مینیجنگ ڈائریکٹر ندیم نقوی کا کہنا ہے کہ ملکی زرعی شعبے میں ہونے والی اس ترقی کی رفتار سست ہونے والی ہے کیونکہ آنے والی حکومت آئی ایم ایف (IMF) سے ایک معاہدہ کرنے جارہی ہے۔ معاہدے کے تحت بجلی کے شعبے کو ملنے والی امدادی قیمت میں نمایاں کمی کردی جائے گی اور ساتھ ہی زرعی آمدنی پر ٹیکس لگا دیا جائے گا۔ بجلی پر امدادی قیمت میں کمی سے بجلی مہنگی ہوجائے گی جس سے نہ صرف کسانوں کی لاگت بڑھ جائے گی بلکہ صارفین

تک پہنچنے والی مصنوعات کی خوردہ قیمتوں میں بھی اضافہ ہوگا جس سے ایف ایم سی جی (FMCG) یعنی زیادہ بکنے والی مصنوعات کے شعبے میں ترقی کی رفتار کم ہو جائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 مئی، صفحہ 10)

15 جون: پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ رمضان پیکیج کے ذریعے آٹے اور گندم پر زرتلافی نہ دے کیونکہ یہ خوراک کے محکمے کی بدعنوانی کی نذر ہو جاتی ہے اور اس کے ثمرات صارفین تک نہیں پہنچتے۔ (ڈان، 16 جون، صفحہ 16)

9 جولائی: پنجاب حکومت نے رمضان کے مہینے میں گندم پر چار ارب روپے کی زرتلافی دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ (دی نیوز، 10 جولائی، صفحہ 3)

III۔ غربت اور غذائی تحفظ

23 مئی: پاکستان میں بچوں اور عورتوں کی نصف تعداد غذائیت کی کمی کی شکار ہے، یہ تناسب دنیا کے غریب ترین افریقی خطے سب سہارا (Sub-Sahara) سے بھی زیادہ ہے۔اسلام آباد میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے اس حوالے سے کہا کہ آئین پاکستان کی دفعہ 38 میں درج ہے کہ ریاست زندگی کی بنیادی سہولیات خوراک، لباس ،رہائش، تعلیم اور علاج فراہم کرے گی۔حکومت نے عوام کو یہ سہولیات فراہم نہیں کیں جو آئین کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 مئی، صفحہ 4)

6 جون : اسلام آباد میں زرعی تحقیق کے سرکاری ادارے پی اے آر سی کے ڈائریکٹر جنرل محمد عظیم نے کہا کہ پاکستان کی آبادی کے ایک تہائی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کررہی ہے۔غربت کا تناسب دیہی آبادی میں 35 فیصد اور شہری آبادی میں 26 فیصد ہے ۔ انھوں نے عالمی ادارہ خوراک و زراعت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان خوراک کی پیداوار میں بارھویں نمبر پر ہے۔خوراک کی اس بہتات کے باوجود تیزی سے بڑھتی ہوئی قیمتوں نے لوگوں کی قوت خرید کو متاثر کیا ہے جس کی وجہ سے غذا ہونے کے باوجود وہ اسے خرید نہیں سکتے۔ (دی نیوز، 7 جون، صفحہ 17)

6 جون: زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر ڈاکٹر اقرار احمد خان نے موسمی تبدیلی پر ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ موسمی تبدیلی سے ہم آہنگ زیادہ پیداوار دینے والی فصلیں 21 ویں صدی میں لوگوں کو غذائی تحفظ فراہم کرنے اور غربت کے خاتمے کا سبب بنیں گی۔ پنجاب کے ایڈیشنل سیکرٹری زراعت احمد علی ظفر نے کہا

کہ زرعی خام مال سے ہم 65 فیصد زرمبادلہ کمارہے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 7 جون، صفحہ 11)

17 جون: پنجاب حکومت کا کہنا ہے کہ صوبے میں 5.5 ارب روپے غذائی تحفظ، خود کفالت، بہتر مارکیٹنگ سسٹم، کیڑے مکوڑوں، جنگلی گھاس پھوس اور دیگر نقصانات سے بچنے کے منصوبوں پر خرچ ہوں گے۔ (ڈان، 18 جون، صفحہ 2)

19 جون: سندھ حکومت نے اقوام متحدہ کے ترقیاتی ادارے یو این ڈی پی (UNDP) کے تعاون سے ملینیم ترقیاتی اہداف (MDGs) کے آٹھ اہداف پر اپنی پہلی رپورٹ جاری کردی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق صوبے میں غربت اور بھوک کو مقررہ ہدف 2015 تک کم نہیں کیا جاسکے گا۔ (ڈان، 20 جون، صفحہ 9)

24 جون: عالمی ادارہ برائے خوراک (WFP) کے سربراہ نے پشاور میں کہا کہ سیلابوں اور امن و امان کی خراب صورت حال کی وجہ سے پاکستان میں بھوک ہنگامی صورت اختیار کرچکی ہے لیکن اس وقت امداد دینے والے ملکوں کی توجہ شام میں کشیدہ صورت حال کی طرف ہے۔ (ڈان، 25 جون، صفحہ 9)

26 جون: غیر سرکاری تنظیم سوشل پالیسی اینڈ ڈیولپمنٹ سینٹر (Social Policy and Develpment Center) کے مئی میں جاری ہونے والے سروے کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والوں کی تعداد 2004-05 میں 26-29 فیصد تھی جو 2013 میں بڑھ کر 36-39 فیصد ہوگئی۔ غربت دیہی علاقوں میں شہروں کی بہ نسبت زیادہ ہے جہاں 37.31 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ سروے کے مطابق بلوچستان میں غربت کی لکیر سے نیچے گزارہ کرنے والوں کی تعداد دیگر صوبوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ یعنی 45.68 فیصد ہے۔ خیبر پختونخواہ میں یہ شرح 41.71 فیصد، سندھ میں 36.27 فیصد اور پنجاب میں 36 فیصد ہے۔ (شاہد شاہ، دی نیوز، 27 جون، صفحہ 15)

3 جولائی: جنگ اکنامک سیشن میں بات چیت کے دوران ماہرین نے بتایا کہ ایک فیصد سیلز ٹیکس (جی ایس ٹی) لگانے سے کھانے پینے کی اشیا کی قیمتوں میں 20 فیصد اضافہ ہوگیا ہے۔ (دی نیوز، 4 جنوری، صفحہ 5)

8 جولائی: لاہور میں ایک مشاورتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے غیر سرکاری تنظیم مائیکرو نیوٹرنٹ انیشی ایٹو (Micronutrient Initiative) کے ڈائیریکٹر توصیف اختر جنجوعہ نے کہا کہ پاکستان میں غذائیت کی کمی (malnutrition) کے شکار بچوں اور ماؤں کی تعداد افریقی ممالک سے بھی بدتر ہے اور اس سے خام قومی پیداوار (جی

ڈی پی) کو مجموعی طور پر تین فیصد اور توانائی کے بحران سے دو فیصد تک نقصان ہوا ہے۔ (دی نیوز، 9 جولائی، صفحہ 5)

9 جولائی: امریکی عالمی امدادی ادارے (USAID) کے پاکستان کے ڈائریکٹر جو لیسر (Jo Lesser) نے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے سینٹر فار ایڈوانس اسٹڈیز کے اجلاس میں کہا کہ غذائی تحفظ، پانی، توانائی اور موسمی تبدیلی وہ مسائل ہیں جنہیں ہمیں مل جل کر حل کرنا ہے۔ یو ایس ایڈ یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کے تین شعبہ جات کھولنے میں مدد دے رہا ہے۔ اس میں غذائی تحفظ کا شعبہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ہوگا، توانائی کا شعبہ نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (NUST) میں اور پانی کا شعبہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ جامشورو میں ہوگا۔ (دی نیوز، 10 جولائی، صفحہ 3)

14 جولائی: محکمہ منصوبہ بندی کی تحقیق کے مطابق سندھ میں 71 فیصد گھرانے غذائی عدم تحفظ کا شکار ہیں ان میں سے 34 فیصد درمیانی درجے کی بھوک اور 17 فیصد شدید بھوک کے شکار گھرانے ہیں۔ (ڈان، 15 جولائی، صفحہ 13)

بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام

19 مئی: بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام (BISP) کے تحت 74 ارب روپے تقسیم کیے گئے ہیں تاہم امداد تقسیم کرنے کے طریقہ کار کی منظوری ادارے کے بورڈ سے حاصل نہیں کی گئی۔ مالی سال 2010 سے 2012 کی آڈٹ رپورٹ کے مطابق بورڈ نے بعض عارضی قوانین کی منظوری ضرور دی تھی تاہم ان میں ادائیگی کے حوالے سے ہدایات شامل نہیں تھیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 20 مئی، صفحہ 2)

12 جون: وفاقی حکومت نے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا نام تبدیل کرکے انکم سپورٹ پروگرام کردیا ہے اور وفاقی بجٹ 14-2013 میں اس کے لیے مختص کی گئی رقم کو 87.5 فیصد بڑھا کر 40 کے بجائے 75 ارب روپے کردیا ہے۔ (ڈان، 13 جون، صفحہ 14)

30 جولائی: اکنامک افیئرز ڈویژن کے عہدیداران کے مطابق حکومت پاکستان نے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے لیے 43 کروڑ ڈالر کی امداد حاصل کرنے کے لیے ایشیائی ترقیاتی بینک کے ڈائریکٹر جنرل کلاس جرہوزر (Klaus Gerhaeusser) برائے مشرق وسطیٰ اور مغربی ایشیاء سے بات چیت کی ہے۔ امید کی جارہی ہے کہ آئی ایم ایف سے 7.3 ارب ڈالر کے قرضوں کے معاہدے کے بعد اس حوالے سے بھی سمجھوتہ ممکن ہوجائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 31 جولائی، صفحہ 3)

4 اگست: آڈٹ رپورٹ میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کی انتظامیہ پر الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے ایشیائی ترقیاتی بینک سے ملنے والے امداد میں 974.585 ملین روپے کا خرد برد کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 اگست، صفحہ 3)

30 اگست: جیو ٹی وی کو ملنے والی دستاویزات کے مطابق بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کو پچھلے بجٹوں میں ملنے والی کثیر رقم کو بااثر افراد جعلی طریقوں کے ذریعے اپنی جیب میں ڈالتے رہے۔ (حافظ الرحمٰن، دی نیوز، 31 اگست، صفحہ 1)

زرعی قرضے

21 مئی: اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ رواں مالی سال کے پہلے دس ماہ میں بینکوں نے گذشتہ مالی سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں پندرہ فیصد زیادہ زرعی قرضے جاری کیے۔ رپورٹ کے مطابق قرضوں کی مانگ میں اضافے کی وجہ مال مویشی کے شعبے میں ترقی ہے۔ (ڈان، 22 مئی، صفحہ 9)

8 جولائی: وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے کہا ہے کہ غربت میں کمی لانا وفاقی حکومت کے معاشی ایجنڈے کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے اور چھوٹے قرضے (مائیکرو فنانس) غربت دور کرنے کا کارگر نسخہ ہیں۔ (دی نیوز، 9 جولائی، صفحہ 12)

13 جولائی: ایک مضمون کے مطابق سرکاری و نجی شراکت پر مبنی ادارے (PPAF) کے تیسرے منصوبے (PPAF-III) کی تفصیلی رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ 250 ملین ڈالرز کی رقم جسے غریب ترین لوگوں کو چھوٹے قرضے دینے پر خرچ ہوتا تھا، PPAF (پی پی اے ایف) میں ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کی گئی۔ (شہباز رانا، دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 جولائی، صفحہ 10)

27 اگست: کراچی میں اسلامی فنانس نیوز روڈ شو کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک کے گورنر یاسین انور نے کہا کہ اسلامی مائیکروفنانس غربت میں کمی لانے کا ایک کارگر ذریعہ بن سکتا ہے۔ (دی نیوز، 28 اگست، صفحہ 17)

15 جولائی: انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن (IFC) جو عالمی بینک کے گروپ کا ایک ممبر ہے نے حبیب بینک لمیٹڈ کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیے ہیں جس کے تحت قرضوں کی فراہمی اور زرعی پیداوار میں اضافے کے ذریعے کسانوں کی

معاشی ترقی کو فروغ دیا جائے گا۔ اس معاہدے کے تحت کسانوں کو 25,000 نئے قرضے دیے جائیں گے۔ (ڈان، 16 جولائی، صفحہ 9)

IV۔ غذائی اور نقد آور فصلیں

4 جون: قومی ادارہ برائے شماریات کے مطابق 13-2012 میں زرعی شعبے میں 3.35 فیصد ترقی ہوئی۔ مکئی کی پیداوار میں 6.74 فیصد اور گنے کی پیداوار میں 6.98 فیصد اضافہ ہوا جبکہ چاول کی پیداوار میں 10.05 فیصد کمی اور کپاس میں 4.19 فیصد کمی ہوئی۔ (ڈان، 5 جون، صفحہ 9)

22 اگست: زرعی ماہرین کے مطابق وقت سے پہلے بارشوں اور سیلاب نے جنوبی پنجاب اور سندھ میں 15 سے 20 فیصد کپاس، 10 فیصد چاول، 30 فیصد سورج مکھی اور 40 فیصد پیاز کی فصل کو تباہ کر دیا ہے۔ بارشوں کے فوراً بعد منڈی میں کپاس کی قیمت 13 فیصد اضافے سے 6,200 روپے فی 40 کلو کے بجائے 7,000 روپے فی 40 کلوگرام ہوگئی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 اگست، صفحہ 11)

غذائی فصلیں

1 اگست: وفاقی ادارہ برائے شماریات کے مطابق پاکستان میں رواں سال جولائی کے مہینے میں افراط زر کی شرح ستمبر 2012 کے بعد سب سے زیادہ دیکھی گئی۔ جولائی کے مہینے میں خوراک میں افراط زر 9.2 فیصد تھا۔ وہ چیزیں جو جلدی خراب نہیں ہوتیں، ان میں یہ 6.90 فیصد تھا اور وہ چیزیں جو جلد خراب ہو جاتی ہیں ان میں افراط زر 20.9 فیصد تھا۔ ٹماٹر کی قیمتوں میں اضافہ 247.10 فیصد، پیاز میں 6.82 فیصد، چائے میں 25.34 فیصد، آٹے میں 23.43 فیصد، گندم 22.42 فیصد، گڑ 18.9 فیصد، گندم سے بنی اشیاء 17.95 فیصد، چاول 13.19 فیصد اور آلو کی قیمت میں 11.46 فیصد اضافہ ہوا۔ (ڈان، 2 اگست، صفحہ 9)

- گندم

گندم کی پیداوار:

29 مئی: پاکستان نے رواں مالی سال میں اپنے مقررہ ہدف سے 2.2 ملین ٹن کم گندم پیدا کی ہے۔ ایگری فورم آف

پاکستان (AFP) کے مطابق 25 ملین ٹن کے ہدف کے مقابلے میں 22.8 ملین ٹن گندم پیدا کی گئی۔ (دی نیوز، 30 مئی، صفحہ 15)

13 جولائی: AFP (اے ایف پی) پاکستان کے چیئرمین ابراہیم مغل کے مطابق موجودہ مالی سال میں کم از کم ایک ملین ٹن گندم کی کمی ہوسکتی ہے۔ ملک میں گندم کی طلب 26 ملین ٹن ہے جبکہ اس سال پیداوار 24.2 ملین ہوئی ہے۔ پچھلے سال کے پانچ لاکھ ٹن کے ذخیرے کو اس میں شامل کرلیں تو بھی یہ 24.7 ملین بنتا ہے۔ کراچی میں گندم کی قیمت 1,400 روپے فی من ہوگئی ہے جبکہ آٹھ مہینے پہلے یہ قیمت 1,200 روپے فی من تھی۔ (دی نیوز، 14 جولائی، صفحہ 15)

گندم کی خریداری:

4 مئی: نگران وزیراعلیٰ پنجاب نجم سیٹھی نے کہا ہے کہ کسانوں سے گندم کی خریداری کی مہم پورے صوبے میں کامیابی سے جاری ہے، رواں سال چار ملین میٹرک ٹن گندم اکٹھا کرنے کا ہدف حاصل کرلیا جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ باردانہ کی تقسیم اور اضافی گندم کی وصولی کی حوالے سے کسانوں کی شکایات دور کرنے کے لیے خصوصی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ صوبے بھر میں قائم کیے گئے 376 مراکز پر کسانوں سے گندم 1,200 روپے من کے نرخ پر خریدی جارہی ہے۔ (دی نیوز، 5 مئی، صفحہ 2)

18 مئی: گندم کی خریداری کے سرکاری ادارے پاسکو (PASSCO) اور صوبوں کے خوراک کے محکمے اب تک اپنے ہدف سے صرف آدھی گندم اکٹھی کرسکے ہیں۔ پاکستان ایگری فورم کے چیئرمین محمد ابراہیم مغل کا کہنا ہے کہ گذشتہ بیس سال کے ریکارڈ سے ظاہر ہے کہ گندم کی حصولی بیس اپریل تک مکمل کرلی جاتی ہے تاہم اس دفعہ تاخیر کا ذمہ دار محکمہ محصولات ہے جو کاشت کاروں کو مفت باردانہ فراہم کرنے میں ناکام رہا۔ (دی نیوز، 19 مئی، صفحہ 15)

20 مئی: محکمہ خوراک سندھ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی کسانوں سے گندم کا ایک کروڑ 80 لاکھ باردانہ اکٹھا کرنے کا ہدف حاصل کرنے میں ناکام رہاہے۔ روزنامہ ''کاوش'' کی رپورٹ کے مطابق محکمہ خوراک کے کرپٹ اہلکاروں، ذخیرہ اندوزوں اور تاجروں کی ملی بھگت سے ذخیرہ اندوزی کر کے گندم کی مصنوعی قلت پیدا کی جاتی ہے۔ پھر اس مصنوعی قلت کو پورا کرنے کے لیے گندم درآمد کی جاتی ہے۔ باہر کی گندم آنے سے جب ملک میں گندم کی افراط

ہوجاتی ہے تو کسان اپنی گندم کم قیمت پر گھاٹے میں بیچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یوں اس کھیل میں فائدہ برآمد اور درآمد کنندگان کو ہوتا ہے، کسان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ (ڈان، 21 مئی، صفحہ 7)

25 مئی: خیبر پختونخوا کی حکومت نے گذشتہ سال صوبے سے تین لاکھ ٹن گندم اکٹھی کی تھی تاہم وفاقی حکومت کی ہدایت پر وہ اس سال چار لاکھ ٹن گندم اکٹھی کرنے جارہی ہے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق اس اضافی خریداری کے لیے اسے اپنا زرتلافی کا بجٹ بڑھانا ہوگا۔ صوبائی حکومت کے گوداموں میں زیادہ سے زیادہ 3 لاکھ 54 ہزار ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی صلاحیت ہے۔ مزید ذخیرہ اندوزی کے لیے اضافی انتظامات کرنا ہوں گے۔ (ڈان، 26 مئی، صفحہ 5)

25 مئی: ایک خبر کے مطابق محکمہ خوراک پنجاب چار ملین ٹن گندم اکٹھا کرنے کے ہدف کے مقابلے میں 3.5 ملین ٹن گندم پر اپنی مہم ختم کرسکتا ہے کیوں کہ محکمے کے مراکز پر گندم کی آمد کم ہوگئی ہے، باردانہ کی تقسیم بند ہوگئی ہے اور منڈی میں گندم کے دام میں اضافہ ہوگیا ہے۔ (ڈان، 26 مئی، صفحہ 2)

12 اگست: ایک پریس ریلیز کے مطابق سرکاری ادارے پاسکو نے مالی سال 13-2012 میں سندھ اور پنجاب سے گندم 1,200 روپے فی 40 کلوگرام کے حساب سے خرید کر 421.321 ملین روپے کا منافع کمایا۔ آڈٹ کمپنی اے ایف فرگوسن (AF Ferguson) کے مطابق پاسکو نے پچھلے پانچ سالوں میں اپنی بہترین کارکردگی دکھائی اور 814.944 ملین روپے کا ٹیکس بھی ادا کیا۔ اس پریس ریلیز میں یہ بھی کہا گیا کہ پاسکو تصدیق شدہ، معیاری اور زیادہ پیداوار دینے والے بیجوں کی کسانوں کو فروخت کے منصوبے کو بھی 29 جولائی کے اپنے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اجلاس میں منظر عام پر لا چکا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 اگست، صفحہ 10)

آٹے کی قیمتوں میں اضافہ:

30 اپریل: گندم کی قیمت میں اضافے کے بعد سندھ میں آٹا ملوں نے آٹے کی مختلف اقسام کی قیمتوں میں اضافہ کردیا ہے۔ گذشتہ دس روز میں کھلی منڈی میں آٹے کی ڈھائی من بوری کی قیمت 2,850 روپے سے بڑھ کر 3,100 روپے ہوگئی ہے۔ پاکستان فلورملز ایسوسی ایشن کے سندھ زون کے صدر چوہدری انصار جاوید نے اس اضافے کا ذمہ دار برآمدکنندگان اور ذخیرہ اندوزوں کو قرار دیتے ہوئے کہا کہ گذشتہ ایک ماہ میں ایک لاکھ ٹن گندم برآمد کی جاچکی ہے۔ اسی طرح ذخیرہ اندوز 2,800 سے 2,850 روپے فی سوکلو کے حساب سے بہت سی گندم ذخیرہ کرچکے ہیں۔

انصار جاوید نے کہا کہ سندھ حکومت اب تک کاشت کاروں سے تین لاکھ ٹن گندم اکٹھی کرسکی ہے جبکہ اس کا ہدف 13 لاکھ ٹن گندم ہے۔حکومت کی اس سست رفتاری کی وجہ بعض سرکاری اہلکار بھی ہیں جو کاشت کاروں سے فی بوری ساٹھ سے سو روپے رشوت لے رہے ہیں۔ (ڈان، 1 مئی، صفحہ 9)

2 مئی: مسلسل چار سال کے بعد اب پانچویں مالی سال 2013-14 میں بھی حکومت کا 25 ملین ٹن گندم کی پیداوار کا ہدف پورا ہوتا نظر نہیں آرہا۔ زرعی ماہرین کا کہنا ہے کہ اس سال گندم کی پیداوار 23 سے 24 ملین ٹن ہوگی۔کم سے کم ایک ملین ٹن گندم کی کمی سے آٹے کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا جس کا مارکیٹ پر اثر دسمبر 2013 یا 2014 کے آغاز میں ہوگا۔ ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ گندم کی افغانستان یا ایران اسمگلنگ کے امکان کو بھی رد نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ ملکی منڈی میں گندم 1,200 روپے فی من کے حساب سے فروخت ہوتی ہے جبکہ ایک من گندم 1,469 روپے کے حساب سے اسمگل ہوتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 مئی، صفحہ 10)

5 مئی: سندھ میں آٹا ملوں نے ایک ہفتے سے بھی کم مدت میں آٹے کی قیمتوں میں تیسری مرتبہ اضافہ کردیا ہے۔ پاکستان فلورملز ایسوسی ایشن نے اس اضافے کا دفاع کرتے ہوئے صدر مملکت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ذخیرہ اندوزوں، برآمدکنندگان اور تاجروں کے گندم خریدنے پر دو ماہ کی پابندی عائد کریں تاکہ آٹے کی قلت کے باعث قیمتوں میں اضافہ نہ ہو۔ (ڈان، 6 مئی، صفحہ 13)

30 مئی: پشاور کی تھوک منڈی میں بیس کلو آٹے کے تھیلے کی قیمت 70 روپے اضافے کے ساتھ 720 روپے ہوگئی ہے جبکہ عوام کو یہ تھیلا 770 روپے کلو میں مل رہا ہے۔تھوک فروشوں کے مطابق اس اضافے کی وجہ پنجاب کی کھلی منڈی میں آٹے کی عدم دستیابی ہے۔ واضح رہے کہ خیبر پختونخوا میں قائم آٹے کی چند ملوں کا تمام آٹا افغانستان برآمد کردیا جاتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 31 مئی، صفحہ 10)

14 جون: گندم کے 100 کلوگرام کے تھیلے کی قیمت 3,180 روپے سے بڑھا کر 3,240 روپے کرنے کے بعد آٹا ملوں نے ڈھائی نمبر آٹے کی قیمت 1,825 روپے فی 50 کلوگرام سے بڑھا کر 1,850 روپے فی 50 کلوگرام کردی ہے۔ (ڈان، 15 جون، صفحہ 9)

15 جون: سالانہ منصوبہ بندی 2013-14 کے مطابق زرعی پیداوار میں ترقی کی شرح 3.7 فیصد رکھی گی ہے۔ اس میں

گندم کی پیداوار کا تخمینہ 25 ملین ٹن، چاول کا 6.4 ملین ٹن، گنے کا 65 ملین ٹن اور نقد آور فصلوں میں کپاس کی پیداوار 14.1 ملین ٹن رکھا گیا ہے۔ (ڈان، 16 جون، صفحہ 11)

25 جون: منڈی میں گندم کی قیمت میں اضافے کی وجہ سے میرپور خاص میں چکی مالکان نے آٹے کی قیمت دو روپے فی کلو بڑھا دی ہے۔ چکی آٹا 40 روپے فی کلو سے اب 42 روپے فی کلو ہو گیا ہے۔ (ڈان، 26 جون، صفحہ 18)

17 جولائی: آٹے کی ملیں محدود ذخائر کے بہانے چند ہفتوں کے دوران آٹے کی قیمتیں کئی مرتبہ بڑھا چکی ہیں جس کی وجہ سے کراچی میں آٹے کی پرچون قیمت بلحاظ قسم 42 سے 46 روپے ہوگئی ہے جبکہ کمشنر کراچی کی جانب سے مقرر کردہ آٹے کی شرح زیادہ سے زیادہ نرخ 41 روپے فی کلو ہے۔ رواں ماہ کے آخر میں روس سے گندم آنے کے بعد آٹے کی قیمتیں کم ہونے کا امکان ہے۔ (ڈان، 18 جولائی، صفحہ 9)

25 جولائی: حیدرآباد کی ضلعی انتظامیہ نے پرائس کنٹرول کمیٹی کی سفارش پر آٹے کی قیمت میں دو روپے فی کلو کا اضافہ کردیا ہے۔ اضافے کے سبب آٹے کی ایکس فیکٹری قیمت تھوک منڈی میں 39 روپے فی کلو اور خوردہ قیمت 40 روپے کلو ہوگئی ہے جبکہ ایکس رولر (ex-roller) آٹے کی تھوک قیمت 41 روپے کلو اور خوردہ قیمت 42 روپے فی کلو ہوگئی ہے۔ (ڈان، 26 جولائی، صفحہ 18)

26 جولائی: ایک خبر کے مطابق وفاقی حکومت گندم کی قیمتوں میں ٹھہراؤ لانے کے کئی طریقوں پر غور کر رہی ہے جن میں گندم کی برآمدات پر پابندی اور درآمدات پر ڈیوٹی ختم کرنا شامل ہیں۔ (دی نیوز، 27 جولائی، صفحہ 15)

28 جولائی: ایک خبر کے مطابق اسمگلنگ کی روک تھام کے لیے گلگت بلتستان کے محکمہ خوراک نے آٹا ملوں کو گندم کی فراہمی روک دی ہے۔ (ڈان، 29 جولائی، صفحہ 5)

31 جولائی: پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن سندھ کے صدر انصار جاوید کا کہنا ہے کہ کمشنر کراچی کی جانب سے گندم کا آٹا 33 روپے فی کلو فروخت کرنے کے احکامات پر عمل درآمد کے لیے لوکل گورنمنٹ افسران نے مل مالکان کو ہراساں کرنا شروع کردیا ہے جس کے ردعمل میں کراچی کی آٹا ملیں یکم اگست سے غیر معینہ مدت کے لیے بند کردی جائیں گی۔ انھوں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ منڈی میں گندم 35.50 روپے فی کلو کے حساب سے بک رہی ہے جبکہ آٹا مل مالکان کو آٹا 33 روپے فی کلو فروخت کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ انھوں نے خبردار کیا کہ آٹے کی 80 ملوں کی

بندش کے بعد شہر میں آٹے کی قلت یقینی ہو جائے گی۔ (ڈان، 2/1 اگست، صفحہ 9)

2 اگست: کراچی میں 80 کے قریب آٹا ملوں نے اپنی پیداوار بند کر دی ہے جس کا فائدہ اٹھا کر منافع خور 10 کلو آٹا 30 سے 40 روپے اضافے کے ساتھ فروخت کر رہے ہیں۔ (عامر شفقت خان، ڈان، 3 اگست، صفحہ 9)

2 اگست: چیف سیکرٹری پنجاب محمد جاوید اسلم نے لاہور میں ایک ایک اجلاس کے دوران کہا کہ صوبائی حکومت آٹے کی قیمت کسی صورت بڑھنے نہیں دے گی۔ آٹا رمضان بازاروں میں بدستور 315 روپے فی 10 کلو اور 670 روپے فی 20 کلو کے حساب سے ملتا رہے گا۔ (دی نیوز، 3 اگست، صفحہ 3)

12 اگست: پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن (PFMA) نے حکومت پنجاب سے کہا ہے کہ اگر وہ آٹے کی قیمتوں پر قابو پانا چاہتی ہے تو ملوں کو گندم کی فوری فراہمی شروع کرے۔ (دی نیوز، 13 اگست، صفحہ 5)

5 اگست: حکومت سندھ کی جانب سے آٹے کی قیمت میں اضافے کا مطالبہ مان لینے کے بعد آٹا مل مالکان کی ہڑتال آج ختم ہوگئی۔ اس اضافے کے بعد چکی کے آٹے کی قیمت 2,050 روپے فی 50 کلوگرام ہوگئی ہے۔ پہلے یہ قیمت 1,990 روپے فی 50 کلوگرام تھی۔ (ڈان، 6 اگست، صفحہ 9)

16 اگست: سندھ کے وزیر اعلیٰ سید قائم علی شاہ نے گندم کی نئی قیمت 3,450 روپے 100 کلوگرام مقرر کی ہے۔ اب آٹا ملیں اس قیمت پر حکومت سے خریدیں گی۔ (دی نیوز، 17 اگست، صفحہ 4)

17 اگست: چیئرمین پاکستان فلور ملز ایسویشن (سندھ زون) چوہدری انصار جاوید کے مطابق حکومت سندھ آٹا ملوں کو 3,450 روپے فی 100 کلو کے نرخ پر گندم فروخت کرے گی جو منڈی میں گندم کی قیمت سے تھوڑا ہی کم ہے، یہ کمی آمد و رفت کی نظر ہوجائے۔ مل والے گندم کو 3,300 فی 100 کلوگرام کے نرخ پر خریدنا چاہ رہے تھے۔ (ڈان، 18 اگست، صفحہ 11)

20 اگست: پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن کے چیئرمین حبیب الرحمٰن کے مطابق اگر پنجاب حکومت اپنے سرکاری ذخیرے سے ملوں کو گندم فراہم کرنا شروع نہیں کرتی تو ملک میں آٹے کی قلت پیدا ہوسکتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ گندم کی عدم دستیابی اور زیادہ قیمت کی وجہ سے صوبے میں 30 فیصد آٹا ملیں بند ہو چکی ہیں۔ (ڈان، 21 اگست، صفحہ 2)

27 اگست: ایک خبر کے مطابق پنجاب میں گندم کا ذخیرہ 3.8 ملین ٹن ہے جو اگلی فصل کے تیار ہونے تک کافی ہے لیکن ذخیرہ اندوزوں نے قیمتیں بڑھانے کے لیے گندم کی مصنوعی قلت پیدا کی ہوئی ہے۔حکومت ان افراد کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کر رہی۔ 20 کلو آٹے کی قیمت 780 سے 790 روپے تک پہنچ چکی ہے کیونکہ مل مالکان کو گندم 1,310 اور 1,320 روپے فی 40 کلو مل رہی ہے۔ (دی نیوز، 28 اگست، صفحہ 2)

- چاول

4 مئی: اسٹیٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق گذشتہ چار مالی سالوں (09-2008 سے 12-2011) میں ملک میں گندم اور چاول کی فی ہیکٹر پیداوار میں معمولی اضافے کے باوجود مجموعی زرعی پیداوار اور زیر کاشت رقبے میں کمی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ان دونوں فصلوں کی قیمتوں میں پانچ سالوں میں کئی بار اضافہ دیکھا گیا۔ (ڈان، 5 مئی، صفحہ 11)

- گنا

11 جون: پاکستان زرعی تحقیق کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر افتخار احمد نے اسلام آباد میں گنے اور چاول کی پیداوار کے حوالے سے اجلاس کے دوران کسانوں سے کہا کہ وہ برازیل کے زرعی ماڈل کو پیداوار بڑھانے کے لیے اپنائیں۔ اس موقع پر گنے کے کاشتکاروں نے کہا کہ گنا خریدنے کی اوسط قیمت 150 روپے فی 40 کلو ہے جو کہ بہت کم ہے۔ شوگر مل مالکان پیسے کی ادائیگی بہت دیر سے کرتے ہیں جس کی وجہ سے کسان، بیوپاریوں کو سستے داموں اپنی فصل بیچنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کیونکہ وہ فوری ادائیگی کرتے ہیں۔ (ڈان، 12 جون، صفحہ 12)

2 جولائی: ایک مضمون کے مطابق کسان خصوصاً سندھ کے کسان گذشتہ سالوں کے سیلاب اور موسمی تبدیلی کی وجہ سے کپاس کے بجائے گنا لگانے کو ترجیح دے رہے ہیں جو سیلاب اور تیز بارش کو برداشت کرسکتا ہے۔ سندھ کے محکمہ زراعت کے مطابق 2012 میں 253,700 ہیکٹر پر گنا کاشت کیا گیا جبکہ اس سے پچھلے سال 189,200 ہیکٹر پر گنے کی کاشت ہوئی تھی۔ (دی نیوز، 3 جولائی، صفحہ 17)

- آم

2 جون: میرپور خاص میں آم کی 48 ویں قومی نمائش کے افتتاح کے موقع پر سندھ کے سیکریٹری زراعت محمد جعفر عباسی

نے کہا کہ 2011 کے سیلاب نے پھلوں کی پیداوار کو بہت متاثر کیا۔ اس سلسلے میں حکومت سندھ نے بیماری سے پاک آم کے پودوں کو متاثرہ کسانوں کو فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ (ڈان، 3 جون، صفحہ 18)

- چنے کی دال

1 مئی: کراچی کی تھوک منڈی میں چنے کی دال کی قیمت 110-100 روپے فی کلو سے کم ہو کر 60 روپے کلو ہوگئی ہے۔ اس سال اچھے موسم اور بروقت بارشوں کے باعث چنے کی شاندار فصل سے دس لاکھ ٹن چنے کی دال حاصل کی گئی۔ گذشتہ سال ملک میں چنے کی دال کی 7 لاکھ ٹن کھپت کے مقابلے میں صرف 2 لاکھ 91 ہزار دال پیدا ہوئی تھی اور اس کمی کو پورا کرنے کے لیے چنے کی دال آسٹریلیا سے درآمد کی گئی تھی۔ (ڈان، 2 مئی، صفحہ 9)

- کھجور

8 اگست: کھجور کے باغوں کی بہتر دیکھ بھال اور پروسیسنگ پر بلوچستان سے مکران، کیچ اور پنجگور کے 21 کسانوں کی سات روزہ تربیت سکھر میں ہوئی۔ آخری سیشن سے خطاب کرتے ہوئے کھجور کے باغوں پر تحقیقی ادارے کے ڈائریکٹر نے کہا کہ پاکستان دنیا کا چھٹا بڑا کھجور پیدا کرنے والا ملک ہے۔ یہاں ہر سال سات لاکھ میٹرک ٹن کھجور پیدا ہوتا ہے۔ پاکستان ایگری کلچر ریسرچ کونسل کے ڈاکٹر منیر احمد نے سولر ڈرائیر ٹیکنالوجی (یعنی سورج کی روشنی سے سکھانے پر مبنی ٹیکنالوجی) پر زور دیا جس سے پیداوار کو اترنے کے بعد نقصان سے بچایا جا سکتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 8 اگست، صفحہ 14)

نقد آور فصلیں

- کپاس

3 مئی: مالی سال 13-2012 میں پنجاب میں کپاس کی پیداوار میں گذشتہ مالی سال کے مقابلے میں 21.63 فیصد کمی ہوئی جس کے باعث مجموعی طور پر ملک میں کپاس کی صرف 12.915 ملین گانٹھیں تیار ہوئیں جبکہ ملک میں کپاس کی گانٹھوں کی سالانہ طلب تقریباً 15 ملین گانٹھیں ہے۔ مالی سال 12-2011 میں کپاس کی پیداوار 14.813 ملین گانٹھیں تھی۔ پاکستان کاٹن جنرز ایسوسی ایشن (PCGA)، آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن (APTMA) اور کراچی کاٹن

ایسوسی ایشن (KCA) کی جانب سے مشترکہ طور پر تیار کیے گئے اعداد وشمار کے مطابق پنجاب میں شدید بارشوں اورسیلاب سے کپاس کی فصل بری طرح متاثر ہوئی تاہم سندھ میں اس کے برعکس کپاس کی پیداوار میں گذشتہ مالی سال کے مقابلے میں 27.05 فیصد اضافہ ہوا۔ (ڈان، 4 مئی، صفحہ 9)

22 مئی: کراچی کاٹن ایسوسی ایشن نے کپاس کی زبانی خرید وفروخت کا معاہدہ انٹرنیشنل کاٹن (ICOTTON)، پاکستان مرکنٹائل ایکس چینج کو دینے پر حکومت سے احتجاج کیا ہے۔ کے سی اے نے کہا کہ بظاہر یہ معاہدہ کپاس کی مارکیٹ میں سٹے اور جوئے کی اجازت دینے کی کوشش ہے جس سے صرف چند افراد کو فائدہ ہوگا جبکہ کسان، دُھنیے (ginners) اور خام کپاس کے صارفین اس سے تباہ ہوجائیں گے۔ (ڈان، 23 مئی، صفحہ 9)

24 مئی: کاٹن بروکرز فورم (CBF) نے سیکورٹیز اینڈ ایکس چینج کمیشن آف پاکستان (SECP) کی جانب سے پاکستان مرکنٹائل ایکس چینج کو کپاس کی زبانی خرید وفروخت کی اجازت دینے پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ سی بی ایف کا کہنا ہے کہ اس اجازت میں کپاس کی جسمانی ترسیل شامل نہیں ہے جس کی وجہ سے کپاس کی مارکیٹ میں سٹے کی حوصلہ افزائی ہوگی جس سے ٹیکسٹائل کی مقامی صنعت اور کاشت کار بری طرح متاثر ہوں گے۔ (ڈان، 25 مئی، صفحہ 9)

16 جولائی: کپاس کی پیداوار کا تخمینہ لگانے والی کمیٹی (CCAC) نے اگلے مالی سال 14-2013 کے لیے کپاس کی پیداوار کا تخمینہ 13.25 ملین گانٹھیں لگایا ہے جو رواں مالی سال کی پیداوار کے مقابلے میں 14.52 فیصد زیادہ ہے۔ (دی نیوز، 17 جولائی، صفحہ 17)

23 جولائی: ایک خبر کے مطابق گذشتہ تین سالوں میں سیلابوں سے بڑے پیمانے پر نقصان اٹھانے کے بعد زیادہ تر کسانوں نے رواں موسم خریف میں کپاس کے بجائے چاول کی کاشت کو ترجیح دی جس کی وجہ سے کپاس حکومتی ہدف سے 12 فیصد کم علاقے پر کاشت کی گئی۔ اس عرصے میں ساڑھے چھ لاکھ ہیکٹر کے بجائے 575,113 ہیکٹر پر کپاس کی کاشت ہوئی۔ (ڈان، 24 جولائی، صفحہ 18)

4 اگست: پانی کی کمی کی وجہ سے پاکستان کی اہم غذائی اور نقد آور فصلیں ہدف سے کم رقبے پر بوئی جارہی ہیں جس سے پیداوار میں کمی واقع ہورہی ہے۔ کپاس کی فصل کا اندازہ لگانے والی کمیٹی نے جولائی کے آخر میں سندھ اور پنجاب کی حکومتوں کو مطلع کر دیا تھا کپاس کے بیج کی بوائی 96 فیصد علاقوں میں ہوسکی ہے اس لیے 1,325 ملین

گانٹھوں کا پیداواری ہدف حاصل نہیں ہو پائے گا۔ (اشفاق بخاری، ڈان، 5 اگست، صفحہ ای بی آر iii)

17 اگست: خام کپاس کی قیمت رواں موسم کی سب سے بلند سطح 7,000 روپے فی من پر پہنچ گئی۔ اس کی وجہ عالمی منڈی میں کپاس کی قیمت میں اضافہ اور حالیہ بارشوں سے کپاس کی فصل کو پہنچنے والا نقصان ہے۔ (ڈان، 18 اگست، صفحہ 12)

v۔ تجارت

برآمدات

23 جولائی: مالیاتی سال 13-2012 میں 12-2011 کے مقابلے میں ملکی غذائی اشیاء کی برآمد میں 11.35 فیصد اضافہ ہوا۔ 13-2012 میں 4.732 ارب ڈالر جبکہ 12-2011 میں 4.249 ارب ڈالر کی برآمدات کی گئیں۔ (دی نیوز، 24 جولائی، صفحہ 17)

- گندم

10 مئی: گندم کے تاجروں کی تنظیم ویٹ ٹریڈرز آف پاکستان (WTAP) کا کہنا ہے کہ ملک میں گندم کی قلت، قیمت میں اضافے اور تاجروں اور برآمدکنندگان کی جانب سے بھاری مقدار میں گندم کی خریداری کی خبریں غلط ہیں۔ تنظیم نے مزید کہا کہ اس وقت ملک سے بہت تھوڑی مقدار میں گندم برآمد کی جارہی ہے جس سے ملک میں قلت پیدا نہیں ہورہی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 مئی، صفحہ 11)

16 مئی: وفاقی کابینہ نے ایران کو ایک لاکھ ٹن گندم برآمد کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ ذرائع کے مطابق یہ گندم اس بجلی کے عوض دی جائے گی جو ایران سے درآمد کر کے بلوچستان کو دی گئی تھی۔ (دی نیوز، 17 مئی، صفحہ 1)

10 جون: ایک مضمون کے مطابق عالمی منڈی میں گندم کی قیمتوں میں کمی اور گندم کی وافر مقدار میں موجودگی کی وجہ سے پاکستان مالی سال 2014 میں خاطر خواہ مقدار میں گندم برآمد نہیں کر پائے گا۔ (منور حسین، دی نیوز، 11 جون، صفحہ 15)

1 جولائی: ملک میں گندم کے ذخائر صرف اتنے ہیں کہ ملکی ضرورت پوری ہو جائے لہذا گندم کی برآمد پر پابندی لگانے اور درآمد پر عائد ڈیوٹی ہٹانے کی اشد ضرورت ہے۔ سرکاری ذخائر میں اس وقت 7.59 ملین ٹن گندم موجود ہے۔ پنجاب کے پاس 4.15 بلین ٹن، سندھ کے پاس 1.24 ملین ٹن، خیبر پختونخوا کے پاس 56,000 ٹن اور پاسکو کے پاس 2.13 ملین ٹن گندم ہے۔ (احمد فراز خان، ڈان، 2 جولائی، صفحہ ای بی آر iii)

11 جولائی: کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے چار لاکھ ٹن گندم کی برآمد تین مہینے کے لیے ملتوی کرنے کی تجویز مسترد کردی ہے۔ (ڈان، 12 جولائی، صفحہ 1)

6 اگست: ایک مضمون کے مطابق کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی ایران سے خریدی گئی بجلی کے بدلے پہلی قسط کے طور پر 30 ہزار ٹن گندم فوری طور پر ایران برآمد کرنے کی اجازت دے سکتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 7 اگست، صفحہ 10)

- چاول

21 مئی: چاول برآمد کرنے والوں کی تنظیم رائس ایکسپورٹرز آف پاکستان (REAP) نے کہا ہے کہ گذشتہ مالی سال کے پہلے گیارہ مہینوں کے مقابلے میں رواں مالی سال کے پہلے گیارہ ماہ میں باسمتی چاول کی برآمد میں چالیس فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ اس عرصے میں برآمدات 8 لاکھ 34 ہزار ٹن سے گھٹ کر 4 لاکھ 97 ہزار تک پہنچ گئیں۔ ایسوسی ایشن نے اس کمی کی وجہ پیداواری لاگت میں اضافے کو قرار دیا ہے۔ کیمیائی کھاد اور ڈیزل کی قیمتوں اور ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافے اور لوڈشیڈنگ نے بھی برآمدات کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ (دی نیوز، 22 مئی، صفحہ 15)

4 جون: افریقہ کا ملک کینیا پاکستانی چاول پر 35 سے 75 فیصد درآمدی ڈیوٹی بڑھانے پر غور کررہا ہے۔ دونوں ملکوں کی تجارت کینیا سے چائے درآمد کرنے کی وجہ سے پہلے ہی عدم توازن کا شکار ہے۔ (ڈان، 5 جون، صفحہ 9)

26 جون: میکسیکو کے کسٹم حکام نے 3,000 ٹن پاکستانی چاول کو اپنے ملک میں داخلے سے روک دیا جب انھیں پتہ چلا کہ ان چاولوں میں کیڑا لگا ہوا ہے۔ (ڈان، 27 جون، صفحہ 9)

27 جون: رائس ایکسپورٹرز آف پاکستان کے چیئرمین جاوید علی غوری نے وزارت تجارت اور تجارت کے فروغ کے سرکاری ادارے ٹریڈ ڈیولپمنٹ آف پاکستان (TDAP) سے کہا ہے کہ وہ پاکستانی چاول کے 150 کنٹینرز کو میکسکو کی

بندرگاہ سے چھڑوانے اور لاکھوں ڈالر مالیت کے 750 کنٹینرز کو میکسیکو پہنچنے سے پہلے بچانے کے لیے فوری اقدامات کریں۔ (ڈان، 28 جون، صفحہ 9)

5 جولائی: پاکستان نے 13-2012 میں 3.489 ملین میٹرک ٹن چاول برآمد کیا جبکہ 12-2011 میں چھ فیصد کمی کے ساتھ یہ مقدار 3.724 ملین میٹرک ٹن تھی۔ (ڈان، 6 جولائی، صفحہ 9)

- پھل اور سبزی

25 جولائی: مالی سال 13-2012 میں گذشتہ مالی سال کے مقابلے میں پاکستانی سبزیوں اور پھلوں کی برآمدات میں بالترتیب 31.12 فیصد اور 8.61 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ مرکزی ادارہ برائے اعداد و شمار، پاکستان بیورو آف اسٹیٹکس (PBS) کے مطابق مالی سال 13-2012 میں سبزیوں کی برآمدات 236.383 ملین ڈالرز ہوئیں جبکہ 12-2011 میں یہ برآمدات 180.163 ملین ڈالرز تھیں۔ اسی طرح پھلوں کی برآمدات 13-2012 میں گذشتہ سال کے مقابلے میں 358.255 ملین ڈالرز سے بڑھ کر 389.091 ملین ڈالرز ہوگئیں۔ (دی نیوز، 26 جولائی، صفحہ 17)

پیاز:

26 اگست: بھارت میں پیاز کے بحران کے باعث پاکستان سے 510 ڈالر فی ٹن کے حساب سے پیاز کے بارہ سے تیرہ کنٹینرز ممبئی برآمد کیے گئے۔ پاکستان، دبئی، سری لنکا اور ملائیشیا کو بھی پیاز برآمد کر رہا ہے۔ (ڈان، 27 اگست، صفحہ 9)

آم:

4 مئی: پاکستانی آم کو درآمدی ممالک تک لے جانے میں پی آئی اے کا حصہ صرف پندرہ فیصد ہے، باقی ساری مارکیٹ نجی اور بین الاقوامی ہوائی کمپنیوں کے ہاتھوں میں ہے۔ تاہم پی آئی اے نے رواں سال یہ تناسب تیس فیصد تک لے جانے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔ پی آئی اے کے جنرل منیجر کارگو شاہد کھوسو کا کہنا ہے کہ پی آئی اے نے سامان کو سنبھالنے کے نئے آلات حاصل کر لیے ہیں جس کے بعد پھلوں کے برآمدکنندگان کے تحفظات دور ہوں گے۔ آل پاکستان فروٹ اینڈ ویجی ٹیبل امپورٹرز ایکسپورٹرز اینڈ مرچنٹس ایسوسی ایشن (PFVA) کے چیئرمین وحید احمد نے اس سلسلے میں کہا کہ ان کی تنظیم آموں کی ترسیل کے لیے دوسری ہوائی کمپنیوں پر پی آئی اے کو ترجیح دے گی۔ اگر

پی آئی اے ایمسٹرڈم تک آموں کو پہنچانے کے لیے چارٹر پروازوں کا آغاز کردے تو یورپ بھر میں پاکستانی آموں کی برآمدات میں اضافہ ہوگا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 مئی، صفحہ 11)

6 مئی: آل پاکستان فروٹ اینڈ ویجی ٹیبل امپورٹرز ایکسپورٹرز اینڈ مرچنٹس ایسوسی ایشن کے چیئرمین وحید قریشی نے کہا ہے کہ رواں سال آم کی پیداوار 1.55 ملین ٹن ہونے کا امکان ہے جس میں سے 0.175 ملین ٹن آم جاپان، جنوبی کوریا، امریکہ، ماریشس اور لبنان کی مارکیٹوں کو برآمد کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ (ڈان، 7 مئی، صفحہ 9)

25 مئی: آم کے موسم کے آغاز کے بعد پاکستان نے 400 ٹن آموں کی پہلی کھیپ مختلف ممالک کو برآمد کردی ہے۔ آل پاکستان فروٹ اینڈ ویجی ٹیبل امپورٹرز ایکسپورٹرز اینڈ مرچنٹس ایسوسی ایشن کے مطابق رواں سال کے لیے ایک لاکھ 75 ہزار ٹن آموں کی برآمد کا ہدف مقرر کیا گیا ہے جو حاصل کرلیا گیا تو ملک کو چھ کروڑ ڈالر کا زرمبادلہ حاصل ہوگا۔ (دی نیوز، 26 مئی، صفحہ 15)

6 جون: میر پورخاص میں سندھ ہارٹی کلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے زیر انتظام آموں کی 48 ویں قومی نمائش کے آخری دن تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صوبائی وزیر نثار احمد کھوڑو نے کہا کہ حکومت سندھ آم کے کاشتکاروں اور برآمد کنندگان کی مدد اور حوصلہ افزائی جاری رکھے گی جو قیمتی زرمبادلہ کما رہے ہیں۔ انھوں نے آم کے برآمد کنندگان سے کہا کہ وہ آم کو بازار پہنچنے کے بعد خراب ہونے سے بچانے کی صلاحیت (shelf life) بڑھا کر اپنے لیے عالمی مارکیٹ میں جگہ بنائیں۔ (ڈان، 7 جون، صفحہ 18)

7 جون: پاکستان کوریا بزنس کونسل کے چیئرمین سہیل نثار نے بتایا کہ پاکستان 11 جون سے جنوبی کوریا کو پہلی بار آم کی برآمد شروع کر دے گا۔ (دی نیوز، 8 جون، صفحہ 17)

15 جون: ایک اندازے کے مطابق جاپان میں پاکستانی آم کی ممکنہ منڈی 1.5 ارب روپے ہے لیکن بھاپ سے گزارنے کے عمل کی ٹیکنالوجی، وی ایچ ٹی (VHT) کی عدم دستیابی کی وجہ سے پاکستان جاپان کو آم برآمد نہیں کر پارہا۔ (ڈان، 16 جون، صفحہ 11)

22 جون: ہارویسٹ ٹریڈنگ کے ایک اخباری بیان کے مطابق رواں سال ایک لاکھ 75 ہزار ٹن آم کی برآمد کا ہدف حاصل نہیں ہو پائے گا کیونکہ شپنگ کمپنیوں کے پاس انھیں برآمد کرنے کی صلاحیت نہیں ہے جبکہ کراچی اور لاہور

ایئرپورٹ پر انھیں ذخیرہ کرنے کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ (دی نیوز، 23 جون، صفحہ 15)

24 جون: ایک خبر کے مطابق یو ایس ایڈ کے فرمز پروجیکٹ (Firms Project) نے رواں سیزن میں چھ ٹن سندھڑی آموں کو برطانیہ اور ہالینڈ، چھوٹی اور درمیانی انٹرپرائیزز (SMEs) کے فارموں کے ذریعے برآمد کرنے میں مدد فراہم کی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 25 جون، صفحہ 11)

1 جولائی: یو ایس ایڈ کی فنی مدد سے 106 ٹن آموں کی کھیپ یورپ اور امریکہ روانہ ہوگئی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 2 جولائی، صفحہ 11)

1 جولائی: یو ایس ایڈ کی مدد سے سندھڑی آموں کی ایک اور کھیپ ہالینڈ، برطانیہ اور سعودی عرب میں جن خریداوں کو بھیجی گئی ہے ان میں یونی ویج (UNIVEG)، اسپیشل فروٹ (Special Fruit) اور فیئر فروٹ (Fair-Fruit) شامل ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 2 جولائی، صفحہ 11)

2 جولائی: بہاولپور میں آم کی پہلی قومی نمائش محکمہ زراعت، بہاولپور فیڈریشن، پاکستان چیمبر آف ایگری کلچر اینڈ مال مویشی کے زیر انتظام، منعقد ہورہی ہے۔ نمائش کے بعد آم کی کاشت اور دیکھ بھال، معیار، ذخیرہ کرنے کے طریقوں اور برآمد کے مرحلوں پر مقالے پڑھے جائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 جولائی، صفحہ 10)

2 جولائی: ایک مضمون کے مطابق برطانیہ میں پاکستانی آم کی برآمد سخت مسائل کا شکار ہے کیونکہ وہاں کے قرنطینہ کے محکمے (Quarantine Department) نے پاکستانی آموں کی تقریباً تمام کھیپ کو پھلوں کی مکھی کی موجودگی کی وجہ سے واپس کردیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 جولائی، صفحہ 10)

6 جولائی: پاکستان کے تمام برآمدی آموں کو برطانیہ میں تلف کیے جانے کی اطلاع کے بعد آل پاکستان فروٹ اینڈ ویجی ٹیبل امپورٹرز ایکسپورٹرز اینڈ مرچنٹس ایسوسی ایٹس کے چیئرمین وحید احمد نے پھلوں کی بیماری پر فوری طور پر قابو پانے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 7 جولائی، صفحہ 11)

11 جولائی: 18 سال بعد پاکستان نے جاپان کو آم کی برآمد دوبارہ شروع کردی ہے۔ (دی نیوز، 12 جولائی، صفحہ 17)

16 جولائی: قومی احتساب بیورو (NAB) نے ٹریڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان (TDAP) کی جانب سے برآمدی

آموں کے لیے ممکنہ VHT پلانٹ کی خریداری میں کرپشن کے خلاف تحقیقات کا آغاز کردیا ہے۔ نیب کے چیئرمین کو لکھے گئے خط میں پوچھا کہ مارکیٹ میں 15 سے 17 کروڑ روپے میں دستیاب وی ایچ ٹی پلانٹ کی جگہ 23 کروڑ روپے میں پلانٹ کیوں خریدا گیا۔ (دی نیوز، 17 جولائی، صفحہ 17)

17 جولائی: ایک خبر کے مطابق پاکستانی آموں کو چین برآمد کرنے کے لیے دونوں ممالک کے مابین ایک معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں۔ پاکستان میں آموں کی برآمد کی منظوری گزشتہ مالی سال میں دی گئی تھی جس کے بعد پاکستان چین، امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی کوریا اور جاپان کی منڈیوں میں جگہ بنانے کے لیے پر امید ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 جولائی، صفحہ 11)

18 اگست: پاکستان میں باغات کی ترقی اور برآمد کی کمپنی کے چیرمین بشیر حسین کے مطابق (اس وقت جب سیزن ختم ہورہا ہے) آموں کی دوٹن کی کھیپ آسٹریلیا بھیجی جارہی۔ آسٹریلیا ہر سال 30,000 ٹن آم درآمد کرتا ہے، پاکستان کو آسٹریلوی حکومت سے اس سلسلے میں اجازت اب ملی ہے۔ (دی نیوز، 18 اگست، صفحہ 15)

22 اگست: ٹوکیو میں جاپان کی کاروباری برادری نے پاکستان سے 16 سال بعد آم درآمد کیے جانے پر ایک تقریب کا انعقاد کیا۔ (دی نیوز، 23 اگست، صفحہ 17)

- چینی

15 مئی: ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ سات لاکھ ٹن چینی برآمد کی گئی ہے۔ رواں مالی سال کے آخر تک یہ مقدار دس لاکھ ٹن تک پہنچ جائے گی جس سے زرمبادلہ کے ذخائر میں 50 کروڑ ڈالر کا اضافہ ہوگا۔ صنعتی ذرائع کے مطابق اس سے قبل سب زیادہ 6 لاکھ 28 ہزار ٹن چینی مالی سال 98-1997 میں برآمد کی گئی تھی۔ (ڈان، 16 مئی، صفحہ 9)

3 جولائی: شوگر مل ایسوسی ایشن کے سابق چیئرمین نے حکومت سے کہا ہے کہ وہ مزید پانچ لاکھ ٹن چینی برآمد کرنے کی اجازت دے کیونکہ اس سال گنے کی شاندار فصل ہوئی ہے۔ (دی، 4 جولائی، صفحہ 17)

30 جولائی: کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے ایران کو چینی کی برآمد کے بدلے بجلی کی درآمد کی منظوری دے دی ہے۔ (ڈان، 31 جولائی، صفحہ 9)

- ایتھنول

31 جولائی: ایک مضموں کے مطابق شوگر مل مالکان نے وفاقی حکومت سے راب (molasses) بنانے پر عائد 15 فیصد ریگولیٹری ڈیوٹی ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے تا کہ وہ گنے کے کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی کر سکیں۔ گذشتہ حکومت نے یہ ڈیوٹی سندھ کے ایتھنول بنانے والوں کے مفاد میں لگائی تھی تا کہ تیل کی درآمد کے بل کو کم کرکے زرمبادلہ بچایا جا سکے۔ (دی نیوز، 1 اگست، صفحہ 17)

- بیج

1 اگست: قومی غذائی تحفظ اور تحقیق (National Food Security & Research) کے ڈویژن نے عالمی بیج کے فورم (WSF) کی لیباٹری سے بیج کے معیار کی منظوری کا درجہ (accreditation) حاصل کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ یہ درجہ پاکستان کو 2013 کے آخر تک مل جائے گا جس کے بعد پاکستان تصدیق شدہ بیج برآمد کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ (ڈان، 2 اگست، صفحہ 9)

27 اگست: کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (KCCI) کے صدر سے سینٹر فار پروموشن آف ایمپورٹس (CBI) اور جرمن سوسائٹی فار انٹرنیشنل کارپوریشن (GIZ) کی تحقیق کے حوالے سے بات کرتے ہوئے CBI (سی بی آئی) کے وفد کے سربراہ نے بتایا کہ سی بی آئی ہالینڈ کے محکمہ خارجہ کے تحت کام کرتا ہے اور پاکستان کے زیرے کے بیج کی تجارت کو علاقائی ممالک میں فروغ دیتا ہے۔ (دی نیوز، 28 اگست، صفحہ 17)

- مال مویشی

17 اگست: کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے یکم اکتوبر سے جانوروں کی برآمد پر پابندی لگانے کا اعلان کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 اگست، صفحہ 11)

- سمندری غذا (sea food)

1 مئی: یورپی یونین نے پانچ سال بعد پاکستان سے سمندری خوراک (sea food) کی درآمد پر عائد پابندی ختم کردی ہے جس کے بعد ایک لاکھ بیس ہزار ڈالر مالیت کے 24 ہزار کلو جھینگوں کی پہلی کھیپ مئی کے نصف میں ہالینڈ برآمد کی

جائے گی۔ یورپی یونین نے فی الحال دو پاکستانی کمپنیوں کی برآمدات کو منظوری دی ہے۔ برآمدکنندگان نے پابندی کے خاتمے پر خوشی کا اظہار کیا ہے تاہم ان کا کہنا ہے کہ انھوں نے گذشتہ چند سالوں میں چین اور مشرق بعید کے دیگر ممالک میں نئی منڈیاں ڈھونڈلی ہیں جہاں سے ان کی مچھلیوں کی برآمدات کو اچھی قیمتیں مل جاتی ہیں، اس لیے یورپی یونین کے اس اقدام سے پاکستانی صنعت کو کوئی نمایاں ترقی نہیں ملے گی۔ اسٹیٹ بینک کے مطابق پاکستان کی سمندری خوراک کی برآمدت مسلسل اضافے کے بعد مالی سال 12-2011 میں 339 ملین ڈالر تک جاپہنچی ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 2 مئی، صفحہ 11)

27 مئی: پاکستان بیورو آف اسٹیٹکس (PBS) نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ رواں مالی سال کے پہلے دس ماہ میں گذشتہ مالی سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں مچھلیوں اور سمندری خوراک کی برآمدات میں 4.46 فیصد اضافہ ہوا۔ (ڈان، 28 مئی، صفحہ 9)

- کپاس

16 مئی: کراچی کاٹن ایسوسی ایشن آنے والی وفاقی حکومت سے اس بات پر احتجاج کرے گی کہ پاکستان مرکنٹائل ایکس چینج کو کپاس ادھار پر فروخت کرنے کی اجازت کیوں دی گئی ہے۔ اس ادارے کا کہنا ہے کہ وہ واحد ادارہ ہے جو بغیر نقد کپاس فروخت کرنے کا مجاز ہے۔ (دی نیوز، 17 مئی، صفحہ 17)

- زرعی ایکسپورٹ پراسیسنگ زون (AEPZ)

3 مئی: ایک خبر کے مطابق کراچی میں ملک کا پہلا زرعی ایکسپورٹ پراسیسنگ زون رواں سال کے آخر تک کام شروع کردے گا۔ 10 کروڑ روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والے اس زون میں جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے پھلوں اور سبزیوں کو برآمدی شکل میں ڈھال کر عالمی مارکیٹ میں برآمد کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے کاشت کاروں اور شہر میں بکھرے برآمد کنندگان ایک ہی چھت تلے جمع ہوجائیں گے۔ سندھ حکومت ایسے ہی زون حیدرآباد، بدین، گھوٹکی، نوشہروفیروز اور میرپورخاص میں بھی قائم کرے گی۔ (ڈان، 4 مئی، صفحہ 9)

درآمدات

15 جون: تاجروں اور زراعت سے تعلق رکھنے والے افراد اور صنعتکاروں نے حکومت پر زور دیا کہ وہ گندم کے علاوہ پیداوار میں کمی کو درآمدات سے پورا کرنے کی پالیسی کو تبدیل کرے کیونکہ کسی چیز کی کمی زیادہ پیداوار کو ترغیب دیتی ہے۔ زرعی اشیاء کی درآمدات مثلاً پیاز، ٹماٹر، آلو وغیرہ جو شوکت عزیز کے دور سے شروع ہوئیں سے غذائی اشیاء کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ ہوگیا ہے۔ (منصور احمد، دی نیوز، 16 جون، صفحہ 17)

26 جون: پاکستان بیورو آف اسٹیٹکس کے مطابق ملک میں خوراک کی درآمدات میں رواں مالی سال کے پہلے گیارہ مہینوں میں گذشتہ سال کے انہی مہینوں کے مقابلے میں 14.24 فیصد کمی ہوئی ہے۔ رواں مالی سال اس عرصے میں 3.929 ارب ڈالر کی غذائی اشیاء درآمد کی گئیں جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں اس مد میں 4.584 بلین خرچ ہوئے تھے۔ (دی نیوز، 27 جون، صفحہ 1)

15 جولائی: پاکستان منصوبہ بندی کمیشن کے 14-2013 کے اعداد وشمار کے مطابق گذشتہ سال کے مقابلے میں حکومت نے تیل اور خوراک کی درآمد کے لیے مختص کی جانے والی رقم میں سات فیصد اضافہ کیا ہے۔ خوراک کا درآمدی بل 14-2013 میں 3.201 ارب ڈالر متوقع ہے جبکہ 13-2012 میں یہ 2.992 بلین ڈالر تھا، یعنی اس سال اس مد میں 6.98 فیصد اضافہ متوقع ہے۔ (ڈان، 16 جنوری، صفحہ 9)

- گندم

28 جون: قومی غذائی تحفظ (National Food Security) کے وزیر سکندر حیات بوسن نے گندم کی جائزہ کمیٹی (WRC) کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ کی حکومت نے نجی شعبے کو ابھی سے گندم درآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے اور اس حوالے سے حکومت گندم پر ود ہولڈنگ ٹیکس کو کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ (ڈان، 29 جون، صفحہ 9)

9 جولائی: ایک خبر کے مطابق روس سے 25,000 ٹن گندم کی پہلی کھیپ کی آمد جولائی کے آخر میں متوقع ہے جبکہ اگست سے حکومت مزید گندم درآمد کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔ (ڈان، 10 جولائی، صفحہ 9)

16 جولائی: پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن نے ملک میں آٹے کی طلب پوری کرنے کے لیے حکومت سے پانچ لاکھ ٹن گندم درآمد کرنے کی اجازت مانگی ہے۔ پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن کے چیئرمین نے کہا کہ گندم کی پیداوار میں کمی

اور ذخیرہ اندوزی کے باعث ہم مقامی طلب پوری نہیں کر پارہے۔ گندم کی درآمد سے نہ صرف اس کے نرخ میں کمی ہوگی بلکہ ذخیرہ اندوز بھی اپنی گندم منڈی میں لانے پر مجبور ہوں گے۔ انھوں نے کہا کہ بھارت سے درآمد کردہ آٹا بھی 100 کلو پر 500-400 روپے سستا ہوگا۔ پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن نے گندم کی درآمد پر ٹیکس کی شرح میں کمی کا بھی مطالبہ کیا ہے۔ (دی نیوز، 17 جولائی، صفحہ 15)

26 جولائی: ایگری فورم آف پاکستان کے چیئرمین ابراہیم مغل کا کہنا ہے کہ نجی کمپنیاں روس سے کم درجے کی گندم درآمد کررہی ہیں جو جانوروں کے چارے میں استعمال ہوتا ہے۔ آٹا مل مالکان اسے مقامی گندم کے ساتھ ملا کر پیس رہے ہیں۔ (دی نیوز، 27 جولائی، صفحہ 15)

1 اگست: گزشتہ سال کی دو لاکھ ٹن گندم کے مقابلے میں رواں سال پاکستان کو آٹھ لاکھ سے 10 لاکھ ٹن گندم درآمد کرنا پڑے گی اور یہ مقدار گزشتہ پانچ سالوں میں سب سے زیادہ ہوگی۔ گندم کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے ایران کو 10 لاکھ ٹن گندم برآمد کرنے کا پروگرام بھی ناممکن ہوگیا ہے۔کم پیداوار کی وجہ تاخیر سے گندم کی کاشت اور یوریا کا کم استعمال بتایا جارہا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 2 اگست، صفحہ 11)

15 اگست: ایک خبر کے مطابق حکومت درآمدی روکاوٹوں میں آسانیاں پیدا کرنے کا سوچ رہی ہے تاکہ پانچ لاکھ ٹن گندم کی کمی کو پورا کیا جاسکے۔ (دی نیوز، 16 اگست، صفحہ 15)

24 اگست: ایک خبر کے مطابق پاکستان کے پانچ مل مالکان نے روس سے 33,000 ٹن گندم درآمد کی ہے جو کراچی بندرگاہ پہنچ چکی ہے، باقی تین لاکھ ٹن گندم اکتوبر میں درآمد کی جائے گی۔ مارکیٹ کی خبروں کے مطابق یہ کم معیار کی گندم ہے جسے مقامی اچھی گندم کے ساتھ ملایا جائے گا۔ درآمد کی گئی گندم کی قیمت بھی حکومت کے پانچ فیصد ودہولڈنگ ٹیکس کی وجہ سے 3,200 سے 3,250 روپے فی 100 کلو ہوگئی ہے۔ (ڈان، 25 اگست، صفحہ 11)

- سبزی اور پھل

2 مئی: کراچی کی تھوک منڈی میں پیاز کی قیمت میں 5 سے 10 روپے فی کلو اضافے کے بعد پرچون منڈی میں پیاز 45 سے 50 روپے فی کلو بک رہی ہے۔ سبزی فروشوں کی ایک تنظیم کے چیئرمین حاجی شاہجہاں کا کہنا ہے کہ فروری سے اب تک بھارت سے ڈیڑھ سے پونے دو لاکھ ٹن پیاز درآمد کی جاچکی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ بھارت سے ٹماٹر

کے علاوہ بھنڈی، سبز مرچ، کریلے اور کیلوں کی آمد کی بھی اطلاعات ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ جو فصلیں ہم خود اگا رہے ہیں، حکومت کو ان کی درآمد پر پابندی لگا دینی چاہیے۔ (ڈان، 3 مئی، صفحہ 9)

ٹماٹر:

26 اگست: ملک میں بارش اور سیلاب کی وجہ سے ٹماٹروں کی کمی ہوگئی جسے پورا کرنے کے لیے بھارت سے گذشتہ ایک ہفتے سے پندرہ سے بیس ٹن ٹماٹر کے 20 سے 25 ٹرک واہگہ کے راستے روزانہ پاکستان پہنچ رہے ہیں۔ (دی نیوز، 27 اگست، صفحہ 15)

- پام آئل

4 مئی: بین الاقوامی منڈی میں پام آئل کی قیمتوں میں کمی کے باعث رواں مالی سال 2012-13 کے اختتام تک ملک میں پام آئل کے درآمدی اخراجات کم ہوکر دو ارب ڈالر سے نیچے چلے جائیں گے جبکہ گزشتہ مالی سال 2011-12 میں یہ اخراجات 2.395 ارب ڈالر تھے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 مئی، صفحہ 11)

- مسالے

29 اگست: ایک مضمون کے مطابق بھارت سے درآمد کیے جانے والے سات فیصد مسالوں کا معیار خراب ہوتا ہے۔ ان میں پائے جانے والے سلمونیلا (salmonella) جراثیم نظام انہضام میں خرابی پیدا کرتے ہیں۔ بھارتی مسالوں میں یہ جراثیم دوسری برآمدی غذاؤں سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 30 اگست، صفحہ 1، عالمی)

- کھاد

29 اگست: وزارت صنعت و پیداوار نے درآمدی کھاد کی قیمت میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے بعد کھاد کے ایک تھیلے کی قیمت میں 75 روپے اضافہ ہوگا۔ اس سے حکومت کو 45 کروڑ روپے کی بچت ہوگی اور مقامی کمپنیوں کے منافع میں بھی کئی ارب روپے کا اضافہ ہوگا۔ کسانوں نے اس حکومتی فیصلے کو ظالمانہ قرار دیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 30 اگست، صفحہ 2)

- آسٹریلوی بھیڑیں

5 جولائی: گذشتہ سال پاکستان میں 21 ہزار بھیڑیں درآمد کرنے والی آسٹریلوی کمپنی کو آسٹریلوی حکومت نے تمام الزامات سے بری کردیا ہے۔ آسٹریلوی وزارت خوراک و زراعت نے اپنی تفتیشی رپورٹ میں کہا کہ آسٹریلوی کمپنی ویلارڈ رورل ایکسپورٹس (Wellard Rural Exports) نے تمام قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد ان بھیڑوں کو بحرین برآمد کیا تھا جہاں سے انکار کے بعد انھیں پاکستان بھیج دیا گیا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 جولائی، صفحہ 11)

ایگری بزنس

21 اگست: ایشیائی ترقیاتی بینک کی ایک رپورٹ کے مطابق ایشیاء میں مزدوری کے لیے سروسز یعنی خدمات کا شعبہ جلد سب سے بڑا ہو جائے گا اس لیے پاکستان جیسے ملک میں زرعی مزدوروں کی بڑی تعداد کو صنعت اور خدمات کے شعبے میں جذب کرنے کی ضرورت ہے۔ (ڈان، 22 اگست، صفحہ 9)

VI۔ کارپوریٹ سیکٹر

کھاد کی کمپنیاں

- فوجی فرٹیلائزر

17 جون: فوجی گروپ نے الحمد فوڈز کو خریدنے کا اعلان کیا ہے۔ اس میں سے 75 فیصد حصہ فوجی فرٹیلائیزر کمپنی اور 25 فیصد فوجی فاؤنڈیشن کا ہوگا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 جون، صفحہ 11)

26 جولائی: فوجی فرٹیلائزر بن قاسم لمیٹڈ کا آدھے سال کا منافع 1.82 بلین روپے ہے جبکہ پچھلے سال اس دوران اس کا منافع 644 ملین روپے تھا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 جولائی، صفحہ 11)

- ڈی ایچ فرٹیلائزر

30 اپریل: کھاد بنانے والی کمپنی ڈی ایچ فرٹیلائیزر نے 2013 کی پہلی سہ ماہی (جنوری سے مارچ) میں 353 ملین روپے کا نقصان اٹھایا ہے جبکہ گذشتہ سال کی پہلی سہ ماہی میں اسے 106 ملین روپے کا منافع ہوا تھا۔ رپورٹ کے مطابق کمپنی کو گیس کی رسد میں کمی کے باعث کھاد کی پیداوار بری طرح متاثر ہوئی۔ یاد رہے کہ ڈی ایچ فرٹیلائزر،

داؤد ہرکولیس کارپوریشن کی ایک ذیلی کمپنی ہے۔ ڈی ایچ فرٹیلائزر کے اس خسارے سے داؤد ہرکولیس کارپوریشن کے منافع میں بھی پہلی سہ ماہی میں 27 فیصد کمی ہوئی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 1 مئی، صفحہ 11)

- فاطمہ فرٹیلائزر

20 مئی: امریکی فوج کے بریگیڈیئر جنرل رابرٹ پی والٹرز نے دھماکہ خیز مواد (IED) کی افغانستان اسمگلنگ روکنے کے لیے پاکستانی کوششوں کی تعریف کی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستانی کمپنی فاطمہ فرٹیلائزر، کیلشیم امونیم نائٹریٹ (CAN) کھاد بناتی ہے جسے جنگجو گھر میں بم بنانے کے لیے سب سے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ فاطمہ فرٹیلائزر نے اس کھاد کو غلط ہاتھوں میں جانے سے روکنے کے لیے مثبت اقدامات اٹھائے ہیں۔ (ڈان، 21 مئی، صفحہ 14)

7 اگست: فاطمہ فرٹیلائزر کا رواں سال کے پہلے چھ ماہ کا منافع 3.4 ارب روپے رہا جبکہ گذشتہ سال اس دوران اس کا منافع 2.6 ارب روپے تھا۔ (دی نیوز، 8 اگست، صفحہ 15)

- اینگرو فرٹیلائزر

12 جولائی: اینگرو کے ذرائع کے مطابق تیل اور قدرتی وسائل کی وزارت نے فیصلہ کیا ہے کہ اینگرو فرٹیلائزر کو 60 ملین کیوبک فٹ گیس روزانہ فراہم کی جائے گی۔ ماڑی گیس فیلڈ سے، یہ گیس پہلے گڈو پاور پلانٹ کو فراہم کی جاتی تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 جولائی، صفحہ 10)

23 جولائی: اینگرو فرٹیلائزر کمپنی کے چیف ایگزیکٹو آفیسر روحیل محمد کے مطابق اس کے ڈہرکی کے نئے پلانٹ کو گیس کی کم رسد کی وجہ سے کمپنی کو پچھلے تین سالوں میں 50 ارب روپے کا نقصان ہوا ہے۔ (دی نیوز، 24 جولائی، صفحہ 15)

22 اگست: اینگرو کارپوریشن نے 2013 کے پہلے چھ مہینوں میں 3.83 ارب روپے منافع کا اعلان کیا ہے جبکہ 2012 میں اسی دوران کمپنی کو 34 کروڑ روپے کا نقصان ہوا تھا۔ اینگرو کو کھاد کے کاروبار میں چھ مہینوں میں یہ ریکارڈ منافع ملا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 اگست، صفحہ 11)

غذائی کمپنیاں

7 اگست: ایک مضمون میں ایک ڈاکٹر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ پاکستان میں خوراک کی صنعت کی یہ ''کارپوریٹ ذمہ داری ہے کہ وہ خوراک میں غذائیت کی کمی کو پورا کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔ آٹے، دودھ، جوس، نمک اور مشروبات کی کمپنیاں صرف ایک فیصد خرچ کر کے یہ کام بہتر طریقے سے کرسکتی ہیں''۔ (منصور احمد، دی نیوز، 8 اگست، صفحہ 17)

- اینگرو فوڈز

30 جولائی: اینگرو فوڈز کا منافع 2013 کے پہلے چھ مہینوں میں 1.1 ارب روپے ہے جو پچھلے سال اس عرصے کے مقابلے میں 9 فیصد زیادہ ہے۔ (ڈان، 31 جولائی، صفحہ 9)

- اینگرو ایکس امپ

24 جولائی: ایک خبر کے مطابق اینگرو کارپوریشن کی ذیلی کمپنی اینگرو ایکس امپ (Engro Eximp) نے اعلیٰ کوالٹی کا چاول ''اینگرو بھروسہ'' متعارف کرایا ہے۔ مریدکے میں باسمتی چاولوں کے کھیتوں کے عین درمیان ایکس امپ کا پلانٹ کسانوں سے براہ راست دھان خرید کر منافع خور تبدیلی لاتے ہوئے (value addition) ریما (Rhymah) برانڈ کے نام سے بین الاقوامی منڈی کو برآمد کرتا ہے۔ اب اسے ''بھروسہ'' کے نام سے کراچی میں متعارف کروایا گیا ہے۔ (دی نیوز، 25 جولائی، صفحہ 15)

- یونی لیور

23 اگست: اینگلو ڈچ خوراک اور روز مرہ کے استعمال کے اشیاء کی کمپنی یونی لیور (Unilever) پاکستان نے رواں سال کے پہلے چھ ماہ میں پاکستان سے 30 ارب روپے کا منافع کمایا جو گذشتہ سال کے اسی عرصے کے منافع سے 8.3 فیصد زیادہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 اگست، صفحہ 11)

- نیسلے

27 اگست: نیسلے پاکستان کے منافع میں 2013 کے پہلے چھ مہینوں میں 3.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو پچھلے سال

کے پہلے چھ مہینے کے منافع سے 20 فیصد زیادہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 اگست، صفحہ 11)

بوتل پانی کی کمپنیاں

11 جولائی: کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ (KWSB) نے بوتل پانی کی سات جعلی فیکٹریوں پر دھاوا بول کر ان کے غیر قانونی پانی کے کنکشن، مشینری اور دیگر سامان کو قبضے میں لے لیا۔ (دی نیوز، 12 جولائی، صفحہ 14)

15 مئی: منصوبہ بندی کمیشن نے ملک میں گیس کی قلت کے پیش نظر سفارش کی ہے کہ کھاد بنانے والی چار کمپنیوں کو گیس فیلڈ سے براہ راست گیس کی فراہمی پر نظر ثانی کی جائے۔بجلی کی پیداوار کے لیے دستیاب گیس کی کمی کی وجہ سے وزارت پانی و بجلی نے بھی اینگرو، داؤ، ہرکولیس، پاک عرب اور ایگری ٹیک فرٹیلائزر کو دی گئی اس سہولت پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 مئی، صفحہ 11)

18 مئی: پاکستان اسٹینڈرڈز اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی (PSQCA) نے شکایات کا نوٹس لیتے ہوئے ملک بھر سے بوتل پانی کے مختلف نمونے اکٹھا کر کے لیبارٹری میں ان کے تجزیے کا حکم دیا ہے تاکہ اس پانی میں پائے جانے والے ممکنہ مضر صحت اثرات کا پتہ چلایا جاسکے۔ (دی نیوز، 19 مئی، صفحہ 17)

18 جولائی: پاکستان کونسل آف ریسرچ ان واٹر ریسورسز (PCRWR) نے اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ بوتل کا پانی فراہم کرنے والی 12 کمپنیوں کے پانی کے نمونوں میں سنکھیا (آرسینک) کی مقدار 12ppb سے 44ppb پائی گئی ہے جو پاکستان اسٹینڈرڈ اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی کے مقرر کردہ معیار سے زیادہ ہے۔ مزید سات کمپنیوں کے نمونے بھی غیر محفوظ پائے گئے کیونکہ ان میں سوڈیم، پوٹاشیم اور فلورائڈ کی مقدار زیادہ ہے۔ PCRWR (پی سی آر ڈبلیو آر) کی رپورٹ کے مطابق جسم میں آرسینک کی زیادتی جلدی بیماریاں، ذیابیطس، گردے کی بیماریوں، بلند فشار خون، امراض قلب، پیدائشی نقائص اور سرطان کی مختلف اقسام کا باعث بنتی ہے۔ (ڈان، 19 جولائی، صفحہ 3)

تمباکو کی کمپنی

- پاکستان ٹوبیکو

15 اگست: پاکستان ٹوبیکو کمپنی کا منافع 2013 میں 30 جون تک آٹھ گنا اور آمدنی پانچ گنا بڑھی۔ (دی ایکسپریس

ٹریبیون، 16 اگست، صفحہ 11)

VII۔ مال مویشی، ماہی گیری اور پولٹری

مال مویشی

2 مئی: قائم مقام امریکی قونصل جنرل جیفرے این بیکن (Jeffrey N Bakken) کا کہنا ہے پاکستان کی دیہی، ڈیری اور مال مویشی کی معیشت کو ملنے والی امریکی حکومت کی امداد جاری رہے گی۔ لاہور میں ایک بین الاقوامی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ایک کروڑ 40 لاکھ ڈالرز کا ڈیری منصوبہ نو ہزار گوالوں کی زندگیوں پر اثر انداز ہوگا۔ اس سے ان کی پیداوار بڑھے گی اور آمدنی میں دس فیصد اضافہ ہوگا۔ یہ کانفرنس امریکہ کے عالمی امدادی ادارے یو ایس ایڈ کی مدد سے چلنے والے ڈیری منصوبے اور گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے اشتراک سے منعقد کی گئی تھی۔ (دی نیوز، 3 مئی، صفحہ 17)

23 مئی: ڈبے کے دودھ پر ٹیکس عائد کرنے کی تجویز کی خبر سے اس شعبے میں خوف کی لہر دوڑ گئی ہے تاہم پاکستان ڈیری ایسوسی ایشن (PDA) کا کہنا ہے کہ ڈبے کا دودھ ملک کی دودھ کی ضروریات کا صرف تین فیصد پورا کرتا ہے اس لیے اس ٹیکس سے نہ دودھ کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا اور نہ ہی تازہ دودھ کی مانگ پر اس کا اثر پڑے گا۔ ڈیری فارمز ایسوسی ایشن کا کہنا ہے کہ ڈبے کے دودھ میں ملاوٹ اور کیمیائی اشیاء کے استعمال کی خبروں کے بعد اب اس کے صارفین تازہ دودھ کی طرف متوجہ ہورہے ہیں۔ (دی نیوز، 24 مئی، صفحہ 15)

23 مئی: تھائی لینڈ میں منعقدہ عالمی بھینس کانگریس میں پاکستانی سائنس دان زیادہ سائنسی اعداد وشمار پیش کرنے کے اعتبار سے تمام شریک ممالک سے آگے رہے۔ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز، لاہور کے وائس چانسلر ڈاکٹر طلعت پاشا کی سربراہی میں 18 رکنی پاکستانی وفد سمیت 36 ممالک کے 350 وفو نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ ڈاکٹر طلعت پاشا نے کانفرنس میں بھینسوں سے دودھ کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے حوالے سے مشکلات کے بارے میں آگاہی دی۔ (دی نیوز، 24 مئی، صفحہ 17)

26 مئی: فاٹا سیکریٹریٹ اپنے زیرانتظام تین قبائلی ایجنسیوں اور دو فرنٹیئر ریجنز (FRs) میں مویشیوں اور ڈیری کے کاروبار کے فروغ کے لیے تین ماہ کا منصوبہ شروع کررہا ہے۔ اس اسکیم کے تحت دس سے لے کر پچاس نر مویشی رکھنے

والے افراد کو چارہ، چارہ کاٹنے کی مشین اور دیگر ضروری اشیاء مہیا کی جائیں گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 مئی، صفحہ 4)

2 جون: ایک خبر کے مطابق زرعی یونیورسٹی فیصل آباد اور مال مویشی اور ڈیری کے محکمے کے تعاون سے فیصل آباد میں ایک مثالی مال مویشی منڈی قائم کی جائے گی جو چھوٹے مال مویشی رکھنے والوں کو موقع فراہم کرے گی کہ وہ منافع خوروں سے بچ سکیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 جون، صفحہ 5)

30 جولائی: پنجاب کے منصوبہ بندی اور ترقی بورڈ کے چیئرمین عرفان الٰہی نے صوبہ میں جانوروں کی فلاح کے بل2013 پر تبادلہ خیال کے پروگرام میں، جسے یو ایس ایڈ کے فرمز منصوبے (Firms Project) اور پنجاب مال مویشی اور ڈیری ترقی کے محکمے نے منعقد کیا، کہا کہ پروگرام میں شامل تمام افراد کے قابل عمل مشوروں کو بل میں شامل کیا جائے گا۔ اس موقع پر یو ایس ایڈ کے نمائندے نے یقین دہانی کروائی کہ امریکی حکومت پاکستان کے مال مویشی کے شعبے کے لیے تعاون جاری رکھے گی۔ (ڈان، 31 جولائی، صفحہ 2)

18 جولائی: وفاقی ادارہ برائے محصولات (FBR) نے ڈیری مصنوعات سمیت دو درجن اشیا پر عائد 17 فیصد سیلز ٹیکس ختم کردیا ہے۔ وفاقی بجٹ 14-2013 میں ان اشیا پر 17 فیصد ٹیکس عائد کیا گیا تھا تاہم مختلف عوامی حلقوں کی جانب سے اٹھنے والے اعتراضات کے بعد وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے ان اشیا پر ٹیکس چھوٹ بحال کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ (دی نیوز، 19 جولائی، صفحہ 1)

30 اگست: محکمہ مال مویشی اور ڈیری ترقی، پنجاب کے سیکرٹری سجاد یوسفانی نے لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (LCCI) سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ حلال اشیاء کے لیے تصدیق نامے (سرٹی فکیشن) کے حصول کا قانونی مسودہ تیار ہو چکا ہے اور اسے ایک مہینے میں حتمی شکل دے دی جائیگی۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان دنیا کا چوتھا بڑا دودھ پیدا کرنے والا ملک ہے اور مال مویشی کی تعداد کے اعتبار سے بھی دنیا میں چوتھے نمبر پر ہے لیکن ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں اس کی پیداوار اتنی نہیں جتنی ممکن ہوسکتی ہے۔ اس لیے جدید طریقے سکھانے کے لیے ساڑھے سات لاکھ کسانوں کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ (دی نیوز، 31 اگست، صفحہ 17)

ماہی گیری

3 جون: ایک مضمون کے مطابق گذشتہ 20 سالوں سے دریائے سندھ کے زیریں حصے میں پانی نہ ہونے سے سندھ میں دریائی مچھلی پلا ناپید ہوگئی ہے۔ مچھیرے مون سون کے چار مہینوں (مئی تا اگست) میں اسے پکڑا کرتے تھے۔ (دی نیوز، 4 جون، صفحہ 17)

2 جولائی: ماہی گیری کی وزارت نے ماہی گیری پر عائد دو مہینے کی موسمی پابندی (جون-31 جولائی) واپس لیتے ہوئے کراچی کی بندرگاہ پر جولائی سے مچھلیوں کے شکار کی اجازت دے دی ہے۔ ماحول کے تحفظ میں دلچسپی رکھنے والے اس فیصلے کو تشویش کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ (دی نیوز، 3 جولائی، صفحہ 15)

11 جولائی: ایک خبر کے مطابق گلگت بلتستان میں ماہی پروری کا محکمہ سفید ہاتھی بن چکا ہے، اس کے سالانہ اخراجات 16-17 کروڑ روپے ہیں جب کہ ماہی پروری سے سالانہ 60 ہزار روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ (ڈان، 12 جولائی، صفحہ 5)

13 جولائی: ڈائریکٹر فشریز سندھ، سید ہارون علی رضوی کے مطابق چھوٹی مچھلیوں کے بڑے پیمانے پر شکار کو روکنے کے لیے 199.855 ملین روپے درکار ہیں جس کے لیے صوبائی محکمہ ماہی گیری اور محکمہ منصوبہ بندی اور ترقی کی اجازت ضروری ہے، اس کے بعد ہی اس شکار کو قانونی طریقے سے روکا جاسکتا ہے جس سے مچھلیوں کی افزائش نسل کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ (دی نیوز، 14 جولائی، صفحہ 14)

24 جولائی: پاکستان فشر فوک فورم کے مطابق بھارتی بحریہ نے ایک پاکستانی ماہی گیر اور تین کشتیوں کو سر کریک کے مقام پر اپنے قبضے میں لے لیا۔ (ڈان، 25 جولائی، صفحہ 15)

31 جولائی: بھارتی جیل سے رہائی پانے کے بعد 14 پاکستانی ماہی گیر کراچی پہنچ گئے۔ (ڈان، 1 اگست، صفحہ 15)

27 اگست: تجارت سے متعلق تکنیکی امداد کے منصوبے (TRTA) کے دوسرے حصے پر عمل درآمد کے لیے اقوام متحدہ کے صنعتی ترقی کے ادارے (UNIDO) کے وفد نے کراچی بندرگاہ کا دورہ کیا۔ یورپی یونین کی امداد سے چلنے والے اس منصوبے کے پہلے حصے کو 2004-2010 کے عرصے میں مکمل کیا گیا تھا۔ دوسرے حصے میں کراچی کی پوری ماہی گیری کی بندرگاہ کے ڈھانچے کو جدید بین الاقوامی معیار پر بنانے پر کام ہوگا۔ ماہی گیروں کی امداد کے لیے وفد نے بابا اور بھٹ جزیروں کا بھی دورہ کیا۔ (ڈان، 28 اگست، صفحہ 17)

پولٹری

26 مئی: آنے والے وفاقی بجٹ میں مرغیوں کی خوراک پر ممکنہ جنرل سیلز ٹیکس سے مرغی کے گوشت اور انڈوں کی قیمت میں بیس سے پچیس فیصد اضافہ ہوجائے گا۔ (دی نیوز، 27 مئی، صفحہ 5)

19 جون: کمشنر کراچی کی طرف سے مرغی کے گوشت کی سرکاری قیمت کے تعین کے خلاف سندھ ہول سیلرز اور ریٹیلرز ایسوسی ایشن (SWRPA) نے 20 جون کو کراچی میں اپنا کاروبار بند رکھنے کا اعلان کردیا ہے۔ (ڈان، 20 اپریل، صفحہ 4)

28 جون: ہزارہ ڈویژن میں مرغی کی قیمت 210 روپے فی کلو تک پہنچ گئی ہے۔ پشاور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے قیمتوں میں مصنوعی اضافے اور پولٹری شعبے کی منافع خوری کے خلاف از خود (suo-moto) نوٹس لیتے ہوئے قیمتیں 170 روپے فی کلو سے نیچے رکھنے کا حکم جاری کیا ہے۔ (دی نیوز، 29 جون، صفحہ 17)

6 جولائی: پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن (PPA) کے مطابق ماہ رمضان کی آمد کے بعد مرغی کی طلب میں کمی ہونے سے اس کی قیمتوں میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔ (ڈان، 7 جولائی، صفحہ 11)

VIII۔ ماحول

زمین

30 مئی: ذوالفقار آباد شہر کا منصوبہ بناتے وقت ماحول پر اثرات اور مقامی آبادیوں کی نقل مکانی کے پہلوؤں کو نظر انداز کردیا گیا۔ ''فرینڈز آف انڈس'' اور ''ورلڈ وائڈ فنڈ (WWF) کی تیار کردہ تحقیقی رپورٹ کے مطابق مجوزہ شہر زلزلے کی اس پٹی پر واقع ہے جس نے دنیا کے چند عظیم زلزلے پیدا کیے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ شہر دریائے سندھ کے ڈیلٹا پر تعمیر کیا جارہا ہے جہاں ملک کے کل تیمر کے جنگلات میں سے پچاس فیصد واقع ہیں۔ واضح رہے کہ پاکستان کے دستخط کردہ عالمی معاہدے رامسر کنونشن (Ramsar Convention) کے تحت سندھ ڈیلٹا کو محفوظ علاقہ قرار دیا گیا ہے۔ (ڈان، 31 مئی، صفحہ 18)

27 جون: ادارہ تحفظ ماحولیات سندھ (SEPA) اور سندھ کاربن انرجی لمیٹڈ نے تھر کوئلے کے بلاک چھ سے کوئلہ نکالنے کے سماجی اور ماحولیاتی پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے ایک گاؤں میں عوامی رابطے کے پروگرام کا انعقاد کیا جس کے دوران گاؤں کے رہنے والوں، سماجی کارکنان اور ماحولیات کے ماہرین نے کہا کہ بلاک چھ میں اوپن پٹ کانکنی

(open-pit mining) سے زیرِ زمین پانی کی تین سطحیں متاثر ہوں گی جو تھر کے لوگوں کی تباہی کا باعث ہوگا جہاں پانی کی ایک ایک بوند کی اہمیت ہے۔ (ڈان، 28 جون، صفحہ 18)

30 اگست: ایک مضمون کے مطابق 2010 میں پنجاب میں بڑے سیلابوں کی وجہ سے جنوب مغربی اضلاع میں 20,000 ایکڑ زرعی زمین دریائے سندھ کے پانی کے کٹاؤ کی نذر ہوگئی ہے جس سے کم از کم 5,000 خاندان اپنی زمینوں سے نقل مکانی پر مجبور ہو گئے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 31 اگست، صفحہ 3)

حیاتیاتی تنوع

5 مئی: فطری ماحول کے تحفظ کے لیے کام کرنے والے عالمی ادارے ورلڈ وائڈ فنڈ فار نیچر نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ بلوچستان کے ضلع لسبیلہ میں واقع میانی ہور لگون (Lagoon) یعنی ایسا تالاب جو سمندری پانی سے بنا ہو کو پاکستان کا پہلا محفوظ سمندری علاقہ قرار دیا جائے کیوں کہ بڑھتی ہوئی آبادی اور ماہی گیری کے باعث اس کے نایاب پودوں، جانوروں اور پرندوں کی بقاء کو خطرات لاحق ہیں۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان سمیت 193 ممالک نے حیاتیاتی تنوع کے معاہدے (CBD) پر دستخط کر رکھے ہیں جس کے تحت ہر ملک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے کم از کم دس فیصد ساحلی اور سمندری علاقوں کو محفوظ قرار دے تاہم پاکستان نے اب تک اپنے کسی علاقے کو یہ حیثیت دینے کا اعلان نہیں کیا ہے۔ (ڈان، 6 مئی، صفحہ 13)

22 مئی: صحرائے چولستان نایاب نسل کے پودوں اور جنگلی جانوروں کا گھر ہے۔ یہاں کے حیاتیاتی تنوع کو بچانے کے لیے پانی کی قلت دور کرنا ضروری ہے۔ ان خیالات کا اظہار اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں مقررین نے حیاتیاتی تنوع کے عالمی دن کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کیا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 مئی، صفحہ 5)

23 مئی: حیاتیاتی تنوع کو برقرار رکھنے کے لیے پانی ضروری ہے۔ حیاتیاتی تنوع کے عالمی دن کے موقع پر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد (GCUF) میں منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ پاکستان میں فی کس پانی کی دستیابی 1951 کے مقابلے میں 425 فیصد گھٹ کر ایک ہزار کیوبک میٹر تک پہنچ گئی ہے جو کہ عالمی معیار پر پورا اترنے کی کم سے کم مقدار ہے۔ اگر اس صورت حال پر قابو نہ پایا گیا تو 2050 تک پانی کی اس دستیابی میں پچاس فیصد کے قریب مزید کمی ہو جائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 مئی، صفحہ 11)

جنگلات

23 مئی: حیاتیاتی تنوع کے عالمی دن کے موقع پر ماہرین ماحولیات، سول سوسائٹی کی تنظیموں اور کارکنوں کی ایک بڑی تعداد نے کیٹی بندر کی ساحلی پٹی کے قریب واقع کھیداواڑی جزیرے میں تیمر کی شجرکاری میں حصہ لیا۔ ماحول کے تحفظ کے لیے اسی جگہ پر 15 جولائی 2009 کو 4 لاکھ 51 ہزار 176 تیمر کے پودے لگا کر عالمی ریکارڈ قائم کیا گیا تھا۔ محکمہ جنگلات اس بار ایک دن میں کم از کم ساڑھے چھ لاکھ پودے لگا کر بھارت کا ریکارڈ توڑنا چاہتا ہے۔ (ڈان، 24 مئی، صفحہ 18)

5 جون: کراچی یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل اسٹڈیز اور ماحولیاتی تحفظ کے لیے کام کرنے والی عالمی تنظیم ڈبلیو ڈبلیو ایف کے زیر اہتمام سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے انسٹی ٹیوٹ کے پروفیسر طارق مسعود نے کہا کہ دریا سندھ کے ڈیلٹا کی زمین پر پہلے پائیدار زراعت ہوتی تھی۔ اب دریائے سندھ میں پانی کی کمی، سمندری پانی کے زمینوں میں گھسنے اور تیمر کے جنگلات کے کاٹے جانے سے پورے ڈیلٹا کا ماحول تباہ ہوگیا ہے۔ (دی نیوز، 6 جون، صفحہ 20)

18 جون: خیبر پختونخوا 14-2013 کے بجٹ میں جنگلات کے تحفظ کے لیے 569.459 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ تحفظ جنگلات کے 46 منصوبوں میں سے 32 پہلے سے جاری ہیں جبکہ 14 نئے منصوبے تشکیل دیے جائیں گے۔ (دی نیوز، 19 جون، صفحہ 5)۔

19 جون: پاکستان فشر فوک فورم نے دعویٰ کیا ہے کہ لینڈ اور ٹمبر (زمین اور درخت) مافیا حکومتی ملی بھگت سے ماحولیاتی قوانین کی خلاف ورزی جاری رکھتے ہوئے کراچی کی ساحلی پٹی پر واقع جنگلات کا صفایا کررہی ہے۔ (دی نیوز، 20 جون، صفحہ 20)

22 جون: محکمہ جنگلات کے اہلکاروں سمیت 300 افراد نے دریائے سندھ کے ڈیلٹا میں ترکشیاں کے مقام پر ایک دن میں ساڑھے سات لاکھ سے زائد تیمر کے پودے لگا کر عالمی ریکارڈ قائم کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ (ڈان، 23 جون، صفحہ 3)

- دیامیر کے جنگلات

5 مئی: گلگت بلتستان کونسل اور سابق وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف نے دیامیر سے جنگلات کی لکڑی کی ملک کے دوسرے حصوں میں نقل وحمل پر کئی دہائیوں سے عائد پابندی ختم کرنے کی پالیسی کی منظوری دی تھی تاہم نگران حکومت کی وزارت موسمی تبدیلی نے اس پالیسی کی تنسیخ کے لیے سیکرٹری کیبنٹ ڈویژن کوسمری بھیج دی ہے۔ ماحولیاتی تحفظ کے لیے کام کرنے والی تنظیموں کا کہنا ہے کہ اگر یہ پالیسی منسوخ نہیں ہوتی تو دیامر کے جنگلات کا تیزی سے صفایا ہوجائے گا کیوں کہ محکمہ جنگلات کے بدعنوان افسران اور ٹھیکیدار کی ملی بھگت سے غیر قانونی طور پر جنگلی درختوں کو کاٹ کر باآسانی ملک کے دوسرے حصوں میں منتقل کرسکیں گے۔ فوری طور پر گلگت بلتستان کی تقریباً 40 لاکھ کیوبک فٹ لکڑی کو دیامیر سے باہر منتقل کیا جائے گا جس میں غیر قانونی طور پر کاٹی گئی 19 لاکھ کیوبک فٹ لکڑی بھی شامل ہے۔ واضح رہے کہ قانونی طور پر دیامیر کے جنگلات وہاں کی مقامی آبادی کی ملکیت ہیں تاہم ذرائع کے مطابق جنگلات کے ٹھیکیدار درختوں کی غیر قانونی کٹائی کے عوض مقامیوں کو 60 روپے دیتے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 مئی، صفحہ 4)

15 جولائی: وزیر اعظم نواز شریف کی 5 جولائی کی ہدایت کے باوجود گلگت بلتستان کے ضلع دیامر کے جنگلات سے درختوں کی کٹائی اور کٹی ہوئی لکڑی کو ملک کے مختلف علاقوں میں منتقل کرنے کا کام جاری ہے۔ گذشتہ دور حکومت میں وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف نے اپنا عہدہ چھوڑنے کے ایک روز قبل چار ملین کیوبک فٹ قانونی اور غیر قانونی طور پر کاٹی گئی لکڑی کو جس کی مالیت پانچ ارب روپے تھی، ملک کے مختلف علاقوں میں منتقل کرنے کی اجازت دی تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 جولائی، صفحہ 4)

- جنگلی حیات

16 جولائی: صحرائے تھر میں نیو کاسل (Newcastle) بیماری کے باعث جون سے لے کر اب تک پانچ درجن سے زائد مور ہلاک ہوچکے ہیں۔ سینٹرل ویٹرنری ڈائیگنوسٹک لیبارٹری (Central Veterinary Diagnostic Labotary) کے ڈاکٹر جھمن داس نے اس سلسلے میں بتایا کہ حیاتین (وٹامن) اور معدنیات کی کمی کی وجہ سے یہ بیماری پرندوں کے اعصابی نظام پر حملہ کرکے ان کی موت کا سبب بنتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ پانی کی شدید قلت، شدید صحرائی گرمی اور باجرے اور مکئی کی کاشت میں کمی کی وجہ سے مور غذائی قلت کا شکار ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 جولائی، صفحہ 14)

21 جولائی: تھرپارکر میں نیو کاسل بیماری میں مبتلا تیتروں کو غیر سائنسی بنیادوں پر ویکسین دی جارہی ہیں جس کے باعث چار ماہ گزرنے کے باوجود اب تک اس بیماری پر قابو نہیں پایا جاسکا بلکہ ویکسین دینے کے طریقے سے دیگر پرندوں اور جانوروں کی زندگیوں کو بھی خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق تیتروں کے پینے کے پانی میں دوائی ملا کر ان برتنوں کو کھلی جگہ پر رکھا جارہا ہے جس سے خطرہ ہے کہ دیگر پرندے اور جانور بھی یہ پانی پی لیں گے اور ان کی بقا خطرے میں پڑ جائے گی۔ (ڈان، 22 جولائی، صفحہ 13)

28 اگست: مانسہرہ میں مقامی آبادی نے محکمہ جنگلی حیات پر جنگلی حیات کے تحفظ کے منصوبے کے لیے دی جانے والی کروڑوں کی رقم میں خورد برد کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ مقامی آبادی کی مدد سے چلنے والے اس منصوبے کے تحت آبادی کو نہ گندم مہیا کی گئی، نہ شجرکاری کی کوئی مہم شروع ہوئی اور نہ مال مویشی کے لیے تالاب بنائے گئے۔ (ڈان، 29 اگست، صفحہ 5)

پانی

- آلودہ پانی

18 مئی: تھرپارکار کی تحصیل چھاچھرو کے گاؤں سمون رند کے تین ہزار سے زائد باسی سیدھے کھڑے نہیں ہوسکتے، ان کی کمریں ہر وقت جھکی رہتی ہیں۔اس بیماری کی وجہ انھیں میسر انتہائی آلودہ پانی ہے جو غذائیت کی کمی کے ساتھ مل کر بچپن میں ان کے دانتوں کی شکل بگاڑتا ہے، پھر جوانی تک پہنچتے پہنچتے ان کی ہڈیوں کو اس طرح متاثر کرتا ہے کہ وہ تمام عمر جھکی ہوئی حالت میں زندگی گزارتے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 مئی، صفحہ 1)

30 مئی: شہداد کوٹ اور اس کے ملحقہ علاقوں کے باسی کھارا اور آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں جس کی وجہ سے وہ ہیپاٹائٹس، اسہال، ہیضہ اور پیٹ کی دیگر بیماریوں میں مبتلا ہورہے ہیں۔نلکوں میں بھی کھارا پانی آرہا ہے جس کی وجہ سے علاقہ مکین بارہ لیٹر پانی بیس روپے میں خرید رہے ہیں جبکہ غربت زدہ شہری وہی آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں۔ (ڈان، 31 مئی، صفحہ 18)

20 جون: SEPA (سیپا) کے ڈائریکٹر جنرل نعیم مغل نے صنعتوں سے نکلنے والے آلودہ پانی کو کاشت کے لیے استعمال کرنے کی سختی سے ممانعت کرتے ہوئے سیپا کے حیدرآباد دفتر سے کہا ہے کہ وہ کے بی فیڈر کے پانی کے معیار

کی جانچ کرے۔ (ڈان، 21 جون، صفحہ 18)

25 جولائی: دریائے سندھ اور اس کے قریب آباد بستیوں کو لاحق ماحولیاتی اور سماجی خطرات کے موضوع پر منعقدہ ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے شرکاء نے کہا کہ ناجائز تجاوزات، جنگلات کا کٹاؤ اور کمزور بنیادی ڈھانچہ سندھ میں سیلاب کی چند وجوہات ہیں۔ شرکا نے مزید کہا کہ عوام کے لیے لائف لائن (زندگی دینے والا) کی حیثیت رکھنے والے دریا کو گٹر لائن کے ذریعہ آلودہ کیا جارہا ہے۔ شرکاء نے صوبوں کے مابین دریائے سندھ کے پانی کی ''غیر منصفانہ تقسیم'' کا ذمہ دار ارسا (IRSA) کو قرار دیا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 اپریل، صفحہ 14)

19 اگست: حکومتی نمائندوں نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ ملک بھر سے اکھٹے کیے گئے 80 فیصد پانی کے نمونے پینے کے لیے غیر محفوظ ہیں۔ انھوں نے کہا کہ صوبائی حکومتوں کو پانی کی آلودگی دور کرنے کے لیے اقدامات اٹھانے کی ہدایت جاری کر دی گئی ہیں۔ (ڈان، 20 اگست، صفحہ 14)

منچھر جھیل:

23 مئی: پانی کی ٹیکنالوجی کے ماہر ڈاکٹر احسن صدیقی کا کہنا ہے کہ منچھر جھیل انتہائی آلودہ پانی سے بھرتی جارہی ہے، اس کی صفائی کے لیے ارسا 25 ہزار کیوسک اضافی پانی سندھ کو دے تاکہ مون سون کی بارشوں سے پہلے جھیل کو خالی کر کے صاف پانی سے بھرا جاسکے۔ ان کا کہنا تھا کہ جھیل سے وابستہ افراد کے روزگار کے تحفظ اور حیدرآباد، جامشورو، ٹھٹھہ اور کراچی کے باسیوں کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لیے یہ اقدام ضروری ہیں۔ (ڈان، 24 مئی، صفحہ 18)

5 جولائی: کینجھر جھیل کے پانی میں آلودگی کا مطالعہ کرنے کے لیے ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس میں سپارکو (SUPARCO)، پی سی ایس آئی آر (PCSIR)، این ای ڈی انجینئرنگ یونیورسٹی اور کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کے عہدیدار شامل ہیں۔ (دی نیوز، 6 جولائی، صفحہ 14)

16 جولائی: سندھ ہائی کورٹ نے کینجھر جھیل آلودگی کیس میں چیف سیکریٹری سندھ، ادارہ تحفظ ماحولیات سندھ اور دیگر متعلقہ اداروں سے جواب طلب کرلیا ہے۔ غیر سرکاری تنظیم ہیومن رائٹس گروپ آف پاکستان کی جانب سے دائر پٹیشن میں کہا گیا ہے کہ کوٹری اور نوری آباد کی صنعتوں سے صنعتی فضلہ کینجھر جھیل میں گرتا ہے۔ یہ آلودہ زہریلا پانی پورے کراچی کی آبادی کو پینے کے لیے فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ زہریلا فضلہ نہ صرف کینجھر جھیل میں حیاتیاتی تنوع کو

متاثر کررہا ہے بلکہ 50 ہزار سے زائد ماہی گیر بھی اپنا آبائی پیشہ ترک کرنے پر مجبور ہوگئے۔ (ڈان، 17 جولائی، صفحہ 17)

- آبی حیات

22 مئی: اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی جانب سے ممنوع قرار دیے جانے کے باوجود پاکستان میں مخصوص جال (gillnet) کے استعمال کی وجہ سے ہر سال ہزاروں ڈولفن اور وھیل ہلاک ہوجاتی ہیں۔ کراچی میں ورلڈ وائڈ فنڈ کے زیر اہتمام تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ دریائے سندھ کی ڈولفن مچھلی کی نسل کو بچانے کے لیے موجودہ قوانین کا موثر اطلاق ضروری ہے۔ (ڈان، 23 مئی، صفحہ 17)

18 اگست: کراچی کے مختلف ساحلی مقامات سے حاصل کی گئی سمندری مچھلیوں میں سیسے کی مقدار مقررہ سطح سے بہت زیادہ پائی گئی ہے۔ یہ زیادتی مچھلی کھانے والوں کے اعصابی نظام میں خرابی اور کچھ دماغی امراض کا سبب بن سکتی ہے۔ (ڈان، 19 اگست، صفحہ 15)

26 اگست: کراچی کے ساحل پر رواں مہینے میں دوسری بار بہت بڑی تعداد میں مردہ چھوٹی مچھلیاں پائی گئی ہیں۔ (دی نیوز، 27 اگست، صفحہ 20)

31 جولائی: ورلڈ وائڈ فنڈ کی ایک تحقیق کے مطابق گذشتہ پانچ سالوں میں دریائے سندھ میں گڈو اور سکھر بیراج کے درمیانی پانیوں میں ڈولفن مچھلیوں کے تعداد میں 43 فیصد کمی ہوئی ہے جبکہ تونسہ اور گڈو بیراجوں کے درمیان ان مچھلیوں کی تعداد میں 44 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ (ڈان، 1 اگست، صفحہ 15)

- فضلہ

5 جون: کراچی روزانہ 10,000 ٹن فضلہ پیدا کرتا ہے جسے اٹھانے پر آٹھ سے دس ہزار افراد مامور ہیں۔ بلدیہ عظمی کراچی (KMC) کے ایڈمنسٹریٹر سعید ہاشم زیدی نے کہا کہ برطانوی کمپنی کے ماہر رچرڈ کوک اس فضلے سے توانائی پیدا کرنے کے کام پر رپورٹ لکھ رہے ہیں جو اگلے تین مہینوں میں مکمل ہوجائے گی۔ (دی نیوز، 6 جون، صفحہ 20)

27 جون: ایک مضمون کے مطابق وفاقی حکومت فیصل آباد کی کھور نیوالہ انڈسٹریل اسٹیٹ کے صنعتی فضلے کی صفائی کے

پلانٹ لگائے گی جو عالمی منڈی اور عالمی تجارتی ادارے (WTO) کے ماحولیاتی تحفظ کے مقرر کردہ معیار کے مطابق ہوگا۔ اس منصوبے کی لاگت 3.617 بلین روپے ہوگی جس میں 534.9 ملین روپے کی بیرونی سرمایہ کاری شامل ہے۔ یہ منصوبہ 2015 میں مکمل ہوگا۔ (انور سمرا، دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 جون، صفحہ 28)

4 جولائی: صوبائی وزیر صحت پنجاب نے ماحولیاتی تحفظ کے محکمے (EPD) کو ہدایت کی ہے کہ وہ لاہور کے مضافاتی علاقوں میں ان فیکٹریوں کے خلاف چھاپہ مار کاروائیوں کا آغاز کرے جو اسپتال کے فضلے کو دوبارہ قابل استعمال بنانے کے جرم میں ملوث ہیں۔ (ڈان، 5 جولائی، صفحہ 4)

8 جولائی: کراچی میں سیکرٹری محکمہ ماحولیاتی سندھ ڈاکٹر ذالفقار شلوانی نے کورنگی ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری کی طرف سے صنعتی فضلے کو ٹھکانے لگانے کے پلانٹ لگانے کی درخواست کو رد کرتے ہوئے کہا کہ یہ تنظیم کی اپنی ذمہ داری ہے۔ (ڈان، 9 جولائی، صفحہ 17)

5 اگست: کراچی پورٹ ٹرسٹ کے علاقے سے 100 ٹن کے قریب مردہ مچھلیاں اٹھائی جارہی ہیں۔ سائٹ ایریا سے زہریلا صنعتی مادہ بارش کے پانی کے ساتھ لیاری ندی میں شامل ہوگیا تھا جو مچھلیوں کے موت کا سبب بنا۔ (ڈان، 6 اگست، صفحہ 15)

21 اگست: ایک مضمون کے مطابق چکوال میں کل (Kal) تیل کے کنویں جس خطرناک فضلے کو خارج کر رہے ہیں اس سے چکوال کے متعدد دیہات کی زرخیز زمینیں بنجر ہو رہی ہیں۔ (نبیل انور ڈھکو، ڈان، 22 اگست، صفحہ 4)

30 اگست: ایک مضمون کے مطابق پنجاب میں چمڑے کی صنعت نے ماحول کے حوالے سے صوبے میں مثبت تبدیلیاں لانے کے لیے تین سال کی مہلت مانگی ہے۔ چمڑے کی صنعت برآمدات کے اعتبار سے ملک کی تیسری بڑی صنعت ہے لیکن یہ بغیر صفائی کے صنعتی فضلہ ماحول میں خارج کرنے کے حوالے سے بھی جانی جاتی ہے۔ (دی نیوز، 31 اگست، صفحہ 17)

فضاء

5 مئی: وفاقی ادارہ برائے تحفظ ماحولیات (EPA) کی 2010 کی تحقیق کے مطابق ملک میں پلاسٹک کی تھیلیوں کی

پیداوار میں سالانہ 15 فیصد اضافہ ہورہا ہے۔ 15-2014 میں ملک میں پلاسٹک کی 112 ارب تھیلیاں استعمال ہوں گی۔ سائنسی تحقیق کے مطابق ایک کلو پلاسٹک کی پیداوار کے لیے چار کلو تیل جلایا جاتا ہے جس سے فضائی آلودگی کا باعث بننے والی چھ کلوگرام کاربن ڈائی آکسائیڈ پیدا ہوتی ہے جبکہ تھیلیوں میں رکھے جانے والی کھانے کی چیزیں بھی انسانی صحت کو متاثر کررہی ہیں۔ اس کے علاوہ گلنے سڑنے کی صلاحیت سے محروم یہ تھیلیاں نکاسی آب اور گٹر کی لائنوں میں پھنس کر مزید آلودگی کا باعث بن رہی ہیں۔ (دی نیوز، 6 مئی، صفحہ 14)

IX۔ موسمی تبدیلی

26 مئی: ملک کے شمالی علاقہ جات میں گلیشیئر ز کے پگھلاؤ سے 2,420 جھیلیں بن چکی ہیں برف کے پگھلاؤ میں تیزی کی وجہ سے اب ان جھیلوں میں پانی کی سطح بلند ہونے لگی ہے جس کے بعد ایک عالمی ادارے انٹرنیشنل سینٹر فار انٹیگریٹیڈ ماؤنٹین ڈویلپمنٹ (ICIMOD) نے 2005 میں اپنی رپورٹ میں ان میں سے 52 جھیلوں کو خطرناک قرار دیا تھا کیوں کہ ان میں آنے والے سیلاب راستے میں آنے والی آبادیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا سکتے ہیں۔ حکومت پاکستان کی وزارت موسمی تبدیلی نے اس حوالے سے ایک منصوبہ (GLOF) شروع کیا ہے جس کے تحت ان جھیلوں کی نگرانی کے لیے مختلف اسٹیشن قائم کیے جائیں گے اور مقامی آبادیوں کو سیلاب سے بچاؤ کی تربیت فراہم کی جائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 مئی، صفحہ 4)

4 اگست: ہالینڈ کے سائنسدانوں کے مطابق دریائے سندھ اور دریائے گنگا کو پانی فراہم کرنے والے گلیشیرز اگرچہ گرمی کے اثر سے سکڑ رہے ہیں تاہم کم ازکم 2050 تک اس وجہ سے دونوں دریاؤں کو پانی کی کمی کا سامنا نہیں ہو گا۔ (ڈان، 5 اگست، صفحہ 11)

18 اگست: محکمہ موسمیات کے ڈائریکٹر عظمت حیات خان کے مطابق ملک میں حالیہ تباہ کن سیلابوں کی نشان دہی گذشتہ کئی سال سے کی جارہی تھی۔ انھوں نے بتایا کہ ان سیلابوں کی وجہ مون سون کی ہواؤں کا پاکستان کے مشرقی حصے سے 100 کلومیٹر مغرب کی طرف رخ بدلنا ہے۔ (ڈان، 19 اگست، صفحہ 4)

سبز معیشت

- ہوا کی توانائی / پون چکیاں

23 جولائی: ایک مضمون کے مطابق جھمپیر میں پون چکیوں کی تنصیب کے علاقے میں مقامی لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ لوگوں کو مختصر عرصے کی ملازمت پر رکھا جاتا ہے علاقے میں بجلی دس دس گھنٹوں تک غائب رہتی ہے۔ ایک مقامی آصف علی نے کہا ''کچھ بھی نہیں بدلا ہم دنیا کے نقشے پر کہیں پر بھی نہیں ہیں''۔ (ڈان، 24 جولائی، صفحہ 15)

24 جولائی: متبادل توانائی کی ترقی کے بورڈ (AEDB) کے مطابق گھارو میں فاؤنڈیشن ونڈ انرجی لمیٹیڈ–I (FWEL-I) کے 50 میگاواٹ بجلی کے منصوبے کی مالی ضروریات کا مرحلہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس حوالے سے گھارو میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فوجی فاؤنڈیشن کے مینجنگ ڈائریکٹر لیفٹننٹ جنرل (ریٹائرڈ) محمد مصطفیٰ خان نے کہا کہ فوجی فاؤنڈیشن، گھارو میں 223 ملین ڈالرز کے خرچے سے دو دو پون چکیوں کی تنصیب پر کام کر رہی ہے جس کے لیے ایشیائی ترقیاتی بینک، اسلامک ترقیاتی بینک اور مقامی بینکوں کا گروپ 75 فیصد تک قرضے فراہم کرے گا۔ باقی 25 فیصد سرمایہ کاری میں فوجی فاؤنڈیشن کا 65 فیصد اور ملیشیاء کی کمپنی کیپ ایشیا (CAP Asia) کا 33 فیصد حصہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 25 جولائی، صفحہ 11)

25 جولائی: حکومت سندھ اب تک ہوا سے بجلی بنانے کے 26 منصوبوں کی منظوری دے چکی ہے جن سے مجموعی طور پر ایک ہزار میگاواٹ سے زائد بجلی پیدا ہوگی۔ سندھ بورڈ آف انویسٹ منٹ کے چیئرمین زبیر موتی والا نے اس حوالے سے اجلاس کے دوران بتایا کہ سندھ میں دستیاب ہوا کی طاقت کو پوری طرح استعمال میں لایا جائے تو اس سے 50 ہزار میگاواٹ سے زائد بجلی پیدا ہوسکتی ہے۔ ابتدائی طور پر گھارو اور جھمپیر میں غیر ملکی کمپنیاں ہائیڈرو چائنا اور زی بی انجینئرنگ کارپوریشن 45 اور 100 میگاواٹ کی پون چکیاں نصب کریں گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 جولائی، صفحہ 10)

28 جولائی: ایک مضمون کے مطابق جھمپیر کے پہلے ونڈ فارم نے پچھلے دو مہینوں سے 500-700 میگاواٹ بجلی فی گھنٹہ نیشنل گرڈ کو روزانہ دینی شروع کردی ہے۔ انرجی لمیٹیڈ پاکستان فوجی فرٹیلائزر کمپنی کی پہلی کمپنی ہے جس نے ہوا سے بنائی گئی بجلی کی تجارتی پیداوار شروع کی ہے۔ (فائزہ الیاس، ڈان، 29 جولائی، صفحہ 13)

- شمسی توانائی

13 جون: حکومت پنجاب نے موٹروے M2 (ایم 2) کے قریب صنعتی شہر آباد کرنے میں مدد کے لیے چین کی کمپنی نورنکو (NORINCO) کے ساتھ مفاہمت کی یاد داشت (MOU) پر دستخط کیے ہیں۔ (دی نیوز، 14 جون، صفحہ 10)

16 جولائی: شہباز شریف نے صوبے میں توانائی کے بحران پر قابو پانے میں غیر ملکی تعاون کے پیش نظر اسلام آباد میں چینی سفیر اور اعلیٰ امریکی وفد سے الگ الگ ملاقاتیں کیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا کہ صوبے کے چھ بڑے شہروں لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ، ملتان اور سیالکوٹ کی سڑکوں پر جلنے والی بتیوں کو شمسی نظام پر منتقل کیا جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت شمسی توانائی سے 100 میگاواٹ اور کوئلے سے 1,000 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے منصوبے پر کام کر رہی ہے۔ (دی نیوز، 17 جولائی، صفحہ 2)

25 جولائی: چینی کمپنی لائٹننگ افریقہ انٹرنیشنل (Lightening Africa International) نے پاکستان کے لیے تین ارب ڈالر کا خصوصی شمسی فنڈ قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے تاکہ اس کی مدد سے وہ پاکستان میں چھ سے آٹھ ماہ میں 1000 میگاواٹ کا شمسی بجلی گھر لگانے کے قابل ہو سکے۔ کمپنی کے صدر نے اس حوالے سے کہا کہ چینی سرمایہ کاروں کو پاکستان مدعو کرنے سے پہلے محصولات کے معاملات طے پا جانے چاہئیں۔ (ڈان، 26 جولائی، صفحہ 9)

2 اگست: چولستان میں 300 میگاواٹ کے شمسی توانائی کے منصوبے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے نورنکو انٹرنیشنل کارپوریشن (Norinco International Corporation Ltd) کے ساتھ مفاہمت کی یاد داشت پر دستخط کیے ہیں۔ (دی نیوز، 3 اگست، صفحہ 5)

4 اگست: توانائی کے بحران پر قابو پانے کے لیے ایک اور چینی کمپنی ZTE (زی ٹی ای) سولر چائنا نے حکومت پنجاب سے چولستان کے علاقے میں 300 میگاواٹ کا شمسی توانائی کا پلانٹ لگانے کا معاہدہ کیا ہے۔ (ڈان، 5 اگست، صفحہ 2)

15 اگست: ایک مضمون کے مطابق زرعی یونیورسٹی فیصل آباد آسٹریلیا کی مدد سے 3.8 میگاواٹ کا شمسی توانائی کا پلانٹ لگا رہی ہے جس کی مالیت 80 کروڑ روپے ہے۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی موسمی تبدیلی کے حوالے سے ڈگری پروگرام شروع کر رہی ہے تاکہ ملک جو متبادل توانائی کے ماہر پیدا ہوں۔ چین کے تعاون سے پنجاب چائنا بائیوگیس انسٹی ٹیوٹ بھی قائم ہو رہا ہے اور کسانوں کے لیے بائیوگیس ٹیوب ویل بھی بنائے گئے ہیں۔ (کامران رعنا، دی ایکسپریس ٹریبیون، 16

اگست، صفحہ 10)

15 اگست: ایک مضمون کے مطابق پنجاب کے 11 علاقے متبادل توانائی کی پیداوار کے لیے منتخب کر لیے گئے ہیں جہاں شمسی توانائی کے منصوبوں سے 140 میگاواٹ، بائیوگیس سے تین میگاواٹ، ہوا سے آٹھ میگاواٹ اور بائیو ماس سے 10 میگاواٹ توانائی حاصل ہو سکے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 اگست، صفحہ 10)

31 اگست: پنجاب توانائی کونسل کے چوتھے اجلاس میں وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے 10,000 ایکٹر رقبے پر قائداعظم سولر (شمسی) پارک کی تعمیر کے ماسٹر پلان کی منظوری دے دی۔ اجلاس میں سرکاری اور نجی شراکت سے قائداعظم سولر پاور کمپنی قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا۔ (دی نیوز، 1 ستمبر، صفحہ 12)

- بائیوگیس

24 مئی: پاکستان ڈومیسٹک بائیوگیس پروگرام (PDBP) کے زیر انتظام پنجاب کے بارہ اضلاع میں ٹیوب ویلوں کو چلانے کے لیے درمیانے درجے کے بائیوگیس پلانٹ لگائے جائیں گے۔ PDBP (پی ڈی بی پی) کے ترجمان نے صحافیوں کو بتایا کہ حال ہی میں تحصیل سمندری میں دو بائیوگیس پلانٹ نصب کیے گئے ہیں اور بائیوگیس بنانے والی 23 کمپنیوں کے نمائندوں اور چار درجن سے زائد مستریوں کو پلانٹ چلانے کی تربیت دی گئی۔ (دی نیوز، 25 مئی، صفحہ 5)

18 جون: پاکستان کونسل برائے متبادل توانائی (PCRET) اپنے بائیوگیس ٹیکنالوجی اور جراثیمی کھاد (بائیوفرٹیلائیزر) کی پیداوار کے منصوبے کے تحت 2,500 بائیوگیس پلانٹ ملک بھر میں رواں مہینے کے آخر تک لگائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 جون، صفحہ 11)

12 جولائی: ایک خبر کے مطابق پچھلے چار سالوں میں پاکستان ڈومیسٹک بائیوگیس پروگرام کے ذریعے، جسے رورل سپورٹ پروگرام نیٹ ورک کے تحت چلایا جارہا ہے دیہی پنجاب کے 12 اضلاع میں 2,800 بائیوگیس پلانٹ لگائے جاچکے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 جولائی، صفحہ 10)

16 جولائی: امریکہ نے بائیوگیس اور ہوا کے ذریعے بجلی پیدا کرنے میں پاکستان کو مدد دینے کی پیشکش کی ہے تاکہ توانائی کے بحران پر قابو پایا جاسکے۔ وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے امریکی ادارے اوور سیز پرائیوٹ انوسٹمنٹ کاپوریشن

(OPIC) کی صدر الزبتھ ایل لیٹل فیلڈ (Elizabeth L. Littlefield) کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ OPIC (او پی آئی سی) سے مذاکرات حکومت کی توانائی کے شعبے میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کو دعوت دینے کی کوششوں کا حصہ ہیں۔ (دی نیوز، 17 جولائی، صفحہ 1)

19 جولائی: حکومت پنجاب اور کینیڈین کمپنی ہائی مارک بائیو گیس (Himark BioGas) کے مابین مفاہمت کی یاد داشت پر دستخط ہوئے ہیں۔ معاہدے کے تحت مذکورہ کمپنی صوبے میں 22 میگاواٹ کے بائیو گیس منصوبے پر کام کرے گی جو چھ ماہ میں مکمل ہوگا۔ (ڈان، 20 جولائی، صفحہ 2)

x۔ قدرتی بحران

سیلاب

25 جون: کراچی میں ایک ورکشاپ کے دوران بتایا گیا کہ سیلاب سے بچاؤ اور سندھ کی دیہی آبادی کے روزگار کی فراہمی کے لیے سیڈا (SIDA) نے 7.2 ارب روپے کا علاقائی ماسٹر پلان تیار کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 جون، صفحہ 14)

2 جولائی: امریکی عالمی امدادی ادارے یو ایس ایڈ کے ڈپٹی مشن ڈائریکٹر لی اون ایس واسکن (Leon S. Waskin) اور سندھ کے وزیر تعلیم نثار احمد کھوڑو نے حیدرآباد میں سیلاب سے متاثرہ 20 اسکولوں کی تعمیر نو کے کام کے افتتاح کی تقریب میں حصہ لیا۔ یو ایس ایڈ نے اس مد میں دو کروڑ روپے فراہم کیے ہیں۔ (ڈان، 3 جولائی، صفحہ 18)

10 جولائی: صوبائی وزیر آبپاشی نصیب اللہ بازئی نے کوئٹہ میں پریس کانفرنس کے دوران بتایا کہ بلوچستان کے جعفرآباد، نصیرآباد اور جھیل مگسی کے اضلاع 2010 اور 2012 کی طرح سیلاب کی تباہی سے دوچار ہوسکتے ہیں اگر پانی کے بہاؤ کے قدرتی راستوں کو بحال نہ کیا گیا اور جمالی بائی پاس کے قدرتی راستوں میں رکاوٹ ڈالنے والے ناقص ڈیزائن کو ٹھیک نہیں کیا گیا۔ جمالی بائی پاس کی وجہ سے گزشتہ سیلابوں نے بلوچستان کے مشرقی اضلاع میں تباہی مچائی تھی۔ (ڈان، 11 جولائی، صفحہ 14)

11 جولائی: کراچی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سندھ پیپلز کمیشن فار ڈیزاسٹر پریونشن اینڈ مینجمنٹ (SPCDPM) کے نمائندوں نے آبپاشی کے ڈھانچے میں ابتری کا ذکر کرتے ہوئے قدرتی بحرانوں سے بچاؤ کی تیاری نہ ہونے پر تشویش کا اظہار کیا۔ انھوں نے حکومت سے کہا کہ وہ مون سون کی بارشوں سے پہلے قدرتی بحرانوں

سے نمٹنے کا لائحہ عمل تیار کرے۔ (دی نیوز، 12 جولائی، صفحہ 14)

19 جولائی: نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) نے سیلاب کے خطرے سے نمٹنے کے لیے صوبائی حکومتوں کے اشتراک سے حتمی منصوبہ بندی کر لی ہے۔ اس حوالے سے محکمہ موسمیات، محکمہ آبپاشی، محکمہ صحت اور ضلعی انتظامیہ کو ہائی الرٹ پر کر دیا گیا ہے۔ (دی نیوز، 20 جولائی، صفحہ 5)

21 جولائی: ضلع سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے کئی دیہات ندی، نالوں میں شدید طغیانی کے باعث زیر آب آ گئے جس سے سینکڑوں ایکڑ پر کھڑی فصلیں تباہ ہوگئیں اور دو ہزار افراد اپنے گھروں کی چھتوں پر پناہ لینے پر مجبور ہوگئے۔ (ڈان، 22 جولائی، صفحہ 5)

25 اگست: خبروں کے مطابق دریائے ستلج کے مانورہ کھو پشتے میں شگاف پڑنے سے درجنوں گاؤں زیر آب آ گئے ہیں۔ اوکاڑہ میں 60 گاؤں اور وہاڑی میں 76 گاؤں اس سیلابی پانی سے متاثر ہوئے۔ (دی نیوز، 26 اگست، صفحہ 1)

18 اگست: سیالکوٹ ڈویژن کے بعد سیلابی پانی ملتان، جھنگ اور کامونکی کے سینکڑوں گاؤں میں داخل ہو گیا ہے۔ بھارت نے دریائے ستلج میں 114,000 کیوسک پانی چھوڑ دیا ہے، دریائے راوی اور سندھ بھی سیلابی صورت حال سے گزر رہے ہیں۔ NDMA (این ڈی ایم اے) کے مطابق یکم اگست سے لے کر اب تک سیلاب سے 108 افراد جاں بحق اور 334,700 سے زائد متاثر ہوئے ہیں۔ (ڈان، 19 اگست، صفحہ 1)

18 اگست: دریائے راوی میں 20 سال کے بعد درمیانے درجے کے سیلاب نے دریا کے دونوں کناروں پر ہزاروں ایکڑ پر پھیلی فصلوں کو تباہ کر دیا۔ (ڈان، 19 اگست، صفحہ 9)

20 اگست: ایگری فورم پاکستان کے چیئرمین ابراہیم مغل کے مطابق پاکستان میں گزشتہ تین مہینوں میں ہونے والی بارشوں سے زرعی اشیاء کا 20 کروڑ روپے تک نقصان ہوا ہے۔ (سلمان صدیقی، دی نیوز، 21 اگست، صفحہ 15)

21 اگست: دریائے سندھ میں سیلاب کا بڑا ریلا اب سندھ میں داخل ہو چکا ہے اور سکھر اور گڈو بیراجوں میں پانی اونچی سیلابی سطح تک پہنچ چکا ہے۔ خیر پور میں کچے کے 500 گاؤں اور دادو میں 91 گاؤں زیر آب آ گئے ہیں۔ (دی نیوز، 22 اگست، صفحہ 1)

22 اگست: پاکستان کے 12 ویں نومنتخب صدر ممنون حسین نے ملک کے کارپوریٹ شعبے سے درخواست کی ہے کہ وہ سیلاب متاثرین اور غریب افراد کی مدد کے لیے اپنی کارپوریٹ سماجی ذمہ داری پوری کرے۔ (دی نیوز، 23 اگست، صفحہ 15)

23 اگست: لاڑکانہ میں اخباری نمائندوں سے بات کرتے ہوئے صوبائی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (PDMA) کے ڈائریکٹر جنرل سلمان شاہ نے کہا کہ صوبے میں سیلاب سے اب تک 125,000 افراد متاثر ہوئے ہیں جن میں سے 7,000 مختلف امدادی کیمپوں میں رہ رہے ہیں۔ (ڈان، 24 اگست، صفحہ 18)

24 اگست: سکھر میں اخباری نمائندوں سے بات کرتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ وفاقی حکومت سیلاب کے نقصانات برداشت کرنے میں تمام صوبوں کی مدد کرے گی۔ (ڈان، 25 اگست، صفحہ 1)

24 اگست: برطانیہ کی عالمی امدادی ایجنسی DFID (ڈی ایف آئی ڈی) کے سیکریٹری جسٹین گرین اینگ (Justine Greening) نے اسلام آباد میں سیلاب متاثرین کے لیے امدادی پروگرام کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ 50,000 سیلاب متاثرین کو نقد رقوم فراہم کی جائیں گی یا انھیں گھر بنانے کی تربیت دی جائے گی جبکہ 690,000 کسانوں کو مرغیاں دی جائیں گی اور کاشتکاری کے ہنر میں ان کی تربیت کاری کی جائیگی۔ (ڈان، 25 اگست، صفحہ 3)

25 اگست: وزیر اعلیٰ شہباز شریف کی ہدایت پر پنجاب کے محکمہ صحت نے 18 سیلاب متاثرہ اضلاع کی 264 یونین کونسلوں میں 312 مستقل طبی مراکز اور 142 گشتی طبی مراکز قائم کیے جن سے ایک لاکھ 78 ہزار سیلاب متاثرین کو طبی امداد ملی۔ (دی نیوز، 26 اگست، صفحہ 5)

25 اگست: دریائے سندھ میں درمیانے درجے کے سیلاب نے خیرپور، گھوٹکی اور دادو میں کچے کے علاقے کے 300 دیہات کو متاثر کیا ہے۔ (دی نیوز، 26 اگست، صفحہ 12)

26 اگست: حیدرآباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر جمال آبرو نے کہا کہ سیلاب کے باعث ضلع جامشورو کے سیہون ٹاؤن کے 25 دیہات زیرآب آگئے ہیں۔ دریائے سندھ میں سیلاب نے 95,000 ایکٹر زمین پر کھڑی فصلوں کو تباہ کردیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 اگست، صفحہ 15)

26 اگست: دریائے سندھ، ستلج اور چناب شدید طغیانی کے باعث بہاولپور، مظفر گڑھ، ملتان اور لیہ میں 500 گھرانوں پر مشتمل دیہات اور 20 ہزار ایکڑ زرعی اراضی زیر آب آ گئی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 اگست، صفحہ 9)

27 اگست: حیدرآباد میں SPCDPM (ایس پی سی ڈی پی ایم) کے اجلاس میں سول سوسائٹی کے نمائندوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ صوبے میں کچے کے علاقے کو آفت زدہ قرار دے کر وہاں لوگوں کے جانی و مالی نقصانات کے حوالے سے امداد اور معاوضے کا اعلان کرے۔ (دی نیوز، 28 اگست، صفحہ 5)

29 اگست: اقوام متحدہ کے عالمی ادارہ خوراک کے مطابق پاکستان نے سیلاب متاثرین کی امداد کے لیے ابھی تک کوئی اپیل نہیں کی ہے تاہم ادارہ خوراک اور امدادی سامان کے ساتھ مدد کے لیے تیار رہے۔ (ڈان، 30 اگست، صفحہ 18)

زلزلہ

22 جولائی: ایک مضمون کے مطابق بلوچستان میں ایرانی سرحد کے قریب مشکیل میں آنے والے زلزلے سے پی ڈی ایم اے PDMA (پی ڈی ایم اے) کے مطابق 8,000 ہے جبکہ مقامی صحافی کے مطابق 20,000 افراد متاثر ہوئے ہیں جو اب تک بے گھر ہیں اور سخت کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 جولائی، صفحہ 2)

XI۔ مزاحمت

7 جون: ضلع بدین میں روہری نہر سے سیراب ہونے والے علاقوں کے کسان گزشتہ ایک ہفتے سے محکمہ آب پاشی کے خلاف احتجاجی مظاہرے کررہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ سکھر ڈویژن کے پانی کے بہاؤ کو غیر قانونی طریقے سے موڑ کر محکمہ 64 براہ راست نالوں (direct outlets) کے ذریعے با اثر افراد کو پانی فراہم کررہا ہے۔ اس سے نہر کے آخری کنارے کی ڈھائی لاکھ ایکڑ زمین بنجر ہوگئی ہے اور ایک لاکھ لوگوں کا روزگار بھی متاثر ہورہا ہے۔ بدین، پنگریو، ٹنڈو، اور ملکانی شریف کے چھوٹے شہروں کے تاجروں نے بھی اپنا کاروبار کسانوں کی حمایت میں بند رکھا۔ (ڈان، 8 جون، صفحہ 18)

24 جون: کسانوں کی بڑی تعداد نے ضلع میر پور خاص کے جھڈو شہر کے پریس کلب کے باہر پانی کی شدید کمی کے خلاف مظاہرہ کیا۔ مظاہرین کے مطابق جمڑاؤ اور مٹاریو نہر کے آخری کنارے میں پانی کی شدید قلت سے ہزاروں

ایکڑ پر کپاس، گنا اور دوسری فصلیں متاثر ہورہی ہیں۔ (ڈان، 25 جون، صفحہ 18)

25 جون: جھمپیر میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی طرف سے مقامی آبادی کی زمین پر پون چکیاں لگائے جانے کے خلاف سندھی قوم پرست تنظیموں اور مقامی افراد نے مظاہرے کیے۔ مقامی افراد کا کہنا ہے کہ انھیں اپنی زمین سے زبردستی بے دخل کیا جارہا ہے اور ان منصوبوں میں مقامی آبادی کے روزگار کا بھی کوئی بندوبست نہیں کیا گیا ہے۔ (ڈان، 26 جون، صفحہ 18)

2 جولائی: نوشہرو فیروز کے ایک گاؤں کے تقریباً 60 کسان خاندانوں نے علاقے کے سابق ناظم کے ہمراہ علامتی بھوک ہڑتال اور مظاہرہ کرتے ہوئے لاڑکانہ کے بینکنگ کورٹ کے ایک جج اور اس کے بھائی پر الزام لگایا کہ انھوں نے کسانوں کی 40 سالہ پرانی آبادی کی زمین کے مالکانہ حقوق غیر قانونی طور پر اپنے نام کروالیے ہیں اور اب انھیں بے دخل کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ (ڈان، 3 جولائی، صفحہ 18)

12 جولائی: سندھ میں سیف اللہ مگسی وارہ نہر اور مگسی شاخ میں پانی کی شدید کمی ہے۔ اس حوالے سے کاشتکاروں کی نمائندہ تنظیم سندھ آباد گار بورڈ نے احتجاجی تحریک شروع کرنے کی دھمکی دے دی کیونکہ کسانوں نے چاول کی بوائی کے لیے زمین تیار کرلی ہے لیکن نالوں کے درمیانی اور آخری سرے میں پانی بالکل غائب ہے۔ (ڈان، 13 جولائی، صفحہ 20)

19 جولائی: خیر پور سندھ ہاری کمیٹی کے مرکزی جنرل سیکرٹری نے کہا ہے کہ نہری شاخوں کے آخری کنارے سے سیراب ہونے والی زرعی زمینوں کو پانی کی شدید قلت کا سامنا ہے جس کے باعث فصلیں بری طرح متاثر ہورہی ہیں۔ تعلقہ سوبھو ڈیرو کے کسان اس حوالے سے گذشتہ ہفتے علامتی بھوک ہڑتال پر بیٹھے لیکن ضلعی انتظامیہ اور محکمہ آبپاشی نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ (ڈان، 20 جولائی، صفحہ 18)

21 جولائی: لنڈی کوتل میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سے فائدہ اٹھانے والے افراد نے اپنے مطالبات کے حق میں علامتی بھوک ہڑتال کی۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ لنڈی کوتل میں 7,500 بیوائیں اور ضعیف عورتیں انکم سپورٹ پروگرام میں رجسٹر ہیں لیکن اب تک صرف 200 عورتوں کو ڈیبٹ کارڈ ملے ہیں۔ مظاہرین کے مطابق عورتوں کے لیے رجسٹریشن کارڈ کے حصول اور پھر ہر ماہ رقم نکلوانے کے لیے پشاور جانا تقریباً ناممکن ہے اس لیے لنڈی کوتل میں

BISP (بی آئی ایس پی) کا دفتر کھولا جائے۔ (ڈان، 22 جولائی، صفحہ 5)

31 جولائی: متھارو نہر سے نکلنے والی دو سو شاخوں میں پانی کی کمی کے خلاف سینکڑوں کسانوں نے میرپور خاص کے کمشنر آفس اور مقامی پریس کلب کے باہر مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے کہا کہ مقامی جاگیردار گذشتہ کئی مہینوں سے محکمہ آبپاشی کے افسران کی مدد سے ان کا پانی چوری کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہزاروں ایکڑ زرخیز زمین بنجر ہو گئی ہے۔ (ڈان، 1 اگست، صفحہ 18)

19 اگست: پانی کی شدید قلت کی وجہ سے سینکڑوں کسانوں نے بدین کراچی ہائی وے کو تین گھنٹے تک بند رکھا۔ انھوں نے پھلیلی نہر کی امام واہ جاگیر شاخ کے آخری سرے سے سیراب ہونے والے علاقے کو فوری پانی فراہم کرنے کا مطالبہ کیا۔ (ڈان، 20 اگست، صفحہ 18)

29 اگست: علاقائی جھیلوں پر بااثر افراد کے قبضے کے خلاف سانگھڑ میں ماہی گیروں کی بڑی تعداد نے مظاہرہ کیا اور دھرنا دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ حکومت ان کے روزگار کے تحفظ کے لیے کچھ نہیں کر رہی۔ (ڈان، 30 اگست، صفحہ 18)

ب۔ عالمی زرعی خبریں

ا۔ زرعی مواد

زمین

11 جون: ایک مضمون کے مطابق 17 جون کو ہونے والی جی-8 ممالک (کینیڈا، فرانس، جرمنی، اٹلی، جاپان، روس، برطانیہ، امریکہ) کی کانفرنس میں افریقی عوام کو غربت سے نکالنے کے لیے سرکاری اور نجی شراکت داری کا تصور پیش کیا جائے گا۔ مضمون نگار کے مطابق جی-8 ممالک افریقی ممالک کو مشورہ دیں گے کہ وہ ملٹی نیشنل کمپنیوں، مثلاً مونسانٹو، کارگل، سینجنٹا، نیسلے، یونی لیور کے ساتھ معاہدہ کریں جس کے بعد جی-8 اتحاد انھیں امداد فراہم کرے گا۔ مضمون نگار کا کہنا ہے کہ یہ کمپنیاں بھوک مٹانے کے نام پر افریقہ کی زمین اور منڈی پر قبضہ کریں گی۔ یہ سلسلہ پہلے سے شروع ہوچکا ہے، چھوٹے کسان بڑی تعداد میں اپنی زمینوں سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔ (جارج مونبیوٹ {George Monbiot} ڈان، 12 جون، صفحہ 14)

22 جون: چین سے آنے والے مہاجرین نے کینیڈا میں زرعی فارم خریدنے شروع کر دیئے ہیں اور ان سے حاصل پیداوار چین بھیجی جا رہی ہے۔ (ڈان، 23 جون، صفحہ 12)

13 جولائی: ایک مضمون کے مطابق سنگاپور میں جو اپنی 93 فیصد خوراک درآمد کرتا ہے، اپنی خوراک اپنی زمین پر اگانے کا تصور جڑ پکڑتا جارہا ہے۔ سنگاپور میں ہزاروں اقسام کے غذائی پودے پائے جاتے ہیں، ان کے تحفظ کے علاوہ پچھلے دو سالوں سے وانجی (Kvangi) کے علاقے میں کھیتی باڑی بھی شروع ہوگئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک 120 منزلہ عمارت پر اسکائی گرین کے نام سے ملک کا پہلا عمودی کھیت بھی بنایا گیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 14 جولائی، صفحہ 9)

15 جولائی: ایک مضمون کے مطابق چین کے صوبے شالنی (Shalni) میں حکومت 24 لاکھ کسانوں کو پہاڑی علاقوں سے ہٹا کر چھوٹے شہروں میں آباد کرنے کی پالیسی پر عمل درآمد کررہی ہے۔ یہ کام اگلے دس سالوں میں مکمل ہوگا اور اس پر 200 ارب ڈالر خرچ کیے جائیں گے۔ حکومت کی جانب سے چین میں ہزاروں سال پرانی دیہی زندگی کو جدید

معاشی ''ترقی'' سے ہم آہنگ کرنے کے لیے تبدیل کیا جارہا ہے۔ (آئن جانسن {Ian Johnson}، دی ایکسپریس ٹریبیون، 15 جولائی، صفحہ 1)

4 اگست: بڑے بحری جہازوں کی آمد و رفت کے لیے کولمبو کے بین الاقوامی کنٹینر ٹرمینل (container terminal) کا افتتاح کردیا گیا ہے۔ یہ سری لنکا کا پہلا بڑا ٹرمینل ہے جو کولمبو کو بڑی بندرگاہ بنادے گا۔ اس بندرگاہ کی 85 فیصد ملکیت چین کی سرکاری کمپنی چائنا مرچنٹ ہولڈنگز انٹرنیشنل کمپنی (China Merchants Holdings International Co.) کے پاس ہے جس نے 50 کروڑ ڈالر میں اس ٹرمینل کو مکمل کیا ہے۔ شپرز اکیڈمی کولمبو (Shippers' Academy Colombo) کے سربراہ ماساکورالا (Masakorala) نے کہا کہ دنیا کی آدھی سمندری تجارت اسی بحری راستے سے گزرتی ہے۔ اس لیے اس مقام پر کنٹرول سے چین کو ایک مضبوط حیثیت مل جائے گی۔ (ڈان، 5 اگست، صفحہ 12)

- زمینی اصلاحات

27 مئی: کولمبیا کی حکومت اور زمینی تقسیم کے لیے لڑنے والے بائیں بازو کے مسلح گروپ فارک (FARC) کے مابین زمینی اور دیہی ترقی کے حوالے سے امن معاہدے کا پہلا مرحلہ طے پا گیا ہے۔ فارک تقریباً پچاس سال سے کسانوں کے زمین پر حق اور زمینی تقسیم کے لیے لڑرہا ہے۔ اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) کے مطابق اس وقت کولمبیا کے 52 فیصد کھیت صرف ایک فیصد زمینداروں کے زیر ملکیت ہیں۔ یوں کولمبیا دنیا میں سب سے زیادہ غیر یکساں زمینی تقسیم رکھنے والے ممالک میں سے ایک ہے۔ (ڈان، 28 مئی، صفحہ 13)

بیج

- جینیاتی بیج

10 جولائی: ایک مضمون کے مطابق یورپ اور آسٹریلیا میں جینیاتی فصلوں سے بنائی گئی غذائی اشیاء پر شناختی لیبل چسپاں کیا جاتا ہے۔ امریکہ میں ایسا نہیں ہوتا تھا تاہم اب امریکہ کے بعض علاقوں میں ایسا کیا جارہا ہے۔ اس کے برعکس برطانیہ اب اس معاملے میں لچک کا اظہار کررہا ہے جہاں وزیر مملکت برائے ماحولیات، خوراک اور دیہی معاملات اون پیٹرسن (Owen Paterson) نے کہا ہے کہ حکومت جینیاتی فصلوں سمیت نئی زرعی ٹیکنالوجی میں تحقیق

وترقی کا خیر مقدم کرے گی تاکہ عالمی خوراک کی سپلائی میں اضافہ ہو۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 جولائی، صفحہ 11)

13 مئی: امریکی سپریم کورٹ نے جینیاتی بیج پر ملکیت کے کیس میں امریکی کمپنی مونسانٹو (Monsanto) کے حق میں اور ریاست انڈیانا کے ایک کسان کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے۔ عدالت نے کسان ورنن ہیو بومن (Vernon Hugh Bowman) کے خلاف فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ قانون کسی کسان کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ پیٹنٹ بیج سے حاصل کی گئی پیداوار میں سے بیج بچا کر دوبارہ بو سکے۔ مونسانٹو نے 2007 میں ورنن ہیو بومن کے خلاف یہ کیس دائر کیا تھا۔ (دی نیوز، 14 مئی، صفحہ 8)

27 مئی: امریکہ کی دو درجن سے زائد ریاستوں میں جینیاتی فصلوں سے تیار کردہ خوراک کے ڈبوں پر شناختی لیبل چسپاں کرنے کے لیے قانون سازی کی جارہی ہے۔ امریکی صارفین میں جینیاتی فصلوں سے بنی غذا کی نامقبولیت کے بعد خوراک کی کمپنیاں اب اپنی مصنوعات کو غیر جینیاتی فصلوں سے تیار کرکے صارفین کو فروخت کرنے کے لیے بھاگ دوڑ کررہی ہیں۔ غیرجینیاتی فصلوں کی مانگ میں اضافے کے بعد محدود پیمانے پر دستیاب ان فصلوں کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 مئی، صفحہ 15)

II۔ زرعی مداخل

زرعی ادویات

18 جولائی: صارفین کے حقوق کے لیے کام کرنے والے ایک ادارے نے خبردار کیا ہے کہ تھائی لینڈ میں ڈبہ بند چاول میں میتھائل برومائیڈ (Methyl Bromide) کی بڑی مقدار پائی گئی ہے۔ محکمہ صحت کے حکام چاول پر کیمیائی ادویات کے چھڑکاؤ پر سخت کنٹرول کی منصوبہ بندی کررہے ہیں اور خوراک کو ڈبوں میں محفوظ کرنے والی کمپنیوں پر زور دے رہے ہیں کہ وہ ان شکایات کا توڑ کریں۔ حکومت دو سال کے اندر چاول کی کیڑے مار دوا میتھائل برومائیڈ پر پابندی لگانے پر غور کررہی ہے۔ (ڈان، 19 جولائی، صفحہ 12)

28 جولائی: بھارت نے تقریباً 10 سال پہلے نہایت زہریلی کیڑے مار دوا مونوکروٹو فاس کی پیداوار پر عائد پابندی ہٹا دی تھی۔ رواں مہینے بھارت کے گاؤں کے اسکول میں زہریلا کھانا کھانے سے 23 بچے ہلاک ہوگئے تھے کیونکہ مفت فراہم کیے گئے کھانے میں مونوکروٹو فاس کی آمیزش تھی۔ عالمی ادارہ صحت (WHO) کی جانب سے نہایت خطرناک

قرار دیے جانے کے باوجود دوا ساز کمپنی نے حکومتی ماہرین کو قائل کرلیا تھا کہ مونوکروٹو فاس دوسری متبادل دواؤں سے بہتر اور سستی ہے۔ (دی نیوز، 29 جولائی، صفحہ 8)

15 اگست: کپاس کی بین الاقوامی مشاورتی کمیٹی (ICAC) کے سروے کے مطابق گذشتہ دس سالوں میں کپاس کی فصل میں کیمیائی ادویات کا استعمال اخراجات کا 16 سے 17 فیصد رہا تاہم کل اخراجات کے اعتبار سے کیمیکل ادویات پر کم اخراجات آئے۔ (دی نیوز، 16 اگست، صفحہ 17)

زرتلافی

19 جون: تھائی لینڈ کی حکومت نے کسانوں کو دی گئی مراعات میں کمی کا فیصلہ کرتے ہوئے کہا کہ 2011 سے کسانوں کو مارکیٹ سے 50 فیصد زیادہ قیمت دی جارہی تھی جس کی وجہ سے 2011 سے جنوری 2013 تک ملک کو 4.5 ارب ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا۔ (ڈان، 20 جون، صفحہ 11)

III۔ غربت اور غذائی تحفظ

3 مئی: عالمی مالیاتی فنڈ کے اجلاس کے موقع پر عالمی بینک کے صدر جم یونگ (Jim Yong Kim) کم نے اپریل کے آخر میں ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا تھا کہ 2030 غربت کے خاتمے کا عالمی ہدف ہے جس تک پہنچنے کا امکان نہیں ہے البتہ ترقیاتی ماہرین کے مطابق شدید غربت کے خاتمے کی منزل تک رسائی ممکن ہے۔ میساچوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (Massachusetts Institute of Technology) کی ایک تحقیق کے مطابق دنیا میں 1.2 ارب انسان شدید غربت تلے زندگی گزار رہے ہیں۔ اقوام متحدہ کا پہلا ملینیم ترقیاتی ہدف، 2015 تک عالمی آبادی میں شدید غربت کی شرح آدھی کرنا، پانچ سال پہلے ہی حاصل کرلیا گیا جب 2010 میں یہ شرح کم ہوکر 21 فیصد رہ گئی جو کہ 1990 میں 43 فیصد تھی۔ غربت کی شرح میں اس کمی کے لیے دنیا کو چین کا شکرگزار ہونا چاہیے جو عالمی شدید غربت کی شرح میں تقریباً نصف کمی کا تنہا ذمہ دار ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 مئی، صفحہ 8)

22 مئی: اٹلی میں کساد بازاری اور بڑھتی ہوئی بے روزگاری کے باعث لاکھوں شہری اپنے گھروں کو گرم رکھنے اور گوشت کھانے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ رپورٹ کے مطابق گذشتہ دوسالوں میں شدید محرومی کی زندگی گزارنے

والوں کی تعداد دوگنی ہوگئی ہے۔ (دی نیوز، 23 مئی، صفحہ 11)

28 مئی: مائیکروسافٹ کے شریک بانی اور دنیا کے امیر ترین شخص بل گیٹس نے چین پر زور دیا ہے کہ وہ عالمی غربت میں کمی کے لیے اپنی ترقیاتی امداد میں اضافہ کرے۔ان کا کہنا تھا کہ چین پہلے سے امداد دے رہا ہے لیکن اس امداد کے بارے میں مکمل اعداد وشمار دستیاب نہیں ہیں۔ (دی نیوز، 29 مئی، صفحہ 17)

4 جون: FAO (ایف اے او) کی سالانہ رپورٹ کے مطابق دنیا کی 12.5 فیصد آبادی (86.8 کروڑ) کم غذا پر گزارہ کر رہی ہے جبکہ خوراک میں غذائیت کی کمی کے باعث 26 فیصد بچوں کی نشو ونما ٹھیک طرح سے نہیں ہو پا رہی۔ (دی نیوز، 5 جون، صفحہ 17)

8 جون: ایف اے او نے شمالی کوریا کے لیے 20 کروڑ ڈالرز کی غذائی امداد کی منظوری دی ہے۔ 24 لاکھ افراد کو جن میں بچے، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں ہیں کو دو سال تک یہ امداد دی جائے گی۔ (دی نیوز، 9 جون، صفحہ 17)

6 جولائی: شام میں خانہ جنگی نے فصلوں اور مال مویشی کو تباہ کردیا ہے۔ اقوام متحدہ نے 40 لاکھ شامیوں کے لیے فوری غذائی امداد کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ (ڈان، 7 جولائی، صفحہ 14)

11 جولائی: لندن کے ایک سائنسی تحقیق کے جریدے میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ دنیا کی توجہ زیادہ پیداوار حاصل کرنے پر نہیں بلکہ خوراک میں پائیدار تنوع کے ساتھ زیادہ غذائیت کے ہدف کو حاصل کرنے پر ہونی چاہیے۔ ہمارا زور صرف خوراک کی پیداوار بڑھانے پر ہے، یہ دیکھے بغیر کہ اس کا ماحول پر کیا اثر ہوتا ہے۔ (دی نیوز، 12 جولائی، صفحہ 9)

20 جولائی: ایک خبر کے مطابق ملاوی کی 10 فیصد آبادی (1.3 کروڑ افراد) اس وقت بھوک کا شکار ہیں۔ ملاوی کے سابق صدر بینگو واتھرارکا کے زمانے میں جب غریب کسانوں کو کھاد اور دیگر زرعی مداخل کی خریداری کے لیے مراعات دی جاتی تھیں تو غذائی تحفظ کی صورت حال بہتر تھی۔ (ڈان، 21 جولائی، صفحہ 12)

4 اگست: ایک خبر کے مطابق جمائیکا، ہیٹی اور باہاماس نے غذائی اشیاء کی درآمد کے بڑھتے ہوئے اخراجات سے تنگ آکر غذائی خود کفالت کی پالیسی کو سرکاری طور سے اپنالیا ہے۔ وہاں حکومتیں گھروں کے پچھلے حصوں میں، اسپتالوں،

اسکولوں اور جیلوں غرض ہر جگہ چھوٹے پیمانے پر غذا اگانے کو فروغ دے رہی ہیں تاکہ لوگوں کو سستا اور صاف کھانا میسر ہو سکے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 15 اگست، صفحہ 3)

15 اگست: ایشیائی ترقیاتی بینک اور سنگاپور یونیورسٹی کی ایک مشترکہ تحقیق کے مطابق ایشیا میں گذشتہ کئی سالوں سے غربت میں تیزی سے کمی لانے کی کوششوں کے باوجود 66 کروڑ افراد شدید غربت کا شکار ہیں۔ اگر اس میں ''تقریباً'' غریب افراد کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ تعداد 1.5 ارب بنتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں تقریباً دو ایشیائی باشندوں میں سے ایک غریب ہے۔ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جی ڈی پی (GDP) یا خام قومی پیداوار میں اضافہ غربت میں کمی لانے میں بہت کم کردار ادا کرتا ہے۔ (ڈان، 16 اگست، صفحہ 9)

زہریلا کھانا

19 جولائی: بھارتی صوبہ بہار کے ایک گاؤں کے سرکاری اسکول میں زہریلا کھانے سے 23 بچے ہلاک ہوگئے جس کے بعد بچوں کے والدین نے اسکول کی ہیڈ مسٹریس کے گھر پر حملہ کر دیا بھارت کے سرکاری اسکولوں میں پڑھنے والے 12 کروڑ بچوں کو دوپہر کا کھانا مفت دیا جاتا ہے اور بھارتی حکومت کا مفت کھانے کا یہ پروگرام دنیا کا سب سے بڑا پروگرام ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 20 جولائی، صفحہ 8)

20 جولائی: پٹنہ شہر کی پولیس نے لیبارٹری رپورٹ کے حوالے سے بتایا کہ بہار میں اسکول کے 23 بچوں کی اموات کھانے کے تیل میں زرعی کیڑے مار دوا کے استعمال سے ہوئیں۔ یہ دوا بازار میں ملنے والی کیڑے مار ادویات سے پانچ گنا زیادہ زہریلی تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 جولائی، صفحہ 9)

21 جولائی: بھارتی صوبہ بہار کے سرکاری اسکول میں زہریلا کھانا کھانے سے 23 بچوں کی اموات کے بعد مزید بچوں کے زہریلا کھانا کھانے سے اسپتال پہنچنے کی اطلاعات موصول ہورہی ہیں۔ ان واقعات کے بعد ہزاروں بچوں نے اسکول میں کھانا کھانے سے انکار کر دیا ہے جس سے بھارتی سرکار کی غریب بچوں کو مفت تعلیم اور خوراک دینے کی مہم کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ (ڈان، 22 جولائی، صفحہ 9)

23 جولائی: سرکاری اعداد و شمار کے مطابق غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والے بھارتیوں کی تعداد 37 فیصد

سے کم ہو کر 22 فیصد رہ گئی ہے۔ غیر سرکاری ذرائع کے مطابق یہ اعداد و شمار غلط ہیں۔ عالمی بینک کے مطابق بھارت کی 70 فیصد آبادی دو ڈالر یومیہ سے کم پر گزارہ کرتی ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کو ضرورت مندوں کی شناخت کے لیے بھارت کی مفت کھانے کی اسکیم کو استعمال کیا جائے گا۔ (دی نیوز، 24 جولائی، صفحہ 15)

26 جولائی: مشرقی بھارت میں طالب علموں کی موت کے بعد 70,000 میں سے 14,600 اسکولوں کے ہزاروں اساتذہ نے آدھی چھٹی کے دوران بچوں کو کھانا کھلانے سے انکار کردیا ہے۔ (دی نیوز، 27 جولائی، صفحہ 10)

سستی خوراک

20 اگست: بھارت میں حکمران جماعت کانگریس کی صدر سونیا گاندھی نے عوام کے لیے خوراک کے منصوبے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ''بدعنوانی سے پاک یہ منصوبہ بھوک کو ختم کر دے گا''۔ یہ اعلان اگلے عام انتخابات کو سامنے رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ یہ دنیا کی غذائی تحفظ کی سب سے بڑا منصوبہ ہوگا جس کے ذریعے بھارت کی 70 فیصد آبادی کو سستا اناج مل پائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 اگست، صفحہ 8)

26 اگست: بھارت میں لوک سبھا (ایوان زیریں) نے سستا اناج فراہم کرنے کا خوراک کا بل منظور کر لیا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 اگست، صفحہ 8)

27 اگست: بھارت کی دو تہائی آبادی کو سستی خوراک کی فراہمی کے لیے بھارتی حکومت نے 19 ارب ڈالر کا غذائی منصوبہ شروع کیا ہے۔ اس منصوبے پر ہزاروں دکانداروں کے ذریعے عمل درآمد ہوگا جو نہایت سستی قیمت (دو روپے فی کلو) پر گندم، چاول اور چینی لوگوں کو راشن کارڈ کے ذریعے دیں گے تاہم اطلاعات کے مطابق دکاندار یہ غذائی اشیاء عام منڈی میں فروخت کررہے ہیں اور لوگوں کو گندی اور ضرورت سے کم غذا مل رہی ہے۔ دوکانداروں کا کہنا ہے کہ وہ اپنا خرچہ چلانے کے لیے ہر مہینے فالتو راشن منڈی میں فروخت کر دیتے ہیں۔ (ڈان، 28 اگست، صفحہ 15)

قحط

2 مئی: صومالیہ میں اکتوبر 2010 سے اپریل 2012 تک جاری رہنے والے بھیانک قحط کے دوران تقریباً 2 لاکھ 58 افراد بھوک سے دم توڑ گئے۔ ان میں سے آدھے (ایک لاکھ 33 ہزار) پانچ سال سے کم عمر کے بچے تھے۔ ایف اے

او نے یہ رپورٹ جاری کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ ہمیں اس تجربے سے سبق سیکھنا چاہیے۔ہمیں قحط کے اعلان سے پہلے ہی صومالیہ اور افریقہ کے دیگر متاثرہ ممالک میں مزید کام کرنا چاہیے تھا۔صومالیہ میں 1992 کے قحط کے دوران 2 لاکھ 20 ہزار افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔صومالیہ گذشتہ دوعشروں سے خانہ جنگی کا شکار ہے جس کے باعث امدادی کارکنان کے لیے یہ دنیا کا خطرناک ترین ملک بن گیا ہے تاہم یہ ان علاقوں میں سے ایک ہے جنھیں امداد کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ (ڈان، 3 مئی، صفحہ 13)

IV۔ غذائی اور نقد آور فصلیں

غذائی فصلیں

8 اگست: ایف اے او کے مطابق خوراک کی عالمی قیمتیں جولائی کے مہینے میں بھی کم رہیں۔گذشتہ تین ماہ سے موسم میں بہتری کی وجہ سے قیمتوں میں کمی کا رجحان ہے۔ (ڈان، 9 اگست، صفحہ 11)

نقد آور فصلیں

- کپاس

2 مئی: ICAC (آئی سی اے سی) نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ مالی سال 2013-2014 میں کپاس کی عالمی پیداوار میں پانچ فیصد کمی ہوگی۔آئی سی اے سی کی رپورٹ کے مطابق 2012-13 میں 34.1 ملین ہیکٹر پر کپاس کی کاشت ہوئی جو کہ اس سے پچھلے سال کے مقابلے میں پانچ فیصد کم تھی۔اب 2013-14 میں مزید پانچ فیصد کمی کے ساتھ 32.2 ملین ہیکٹر پر کپاس کی پیداوار کا امکان ہے۔ رپورٹ کے مطابق 2012-13 سے 2013-14 کے درمیان چین، امریکہ اور بھارت میں کپاس کی پیداوار میں لاکھوں ٹن کمی ہوئی ہے۔چین میں اس کم پیداوار کی وجہ کھیت مزدوروں کی روزگار کی تلاش میں شہروں کو نقل مکانی قرار دیا جارہا ہے۔چین کی کپاس ملوں کی پیداوار میں بھی کمی ہوئی ہے جس کے باعث چین کی برآمدات میں کمی واقع ہوگی جس سے بھارت، بنگلہ دیش، ترکی اور پاکستان کی برآمدات میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ (دی نیوز، 3 مئی، صفحہ 17)

۷۔ تجارت

برآمدات

- گندم

23 جولائی: جرمنی نے مئی کے مہینے میں ایران کو 66,000 ٹن گندم برآمد کی۔ ایران کو گندم برآمد کرنے کا یہ سلسلہ گذشتہ چند ماہ سے جاری ہے۔ (ڈان، 24 جولائی، صفحہ 10)

23 جولائی: دنیا کو گندم برآمد کرنے والے بڑے ملکوں میں سے ایک یوکرین نے ایران کو گندم کی برآمدات میں 30 فیصد اضافے کا فیصلہ کیا ہے۔ (ڈان، 24 جولائی، صفحہ 10)

- چاول

2 جولائی: ایک مضمون کے مطابق کسانوں کے منفی ردعمل کی وجہ سے تھائی لینڈ کی حکومت نے کسانوں کو چاول پر دی گئی مراعات ختم کرنے کے اپنے فیصلے کو واپس لے لیا ہے۔ چاول برآمد کرنے والے اس فیصلے سے بہت ناخوش ہیں کیونکہ 2011 سے جب سے ینگ لک شنا واٹرا (Yingluck Shinawatra) کی حکومت آئی ہے کسانوں کو دی جانے والی زرتلافی کی وجہ سے تھائی لینڈ کا چاول عالمی منڈی میں ویت نام اور ہندوستان کے سستے چاول کا مقابلہ کرنے میں پیچھے رہ گیا ہے۔ (ڈان، 3 جولائی، صفحہ 11)

16 جولائی: WTO (ڈبلیو ٹی او) کے اگلے وزارتی اجلاس سے پہلے جی-33 ممالک نے جینوا میں مذاکرات کیے۔ اس موقع پر بھارت نے اپنے برآمدی چاول پر زرتلافی کے معاملے پر ڈبلیو ٹی او سے قانونی مشورہ لینے کے لیے بھی کوشش کی۔ بھارت غذائی تحفظ کے نام پر اپنے چاول کی فصل پر زرتلافی دیتا ہے جن کے باعث وہ پاکستان، تھائی لینڈ اور ویت نام کو پیچھے چھوڑ کر دنیا کا سب سے بڑا چاول برآمد کرنے والا ملک بن گیا ہے۔ سرکاری ادارہ کارپوریشن آف انڈیا چاول کی عالمی تجارت خود کرتا ہے جبکہ پاکستان میں چاول کی تجارت گذشتہ عشروں سے نجی شعبے کے حوالے کی جاچکی ہے۔ (ڈان، 17 جولائی، صفحہ 9)

2 اگست: ایک خبر کے مطابق تھائی لینڈ کی حکومت اپنے کسانوں سے 15,000 بھات فی ٹن کے حساب سے چاول خریدرہی ہے۔ وافر مقدار میں پیداوار کے باوجود ملوں میں صفائی اور ذخیرہ کرنے کی قیمت ملانے کے بعد یہ چاول

عالمی منڈی میں مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ تھائی لینڈ ایران کو 250 ٹن چاول سرکاری سطح پر بیچ چکا ہے۔ (ڈان، 3 اگست، صفحہ 10)

- چائے

28 جون: ایک خبر کے مطابق دونوں ملکوں میں قیمت کی ادائیگی کا معاملہ طے ہو جانے کے بعد بھارت کی ایران کو چائے کی برآمدات میں سال 2013 میں 50 فیصد اضافہ متوقع ہے۔ (ڈان، 29 جون، صفحہ 9)

- پام آئل

3 مئی: ملائیشیاء میں پام آئل اور اس کے شیئرز کی فروخت میں گذشتہ پانچ ماہ سے کمی جاری ہے جس کی وجہ آنے والے عام انتخابات کے غیر یقینی نتائج کو قرار دیا جارہا ہے۔ سرمایہ کاروں نے الیکشن کے نتائج تک اسٹاک مارکیٹ میں سرمایہ کاری بند کردی ہے جس کے باعث اسٹاک انڈیکس گر گیا ہے۔ رواں سال پام آئل کی قیمت میں تقریباً 7.5 فیصد کمی ہوگی۔ (ڈان، 4 مئی، صفحہ 10)

25 جولائی: امریکہ میں سویابین کی ریکارڈ پیداوار کا امکان ہے جس کے بعد عالمی منڈی میں سویابین کے تیل کی فروخت میں اضافہ اور ملائیشیاء کے پام آئل کی فروخت میں کمی ہوسکتی ہے۔ یہ کمی گزشتہ چار سالوں میں سب سے زیادہ کمی ہوگی۔ (ڈان، 26 جولائی، صفحہ 10)

- کپاس

2 اگست: 14-2013 میں بہتر پیداوار کی توقع پر کپاس پیدا کرنے والے دنیا کے دوسرے بڑے ملک بھارت نے کاٹن کارپوریشن آف انڈیا (CCI) کو ستمبر کے آخر تک کپاس برآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ (ڈان، 3 اگست، صفحہ 10)

درآمدات

- گندم

12 اگست: ایک اندازے کے مطابق پاکستان کو ایک ملین ٹن گندم درآمد کرنے کی ضرورت ہے اور گندم کی فصل کی خرابی کے باعث چین کو 10 ملین ٹن تک درآمدی گندم چاہیے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 اگست، صفحہ 10)

17 جولائی: چین میں شدید بارشوں کے باعث گندم کی فصل کو نقصان پہنچا ہے جس کے بعد امکان ظاہر کیا جارہا ہے کہ چین اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے ایک کروڑ ملین ٹن گندم درآمد کرے گا۔ اس طرح عالمی منڈی میں گندم کے نرخ بڑھنے کا امکان ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 جولائی، صفحہ 14)

- خشک دودھ

4 اگست: دودھ میں جراثیم کی موجودگی کی تصدیق کے بعد چین نے آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ سے خشک دودھ کی تمام درآمدات روک دی ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 15 اگست، صفحہ 12)

22 اگست: نیوزی لینڈ کی خشک دودھ کی کمپنی فونٹیرا (Fonterra) کے بچوں کے خشک دودھ کے فارمولے میں بیماری کے جراثیم پائے گئے ہیں۔ اس کے بعد نیوزی لینڈ کے وزیر خارجہ نے چین کو یقین دلایا ہے کہ دودھ کی برآمد میں حفظان صحت کے اصولوں کا پورا خیال رکھا جائے گا۔ (دی نیوز، 23 اگست، صفحہ 17)

- مال مویشی

28 مئی: انڈونیشیاء کی حکومت نے گوشت کی مقامی صنعت کو فروغ دینے کے لیے آسٹریلیا سے گائے کے گوشت کی درآمد کم کردی تھی تاہم ملک میں گوشت کی طلب پوری نہ ہونے اور اس کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے یہ پابندی ہٹا لی گئی ہے۔ انڈونیشیاء نے آسٹریلیا سے زندہ مویشیوں کی درآمد کے حوالے سے قوانین بھی نرم کیے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 29 مئی، صفحہ 13)

VI۔ کارپوریٹ سیکٹر

غذائی کمپنیاں

30 مئی: چین کی گوشت فروخت کرنے والی بڑی کمپنی شوانگھوئی (Shuanghui) امریکہ کی خنزیر کا گوشت فروخت کرنے والی بڑی کمپنی اسمتھ فیلڈ فوڈ (Smithfield Foods) کو خرید رہی ہے۔ 4.7 ارب ڈالر کا یہ سودا کسی بھی امریکی کمپنی کی چینی کمپنی کے ہاتھوں فروخت کا اب تک کا سب سے بڑا سودا ہوگا۔ (ایکسپریس ٹریبیون، 31 مئی، صفحہ 13)

3 جولائی: چین نے قیمتوں میں بے جا اضافے کے الزام میں بچوں کا خشک دودھ بنانے والی پانچ بین الاقوامی کمپنیوں کے خلاف تفتیش شروع کردی ہے۔ (ڈان، 4 جولائی، صفحہ 11)

16 جولائی: امریکی کمپنی میکڈونلڈ نے ویت نام میں اپنا پہلا ریسٹورنٹ کھولنے کا اعلان کیا ہے۔ اس سے قبل مغربی برانڈز مثلاً اسٹاربکس، سب وے بھی ویت نام میں پہنچ گئے ہیں۔ ویت نام نے 1990 کے عشرے میں اپنی معیشت کو دنیا کے لیے کھولنا شروع کیا تھا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 جولائی، صفحہ 14)

8 اگست: ایک خبر کے مطابق خوراک کی بڑی ملٹی نیشنل کمپنی نیسلے کا منافع 6.8 فیصد اضافے کی شرح سے 5.47 ارب ڈالر رہا ہے۔ (ڈان، 9 اگست، صفحہ 10)

16 اگست: چینی جریدے کے مطابق چینی حکومت بچوں کے فارمولا دودھ کی کمپنیوں کی تعداد کو اگلے پانچ سالوں میں 50 تک محدود کرنے کا فیصلہ کر رہی ہے۔ اس وقت 200 غیر ملکی دودھ کی کمپنیاں چین کی ضروریات پوری کر رہی ہیں تاہم چین کی خواہش ہے کہ دس سالوں میں چوٹی کی 10 مقامی کمپنیاں ملکی منڈی کی 80 فیصد ضروریات پوری کریں۔ غیر ملکی کمپنیوں کے دودھ سے 2008 میں چین میں چھ بچے ہلاک ہوئے تھے۔ رواں مہینے تین غیر ملکی دودھ کی کمپنیوں پر چین میں جرمانے عائد کیے گئے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 اگست، صفحہ 8)

22 اگست: نیوزی لینڈ کی کمپنی فونٹیرا (Fonterra) کے خشک دودھ میں زہریلے مادے کے انکشاف کے بعد سری لنکا کی حکومت نے کہا ہے کہ وہ منڈی میں موجود تمام خشک دودھ ٹیسٹ کرے گی۔ ایک قومی پارٹی نے مطالبہ کیا ہے فونٹیرا کی سری لنکا میں قائم ذیلی کمپنی کو بند کیا جائے۔ (ڈان، 23 اگست، صفحہ 11)

- جینیاتی غذائی کمپنیاں

29 جولائی: ایک مضمون کے مطابق مغربی ممالک میں غذائی کمپنیوں پر اپنی جینیاتی غذائی مصنوعات پر شناختی لیبل چسپاں کرنے کے لیے دباؤ بڑھ رہا ہے جینیاتی اشیاء بنانے والی کمپنیوں نے، جن میں مونسانٹو، بی اے ایس ایف (BASF) بائیر کروپ سائنس (Bayer CropScience)، ڈاؤ کیمیکل (Dow Chemical)، ڈیوپونٹ (DuPont) اور سنجینٹا (Syngenta) شامل ہیں، کونسل فار بائیوٹیکنالوجی انفارمیشن (Council for Biotechnology Information) بنائی ہے تاکہ بات چیت سے اعتماد کی فضا پیدا ہوسکے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 30 جولائی، صفحہ 12)

کھاد کی کمپنیاں

19 مئی: امریکی ریاست انڈیانا نے 1.8 ارب ڈالر کے مصنوعی کھاد بنانے کے منصوبے کو زرتلافی فراہم کرنے کا اعلان واپس لے لیا ہے۔ ریاست کے گورنر کا کہنا ہے کہ کھاد پلانٹ تعمیر کرنے والی کمپنی مڈویسٹ فرٹیلائزر کارپوریشن کے 48 فیصد حصے کی مالک پاکستانی کمپنی فاطمہ گروپ ہے جو پاکستان میں کیلشیم امونیم نائٹریٹ کھاد بناتی ہے۔ گورنر کا کہنا تھا کہ یہ کھاد دھماکہ خیز مواد بنانے میں بھی استعمال ہوتی ہے جو افغانستان میں امریکی فوجیوں کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ (ڈان، 20 مئی، صفحہ 8)

21 مئی: پاکستان میں کیلشیم امونیم نائٹریٹ (CAN) بنانے والے واحد ادارے فاطمہ گروپ کے چیئر مین عارف حبیب کا کہنا ہے کہ امریکی ریاست انڈیانا کی حکومت مالی مراعات نہ بھی دے تو بھی فاطمہ گروپ انڈیانا میں سرمایہ کاری کا منصوبہ ترک نہیں کرے گا۔ فاطمہ گروپ، مڈویسٹ کارپوریشن کا حصہ ہے جو انڈیانا میں 1.75 ارب ڈالر سے کھاد ساز پلانٹ تعمیر کرنا چاہتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 مئی، صفحہ 11)

سونا تیار کرنے کی کمپنی

25 مئی: چلی کی حکومت نے دنیا کی سب سے بڑی سونا تیار کرنے والی کمپنی بیرک گولڈ کارپوریشن (Barrick Gold Corporation) کو ماحولیاتی قوانین کی خلاف ورزی پر سونا نکالنے سے روک دیا ہے اور ساتھ ہی اس پر ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ڈالر جرمانہ عائد کیا ہے۔ اس سے قبل اپریل میں چلی کی ایک عدالت نے قدیم گلیشیئرز کو تباہ کرنے اور پانی کی رسد کو نقصان پہنچانے کے الزام میں کمپنی کو 8.5 ارب ڈالر کے اس منصوبے پر کام کرنے سے جزوی طور پر روک

دیا تھا۔ (دی نیوز، 26 مئی، صفحہ 17)

VII۔ مال مویشی، ماہی گیری اور پولٹری

مال مویشی

3 مئی: مشرقی چین میں پولیس نے بکرے کے گوشت کے نام پر چوہے، بھیڑیے اور منک (mink) کا گوشت بیچنے کے جرم میں 63 افراد کو گرفتار کرلیا ہے۔ جنوری سے شروع کی گئی اس مہم میں چینی پولیس اب تک 904 افراد کو گرفتار کرچکی ہے جو جعلی، ناقص، زہریلا، بیمار اور مردہ جانوروں کا گوشت بیچتے ہوئے پائے گئے۔ چینی صارفین نے ان اطلاعات پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 مئی، صفحہ 1)

پولٹری

2 اگست: چین اور امریکہ کے مابین برائیلر مرغی کی تجارت کے تنازعے پر ڈبلیو ٹی او نے امریکا کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ ستمبر 2011 سے جاری اس عالمی تنازعے پر امریکہ کا موقف تھا کہ امریکی مرغی کی درآمد پر ڈیوٹی لگا کر چین نے ڈبلیو ٹی او قوانین کی خلاف ورزی کی ہے۔ چین کا کہنا تھا کہ رعایتی نرخوں پر مرغی کی پیداوار اور فروخت تجارتی اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔ ڈبلیو ٹی او نے امریکہ کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ چین نے بین الاقوامی تجارتی قانون کے خلاف ورزی کی ہے۔ ڈیوٹی لگنے سے پہلے امریکہ چین کو برائیلر مرغی برآمد کرنے والا دوسرا بڑا ملک تھا۔ (ڈان، 3 اگست، صفحہ 11)

VIII۔ ماحول

4 مئی: فطرت میں انسانی مداخلت اور آبادی میں اضافے کے باعث قدرتی وسائل کا بے تحاشہ استعمال، ماحولیاتی تباہی اور موسمی تبدیلی کا باعث بن رہا ہے۔ ماحولیات پر کام کرنے والی تنظیم گلوبل فٹ پرنٹ نیٹ ورک کی رپورٹ کے مطابق عالمی آبادی کا قدرتی وسائل کا استعمال اور فضاء میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کا اخراج زمین کی صلاحیت سے 44 فیصد زیادہ ہے۔ زمینی آلودگی حیاتیاتی تنوع کو شدید متاثر کررہی ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ قدرتی وسائل کی حفاظت اور ان کی نشو ونما کی کوشش کی جائے تاکہ ماحولیات کو بہتر بنایا جاسکے۔ (محمد نیاز، دی نیوز، 5 مئی،

زمین

25 جولائی: امریکی ریاست لوزیانا کے حکام نے بی پی (BP) اور ایکسون موبائل (EXXON MOBIL) سمیت درجنوں توانائی کی کمپنیوں کے خلاف اربوں ڈالر کے ہرجانے کا مقدمہ دائر کردیا ہے۔ سیلاب سے تحفظ کے ریاستی ادارے (Southeast Louisiana Flood Protection Authority) نے عدالت میں موقف پیش کیا کہ تیل اور قدرتی گیس کی تلاش میں یہ کمپنیاں ساحلی پٹی کی قدرتی دلدلی زمین میں مزید کھدائیاں کررہی ہیں جس سے نباتاتی ماحولیاتی نظام اور مٹی تباہ ہورہی ہے اور میٹھے پانی میں کھارا سمندری پانی مل رہا ہے۔ یہ دلدلی زمین سمندری طوفان کے وقت قدرتی رکاوٹ کا کام کرتی ہے اور طوفان کی شدت کو کم کرتی ہے۔ حکام نے کہا کہ اس قدرتی حفاظتی بند کو بننے میں 6,000 سال کا عرصہ لگا تاہم تیل کی صنعت کی گذشتہ 100 سال کی سرگرمیوں نے اسے تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 جولائی، صفحہ 2)

13 اگست: افریقی ملک چاڈ نے چائنا نیشنل پٹرولیم کارپوریشن کو ماحولیاتی قوانین کی خلاف ورزی پر کام کرنے سے روک دیا ہے۔ تیل کی تلاش کرنے والی یہ کمپنی احتیاطی تدابیر کے بغیر مقامی کارکنوں سے تیل کو ٹھکانے لگانے کا کام لے رہی تھی۔ (ڈان، 14 اگست، صفحہ 10)

پانی

5 مئی: چینی حکومت نے بجلی کی پیداوار میں اضافے کے لیے تبت کے ہمالیائی سلسلے سے نکلنے والے دریا نو (Nu) پر متعدد ڈیم بنانے کا ایک بار پھر اعلان کیا ہے۔ اس منصوبے پر عمل درآمد کی صورت میں نہ صرف قدرتی ماحول میں پلنے والی نایاب جنگلی اور آبی حیات کی بقاء خطرے میں پڑ جائے گی بلکہ ساٹھ ہزار مقامی افراد کو بھی اپنی زرخیز زمینوں سے بے دخل ہونا پڑے گا۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ اس منصوبے سے سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والوں میں میانمار اور تھائی لینڈ کے کسان اور ماہی گیر ہوں گے جن کا روزگار اس دریا سے وابستہ ہے۔ ماہرین ارضیات نے خبردار کیا ہے کہ زلزلے کی پٹی پر واقع اس علاقے میں ڈیموں کی تعمیر سے زیریں علاقوں میں رہنے والی آبادیوں کو شدید خطرات لاحق ہوجائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 مئی، صفحہ 1)

20 مئی: تھائی لینڈ میں ایشیائی ممالک کے اجلاس کے بعد مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ خطے کو قدرتی آفات سے بچانے کے لیے مشترکہ حکمت عملی بنائی جائے گی، قدرتی وسائل کے انتظام کے لیے تکنیکی مہارتوں کا اشتراک کیا جائے گا اور آبی تحفظ کو ترجیحات کی فہرست میں سب سے اوپر رکھا جائے گا۔ وسطی سے لے کر جنوب مشرقی ایشیاء تک پانی کو ذخیرہ کرنے کی کوششوں نے ان پڑوسی ممالک کے مابین تصادم کو جنم دیا ہے جو پانی کے لیے دریاؤں پر انحصار کرتے ہیں۔ کانفرنس میں خبردار کیا گیا کہ اس طرح خطے میں وسائل پر جنگ شروع ہوسکتی ہے۔ (ڈان، 21 مئی، صفحہ 12)

6 جون: ایف اے او اور ادارہ برائے معاشی تعاون و ترقی (OECD) کی مشترکہ رپورٹ کے مطابق اگلی دہائی میں زرعی پیداوار میں اضافے کی شرح میں کمی آجائے گی۔ اس کی وجوہات پانی کی کمی کی وجہ سے کاشت کیے جانے والے رقبے میں کمی، پیداواری لاگت میں بڑھتا اضافہ، ماحولیاتی دباؤ اور وسائل کی کمی ہیں۔ (ڈان، 7 جون، صفحہ 9)

12 جولائی: ایک خبر کے مطابق انٹارکٹکا (Antarctica) کی سمندری دولت کی حفاظت کے لیے بات چیت کا آغاز 14 جولائی سے پیرس میں ہورہا ہے۔ (دی نیوز، 13 جولائی، صفحہ 10)

14 جولائی: ایک امریکی تحقیق کے مطابق جن علاقوں میں قدرتی دفاع مثلاً تیمر، دلدل، جنگلات اور ریت کے ٹیلے نہیں ہوتے، وہاں سمندری طوفان دگنی تباہی لاتے ہیں۔ (ڈان، 15 جولائی، صفحہ 15)

25 جولائی: عالمی حدت میں اضافے کے باعث سارا سال برف سے ڈھکے رہنے والے روسی سمندروں کی برف موسم گرما میں پگھلنے لگی ہے جس نے روس سے ایشیا کی طرف ایندھن کی تجارت کا نیا بحری راستہ کھول دیا ہے۔ روسی کمپنی نوواٹیک (Novatek)، فرانس کی توانائی کمپنی ٹوٹل اور چین کی نیشنل پٹرولیم کارپوریشن کے اشتراک سے قطب شمالی کے روسی ساحل پر 20 ارب ڈالر کی لاگت سے ایل این جی (LNG) پلانٹ لگارہی ہے۔ 2016 تک اس پلانٹ کے کھولے جانے کا امکان ہے۔ اگر روس اپنے ساحل سے گیس کی بڑی مقدار ایشیا بھیجنے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو اس سے خلیج میکسیکو میں ایل این جی ایکسپورٹ ٹرمنل پلانٹ کی تعمیر کی کوششوں کو دھچکا لگے گا۔ امریکہ اور روس اس وقت دنیا میں گیس تیار کرنے والے سب سے بڑے ملک ہیں۔ ماہرین ماحولیات نے اس منصوبے سے ماحول کو لاحق خطرات پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 جولائی، صفحہ 1)

25 جولائی: بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ میں گارمنٹس فیکٹری مالکان کی تنظیم بنگلہ دیش گارمنٹس مینوفیکچرز اینڈ ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن (BGMEA) کے مرکزی دفتر کی عمارت سے ماحول کو سنگین خطرات لاحق ہیں کیونکہ جھیل کے اوپر بنی ہوئی اس عمارت سے جھیلوں کے اس نیٹ ورک کو خطرہ ہے جو ڈھاکہ کے لیے قدرتی نکاسی آب کا کام کرتی ہیں۔ بنگلہ دیشی ہائی کورٹ نے حکومت کی اجازت سے کھڑی ہونے والی اس عمارت کو عوامی مقام پر تعمیر کی گئی عمارت قرار دے کر 90 دن میں گرانے کا حکم دیا تھا تاہم دو سال گزرنے کے باوجود اس پر عمل نہ ہوا اور معاملہ اب سپریم کورٹ میں ہے۔ بنگلہ دیش، چین کے بعد دنیا کو گارمنٹس برآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے۔ BGMEA (بی جی ایم ای اے) ملک میں گارمنٹس کی پیداوار اور برآمد کو کنٹرول کرتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 جولائی، صفحہ 1)

30 جولائی: جنگلی پودوں اور جانوروں کی تجارت پر نظر رکھنے والی عالمی تنظیم وائلڈ لائف ٹریڈ مانیٹرنگ نیٹ ورک کی یورپی یونین کی مدد سے کی گئی ایک تحقیق میں انڈونیشیاء اور بھارت کو دنیا میں سب سے زیادہ شارک (Shark) اور رے (Ray) مچھلیاں پکڑنے والا ملک قرار دیا گیا ہے۔ یورپی یونین شارک کی سات مختلف اقسام کے تحفظ پر کام کررہا ہے۔ (دی نیوز، 31 جولائی، صفحہ 10)

- آلودہ پانی

22 جولائی: ٹوکیو الیکٹرک پاور کمپنی (TEPCO) نے پہلی دفعہ یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ فوکوشیما (Fukushima) ایٹمی بجلی گھر (جسے مارچ 2011 کے زلزلے اور سونامی نے بری طرح تباہ کیا تھا) سے آلودہ پانی سمندر میں جارہا ہو۔ سمندر کے پانی میں تابکار مادے کی سطح میں اضافے کے بعد ماہرین اس بات کا خدشہ پہلے ہی ظاہر کرچکے تھے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 جولائی، صفحہ 4)

22 جولائی: ایک مضمون کے مطابق برطانوی یونیورسٹی آف مانچسٹر (University of Manchester) اور بھارتی انڈین انسٹی ٹیوٹ آف کیمیکل بائیولوجی (Indian Institute of Chemical Biology) نے مغربی بنگال میں 417 دیہات کے باشندوں پر تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ زیرزمین زہرآلود پانی سے کاشت کیے جانے والے چاول کو کھانے والوں میں کینسر کے امکانات زیادہ ہوسکتے ہیں۔ (رچرڈ انشام، ڈان، 23 جولائی، صفحہ 12)

8 اگست: ایک مضمون کے مطابق چین میں ہواہی (Huai) دریا کے کناروں پر واقع تین صوبوں میں 1980 سے

شروع ہونے والی تیز صنعتی ترقی سے پیدا ہونے والی پانی کی آلودگی سے کینسر کے مرض میں 50 فیصد اضافہ ہوا ہے۔
(شان جواین Shan Juan، ڈان، 9 اگست، صفحہ 12)

20 اگست: فوکو شیما (Fukushima) ایٹمی بجلی گھر سے ہزاروں ٹن تابکار پانی بہہ کر بحرالکاہل میں گر چکا ہے۔ یہ پلانٹ 2011 میں قدرتی آفت سے تباہ ہوا تھا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون گلوبل ایڈیشن، 21 اگست، صفحہ 1)

- آبی حیات

6 مئی: سائنس دانوں نے خبر دار کیا ہے کہ فضاء میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کے بڑھتے ہوئے اخراج کے باعث بحر قطب شمالی میں تیزابیت تیزی سے بڑھ رہی ہے جو خطے کے کمزور ماحولیاتی نظام پر بری طرح اثر انداز ہوسکتی ہے۔ ناروے میں منعقد کی گئی کانفرنس میں سائنس دانوں کا کہنا تھا کہ 200 سال قبل صنعتی دور کے آغاز سے لے کر اب تک کرہ ارض کے سمندروں کی تیزابیت میں 30 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اگر آج کاربن ڈائی آکسائیڈ کا اخراج روک بھی دیا جائے تو سمندروں کو صنعتی دور سے قبل کی تیزابیت کی سطح پر آنے میں ہزاروں سال لگیں گے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ سمندروں میں بڑھتی ہوئی اس تیزابیت سے آبی حیات کی بہت سی اقسام کو خطرہ لاحق ہے اور بعض نسلیں معدومیت کے خطرے سے دوچار ہیں۔ (دی نیوز، 7 مئی، صفحہ 11)

فضاء

19 مئی: معروف ماہر موسمیات پروفیسر جیمز ہینسن (James Hansen) کا کہنا ہے کہ تیل کی کمپنیاں اپنے مفاد کے لیے حکومتوں کو رشوت دے رہی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ کینیڈا کی حکومت مخصوص چٹانوں کو پگھلا کر کشید کیا جانے والا تیل خریدنے کے لیے برطانیہ اور یورپی یونین پر دباؤ ڈال رہی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس طرح حاصل کیا جانے والا تیل ماحول کے لیے تباہ کن ہے کیوں کہ تیل کو چٹان سے علیحدہ کرنے کے عمل کے دوران روایتی تیل کے حصول کی نسبت تین سے چار گنا زیادہ کاربن کا اخراج ہوتا ہے۔ (ڈان، 20 مئی، صفحہ 10)

11 جولائی: چین کے وزیر ماحولیات نے اعتراف کیا ہے کہ ان کا محکمہ دنیا میں سب سے زیادہ شرمندہ کرنے والے محکموں میں سے ایک ہے۔ چین میں فضائی آلودگی کی سنگینی پچھلے دو دہائیوں میں بہت بڑھی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 12 جولائی، صفحہ 3)

15 جولائی: جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کی تنظیم آسیان (ASEAN) کے کوالالمپور میں دو روزہ اجلاس میں انڈونیشیاء کے جنگلات میں آگ لگنے کے معاملے پر غور کیا گیا۔ انڈونیشیاء کے جزیرے ساٹرا میں جنگل کی آگ سے ملائشیاء اور سنگاپور میں بدترین فضائی آلودگی اور دھند پیدا ہوئی جس کے باعث سانس کی بیماریوں میں اضافہ اور سیاحت کے کاروبار اور اسکولوں میں بچوں کی حاضریوں میں کمی آئی۔ اس سلسلے میں 2006 سے بات چیت کے 14 دور ہوچکے ہیں۔ (ڈان، 16 جولائی، صفحہ 12)

25 جولائی: چین فضائی آلودگی اور دھند کو کم کرنے کے لیے اگلے پانچ سال میں 277 ارب ڈالر خرچ کرے گا۔ چین میں کوئلہ جلنے سے پیدا ہونے والے مضر صحت ذرات PM 2.5 (پی ایم) کی فضا میں مقدار ڈبلیو ایچ او کی مقرر کردہ حد سے زیادہ ہے۔ چین اگر 2017 تک ہوا میں 2.5 پی ایم کی سطح 60 مائیکروگرامز فی کیوبک میٹر تک لانے میں کامیاب بھی ہوجاتا ہے تب بھی یہ ڈبلیو ایچ او کی مقررہ حد سے کئی گنا زیادہ ہوگی۔ (ڈان، 26 جولائی، صفحہ 13)

3 اگست: ایک خبر کے مطابق چین کے دارالحکومت بیجنگ میں سیاحوں کے آنے کی شرح پچھلے سال کے مقابلے میں 14.3 فیصد کم ہوئی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ فضائی آلودگی بتائی جا رہی ہے۔ (دی نیوز، 4 اگست، صفحہ 9)

کوڑا کرکٹ

20 مئی: ہانگ کانگ حکومت نے شہر کے کوڑا کرکٹ کو فی کس چالیس فیصد کم کرنے کے لیے دس سالہ منصوبہ بنایا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کوڑے کی ری سائیکلنگ یعنی دوبارہ سے کارآمد بنانے میں اضافے، گھریلو کوڑا کرکٹ پر محصولات اور کوڑے کے حوالے سے بنیادی ڈھانچے (انفراسٹرکچر) کو بہتر بنانے کے طریقے اختیار کیے جائیں گے۔ (ڈان، 21 مئی، صفحہ 7)

جنگلات

28 جون: ایک مضمون کے مطابق انڈونیشیاء کے ایک صوبے میں جنگل میں آگ لگنے کا حالیہ واقعہ ان ہزاروں واقعات میں سے ایک ہے جو یہاں باقاعدگی سے ہو رہے ہیں۔ جگہ کو صاف کرکے وہاں پلانٹیشن یا زراعت کی جارہی ہے۔ حکومت ان واقعات کی ذمہ داری کمپنیوں اور کسانوں دونوں پر ڈال رہی ہے۔ (Jeo Cocrane، دی ایکسپریس

ٹریبیون، 29 جون، صفحہ 3)

1 اگست: ایک مضمون کے مطابق ایک ماحولیاتی وکیل اسٹیون آر ڈان زیگر (Steven R. Donziger) نے تیل کی دو عالمی کمپنیوں ٹیکسیکو (Texaco) اور شیورون (Chevron) کے خلاف ایکواڈور کے جنگلات میں ماحولیاتی تباہی مچانے کا الزام ثابت کر کے 18 ارب ڈالرز کا کیس بیس سال بعد جیتا تاہم کمپنی نے ہرجانہ ادا کرنے کے بجائے وکیل کے خلاف کمپنی کو بدنام کر کے پیسے نکلوانے کا الزام لگا کر مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 اگست، صفحہ 11)

26 اگست: امریکی لاس اینجلس کے جنگل میں نو روز قبل لگنے والی آگ ریاستی تاریخ کی 13 ویں بڑی آگ بن گئی ہے۔ اس آگ نے 149,878 ایکٹر رقبے پر پھیلے جنگلات کو جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ (ڈان، 27 اگست، صفحہ 13)

- جنگلی حیات

19 جولائی: ہانگ کانگ حکام نے شہر میں ہاتھی دانت کی بڑے پیمانے پر اسمگلنگ ناکام بنادی۔ حکام کے مطابق ضبط شدہ 1148 ہاتھی دانتوں کی مالیت ساڑھے بائیس لاکھ ڈالرز ہے۔ ایشیاء بالخصوص چین میں ہاتھی دانتوں کی بڑھتی ہوئی مانگ کے پیش نظر حالیہ برسوں میں ہزاروں ہاتھیوں کو مارا جاچکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہاتھیوں کی نسل اور بعض جنگلی اورنباتاتی حیات معدوم ہونے کے خطرے سے دوچار ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 20 جولائی، صفحہ 3)

IX۔ موسمی تبدیلی

عالمی حدت

2 مئی: 2012 بحرمنجمد شمالی کے لیے نواں گرم ترین سال رہا۔ اس سال سمندر پر جمی برف ریکارڈ رفتار سے پگھلی۔ اقوام متحدہ کے عالمی موسمیاتی ادارے (WMO) نے بتایا کہ اگست سے ستمبر تک کے پگھلاؤ کے موسم میں بحرمنجمد شمالی کا برف سے ڈھکا حصہ صرف 34 لاکھ مربع کلومیٹر تھا جو کہ 2007 کے مقابلے میں 18 فیصد کم تھا۔ WMO (ڈبلیو ایم او) کے سیکرٹری جنرل مائیکل جراڈ (Michel Jarraud) نے کہا کہ برف کے پگھلاؤ میں اضافے کے باعث دنیا بھر کے سمندروں میں پانی کی سطح 1880 کے مقابلے میں 20 سینٹی میٹر بلند ہوئی ہے۔ (دی نیوز، 3 مئی، صفحہ 11)

30 مئی: عالمی حدت میں اضافے کے باعث سوئٹزرلینڈ کے بڑے اور چھوٹے 100 گلیشیئر پگھل رہے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف نئی جھیلیں بن رہی ہیں بلکہ ان جھیلوں میں آنے والے ممکنہ سیلاب سے دیہی آبادیوں کو بھی خطرہ ہے۔ گلیشیئرز کے پگھلاؤ کی وجہ سے برفانی تودوں اور چٹانوں کے ٹوٹ کے گرنے کے واقعات میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 31 مئی، صفحہ 1)

1 جون: جون شروع ہونے کے باوجود یورپ میں اب تک سردی اور بارش کا سلسلہ جاری ہے۔ یورپ کے رواں موسم بہار میں گذشتہ 150 سال کے مقابلے میں سب سے زیادہ بارش ریکارڈ کی گئی۔ (ڈان، 2 جون، صفحہ 14)

10 جون: بین الاقوامی توانائی ایجنسی (IEA) کے مطابق اقوام متحدہ نے کرہ ارض کے درجہ حرارت میں اضافہ دو ڈگری سینٹی گریڈ تک محدود رکھنے کا ہدف مقرر کیا ہے تاہم اب یہ اضافہ دوگنا ہونے کا خطرہ ہے۔ اس کو روکنے کے لیے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔ (ڈان، 11 جون، صفحہ 12)

10 جون: ایک مضمون کے مطابق گذشتہ سال امریکہ میں اس وقت کسان بارش کی دعا مانگ رہے تھے لیکن اس سال یہ بارش رکنے کی دعا کر رہے ہیں۔ خشک سالی کے بعد بارشوں کے سلسلے نے مکئی اور سویابین کی فصلوں کو بڑھنے سے روک دیا ہے اور بعض جگہوں پر یہ فصلیں کاشت ہی نہیں کی جاسکیں۔ (جان ایلسن، دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 جون، صفحہ 16)

16 جون: ایک سائنسی تحقیق کے مطابق گلیشیئر پگھل نہیں رہے بلکہ بڑھ رہے ہیں کیونکہ گذشتہ سالوں میں دریائے سندھ کے بالائی حصے میں درجہ حرارت میں کمی واقع ہوئی ہے۔ (ڈان، 17 جون، صفحہ 15)

19 جون: اقوام متحدہ کے موسمی تبدیلی کے فریم ورک کنونشن (UNFCCC) کے تحت بات چیت کے اختتام پر ترقی پذیر ممالک کے گروپ کے سربراہ نے کہا کہ ان کا گروپ تمام ترقی یافتہ ممالک سے درخواست کرتا ہے کہ 2013 میں فراہم کی جانے والی رقم کے بارے میں تفصیلی معلومات دیں اور بتائیں کہ آئندہ اس حوالے سے کتنی رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ (دی نیوز، 20 جون، صفحہ 20)

24 جون: امریکی وزیر خارجہ جان کیری (John Kerry) نے بھارت سے درخواست کی ہے وہ گرین ہاوس گیسز کے اخراج کو کم کرکے موسمی تبدیلی کے مسئلے کے حل میں اپنا کردار ادا کرے۔ بھارت اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ

تیزی سے گرین ہاؤس گیسز کا اخراج کر رہا ہے۔ (مائیکل آر گورڈن اور جان ایم بروڈر، دی ایکسپریس ٹریبیون، 25 جون، صفحہ 4)

26 جون: 2005 میں امریکہ میں کاربن اخراج کی سطح کو 2020 تک 17 فیصد کم کرنے کے ہدف کا اعلان واشنگٹن کی جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں کیا گیا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 جون، صفحہ 1)

30 جون: امریکہ کے وزیر توانائی ارنسٹ مونیز (Ernest Moniz) نے صدر اوباما کے موسمی تبدیلی کے منصوبے پر کی جانے والی تنقید کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ اوباما انتظامیہ نے کوئلے کی صنعت کے خلاف ''اعلان جنگ'' نہیں کیا بلکہ وہ جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے امریکہ میں کاربن اخراج کو کم کرنا چاہتی ہے۔ (ڈان، 1 جولائی، صفحہ 11)

3 جولائی: WMO (ڈبلیو ایم او) کی رپورٹ کے مطابق اکیسویں صدی کی پہلی دہائی میں گرمی کی شدت سب سے زیادہ ریکارڈ کی گئی جس کی وجہ سے پیدا ہونے والی تبدیلیوں سے 370,000 افراد جاں بحق ہو چکے ہیں۔ (دی نیوز، 4 جولائی، صفحہ 11)

- کاربن ٹریڈنگ

13 جون: بون میں روس، بیلاروس اور یوکرین نے UNFCCC (یو این ایف سی سی سی) کے تین اداروں میں اپنے اعتراض سے 12 روزہ بات چیت کو آگے بڑھنے سے روک دیا ہے۔ یو این ایف سی سی سی کو 2015 کے لیے معاہدے کا مسودہ تیار کرنا ہے۔ روس کو دوحہ قطر میں ہونے والی موسمی تبدیلی کی میٹنگ میں فیصلہ سازی کے انداز پر اعتراض ہے۔ دوہا میں کیوٹو پروٹول کی توسیع کی گئی تھی لیکن روس کے 5.8 ارب ٹن کاربن کریڈٹس پر کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا تھا۔ یہ کریڈٹس کیوٹو پروٹول کے پہلے دور کے بعد دیے گئے تھے جس کی مدت پچھلے سال کے آخر میں ختم ہو گئی ہے (دی نیوز، 14 جون، صفحہ 8)۔

3 جولائی: ایک مضمون کے مطابق یورپی پارلیمنٹ نے یورپی یونین میں کاربن کے اخراج کے اجازت ناموں کی تجارت (European Union Emission Trading System) کے حوالے سے ایک اہم قرار داد منظور کی ہے جس سے موسمی تبدیلی کا مقابلہ کرنے کے لیے کاربن مارکیٹ پر ان کے اعتماد کا اظہار ہوتا ہے۔ (اسٹینلے ریڈ، دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 جولائی، صفحہ 15)

16 جولائی: آسٹریلوی وزیر اعظم کیون رڈ (Kevin Rudd) نے کاربن کے اخراج پر عائد کاربن ٹیکس کو بدل کر منڈی پر مبنی کاربن ٹریڈنگ سسٹم لاگو کردیا ہے جس کے تحت ماحول سے زیادہ تجارت کو دی گئی اہمیت ہے۔ گرینز پارٹی نے اس اقدام کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 جولائی، صفحہ 3)

17 جولائی: برطانیہ اس وقت موسمی تبدیلی کی لپیٹ میں ہے۔ گذشتہ سات سال میں پہلی دفعہ ملک میں مسلسل پانچ دن درجہ حرارت 30 ڈگری سینٹی گریڈ سے اوپر رہا جس کے بعد حکام نے گرمی کی لہر الرٹ جاری کردیا ہے۔ برطانیہ میں گذشتہ موسم بہار میں بھی 50 سال پہلے کی سردی کا ریکارڈ ٹوٹ گیا تھا۔ (دی نیوز، 18 جولائی، صفحہ 10)

24 جولائی: ایک مضمون کے مطابق آسٹریلیا میں کاربن ٹیکس کے بجائے کیپ اینڈ ٹریڈ سسٹم (Cap-and-Trade system) کو نافذ کرکے کاربن اخراج کو کم کرنے کے لیے مارکیٹ کا طریقہ کار اپنایا گیا ہے جو یورپ میں پہلے سے رائج ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق نئے نظام کے تحت آسٹریلیا کی صنعتوں کو کاربن اخراج میں کمی لانے کے لیے کم قیمت ادا کرنی ہوگی کیونکہ زیادہ اخراج کے اجازت نامے منڈی میں کاربن اخراج کی قیمت کو کم کردیں گے۔ (کالی گیل بریتھ (Kali Galbraith)، دی ایکسپریس ٹریبیون، 25 جولائی، صفحہ 16)

31 جولائی: چین کے شہر شنگھائی میں 10 لوگ شدید گرمی سے جاں بحق ہو گئے۔ گرمی سے شہر میں 140 سال پہلے کا ریکارڈ ٹوٹ گیا۔ (ڈان، 1 اگست، صفحہ 13)

20 اگست: اقوام متحدہ کے موسمی تبدیلی پر بننے والے پینل میں شامل سینکڑوں ماہرین نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ وہ اب تقریباً حتمی طور سے کہہ سکتے ہیں کہ پچھلی دہائیوں میں کرہ ارض کے درجہ حرارت میں اضافہ انسانی عوامل کی وجہ سے ہوا۔ ان کے مطابق اس صدی کے آخر تک اگر کاربن اخراج میں اضافہ جاری رہا تو سمندروں کی سطح تین فٹ سے زیادہ بلند ہوسکتی ہے۔ انھوں نے بعض حلقوں کی جانب سے حالیہ سالوں میں گرمی میں اضافے کی رفتار میں کمی کے نظریے کو رد کرتے ہوئے کہا کہ موسمی تبدیلی کے حوالے سے پیش کیے گئے حقائق اب پہلے سے زیادہ ثابت ہو چکے ہیں۔ (جسٹس گل ایس (Justin Gillis)، دی ایکسپریس ٹریبیون، گلوبل ایڈیشن، 21 اگست، صفحہ 4)

سبز معیشت

- شمسی توانائی

5 جون: یورپی کمیشن نے چین سے سستے شمسی پینلز کی درآمد پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹیز (anti dumping duties) عائد کر دی ہیں۔ اس سے یورپ کی شمسی پینلز کی صنعت سے وابستہ 25,000 افراد کے بے روزگار ہونے کا خطرہ ہے۔ (ڈان، 6 جون، صفحہ 9)

16 جولائی: یورپی یونین نے چین سے شمسی پینلز کی درآمد پر چھ اگست سے بھاری ڈیوٹیز عائد کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے جس کے بعد یورپی کمیشن اور چین میں سخت تنازعہ پیدا ہوگیا ہے۔ دنیا میں شمسی پینل درآمد کرنے والی سب سے بڑی مارکیٹ یورپی یونین پر چینی برآمدات 80 فیصد تک قابض ہیں۔ یورپی کمیشن کا الزام ہے کہ چینی کمپنیاں لاگت سے بھی کم قیمت پر اپنے شمسی پینل یورپ میں فروخت کررہی ہیں جبکہ چین چاہتا ہے کہ 2014 کے آخر تک چینی درآمدات پر عائد ڈیوٹی میں اضافہ نہ کیا جائے۔ (ڈان، 17 جولائی، صفحہ 11)

27 جولائی: یورپی کمیشن کے ترجمان کے مطابق کمیشن نے چین سے شمسی پینل کی درآمدات پر تسلی بخش سمجھوتہ کرلیا ہے۔ یہ مسئلہ دنیا کی دو بڑی تجارتی طاقتوں کے درمیان تجارتی جنگ کی صورت اختیار کرچکا تھا۔ (ڈان، 28 جولائی، صفحہ 13)

28 جولائی: چین نے اپنے سستے شمسی پینلز کی یورپ اور امریکہ میں فروخت سے وہاں کے شمسی پینلز کی صنعت کو تباہ کردیا ہے جس کی وجہ سے امریکہ، یورپ کے ساتھ مل کر چین سے اس معاملے پر نمٹنا چاہتا تھا۔ تاہم ایک تجزیے کے مطابق چین اور یورپی یونین کے مابین چینی شمسی پینلز کی کم سے کم قیمت مقرر کرنے کے معاہدے کے بعد یورپ اور امریکہ کے اس حوالے سے مذاکرات کو دھچکا لگ سکتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 29 جولائی، صفحہ 1)

- ونڈ فارم

15 اگست: برطانیہ میں ونڈ فارم (Wind Farm) کا ذکر کرتے ہوئے توانائی پر ایک مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ان فارمز سے تب ہی توانائی بھرپور طریقے سے حاصل ہوسکتی ہے جب تیز ہوا ہو ورنہ تیز گرمی میں جب توانائی کی ضرورت زیادہ ہوتو اس سے اکثر ایک تہائی ضرورت ہی پوری ہوسکتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 اگست، صفحہ 11)۔

x۔ قدرتی بحران

3 جون: یورپ میں سیلاب سے آٹھ افراد جاں بحق اور کئی علاقے زیر آب آ گئے جس کی وجہ سے ہزاروں افراد نقل مکانی پر مجبور ہو گئے ہیں۔ (ڈان، 4 جون، صفحہ 13)

6 جون: جرمن چانسلر انجیلا مرکل (Chancellor Angela Merkel) نے وسطی یورپ کے بدترین سیلاب سے اپنے ملک کے سب سے زیادہ متاثرہ شہروں کا دورہ کرتے ہوئے ہزاروں سیلاب متاثرین سے یکجہتی کا اظہار کیا۔ (دی نیوز، 7 جون، صفحہ 11)

20 جون: بھارتی صوبے اترا کھنڈ میں رواں ہفتے بارشوں، سیلاب اور تودے گرنے سے کم از کم ایک ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ (دی نیوز، 21 جون، صفحہ 11)

12 جولائی: چین کے جنوب شمالی صوبے سچوان (Sichuan) میں حالیہ بارشوں اور پہاڑی تودے کے گرنے سے مرنے والوں کی تعداد 200 تک پہنچ سکتی ہے، 166 ابھی لاپتہ ہیں جبکہ علاقے میں 20 لاکھ افراد اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 جولائی، صفحہ 8)

13 جولائی: تائیوان سے ٹکرانے کے بعد طوفانی آندھی اور تیز بارش نے چین کے شمال مشرق میں تین لاکھ افراد کو نقل مکانی پر مجبور کر دیا ہے۔ (ڈان، 14 جولائی، صفحہ 15)

15 جولائی: بھارتی صوبے اترا کھنڈ کے وزیر اعلیٰ وجے باہوگونا کا کہنا ہے کہ سیلاب کے دوران لاپتہ ہونے والے 6,000 زائرین کو اب مردہ تصور کرتے ہوئے ان کے لواحقین کو معاوضہ دینے کا سلسلہ کل سے شروع کیا جائے گا۔ (ڈان، 16 جولائی، صفحہ 13)

22 جولائی: چین کے شمالی مغربی صوبے میں دو زلزلوں اور پہاڑی تودے گرنے سے 89 افراد ہلاک اور 600 زخمی ہوئے جبکہ تقریباً 20,000 عمارتیں تباہ ہوئیں۔ (ڈان، 23 جولائی، صفحہ 13)

22 جولائی: شمالی میکسیکو میں 25 سال میں سب سے زیادہ بارش ہوئی جس کی وجہ سے 1,000 افراد کو نقل مکانی کرنی پڑی۔ (ڈان، 23 جولائی، صفحہ 13)

13 اگست: سوڈان میں رواں مہینے سیلاب سے متاثرہ افراد کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ بیشتر متاثرین دارالحکومت خرطوم کے نواحی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں جہاں اقوام متحدہ اور دیگر ایجنسیوں نے امداد پہنچانی شروع کر دی ہے۔ (دی نیوز، 14 اگست، صفحہ 11)

19 اگست: چین کے شمال مشرق میں تباہ کن سیلاب سے 72 افراد اور جنوب میں طوفان سے 33 افراد جاں بحق ہوگئے ہیں۔ (دی نیوز، 20 اگست، صفحہ 10)

19 اگست: منیلا گذشتہ کئی سالوں سے سیلاب کا سامنا کررہا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ قریبی پہاڑوں سے جنگلات کا صفایا اور پانی کے بہاؤ کے راستوں میں غیرضروری رکاٹوں کا پایا جانا ہے۔ (ڈان، 20 اگست، صفحہ 13)

20 اگست: روس کے مشرق میں سیلاب کی وجہ سے آمور دریا (Amur River) میں پانی کی سطح (1895 کے بعد پہلی دفعہ) سات میٹر تک بلند ہوچکی ہے۔ سیلاب سے املاک اور فصلوں کے نقصان کے علاوہ ہزاروں افراد نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔ (ڈان، 21 اگست، صفحہ 13)

23 اگست: روس کے مشرق میں چین کی سرحد پر سیلاب سے 50,000 سے زائد افراد متاثر ہو چکے ہیں جب کہ علاقے کے بڑے شہر بھی سیلاب کی زد میں ہیں۔ (دی نیوز، 24 اگست، صفحہ 10)

XI۔ مزاحمت

4 مئی: جنوب مغربی چین کے شہر کن منگ (Kunming) میں 200 سے زائد مظاہرین نے مجوزہ کیمیائی پلانٹ کی تعمیر کے خلاف احتجاج کیا۔ یہ پلانٹ زہریلا مادہ پیرازائی لین (Paraxylene) بنائے گا جس کے مضر اثرات مظاہرین کے مطابق لوگوں کی صحت پر مرتب ہوں گے۔ چین کے شہروں میں حالیہ سالوں میں کیمیائی پلانٹس کی تعمیر کے منصوبوں کے خلاف کئی مظاہرے دیکھنے میں آئے ہیں جن کے بعد حکام کو یہ منصوبے ترک کرنے پڑے۔ (دی نیوز، 5 مئی، صفحہ 10)

16 مئی: چین کے صوبے ہونان (Hunan) کے شہر کن منگ میں مجوزہ کیمیائی پلانٹ کی تعمیر کے خلاف تقریباً ایک ہزار افراد نے صوبائی حکومت کے دفتر کے باہر دھرنا دیا۔ مجوزہ پلانٹ زہریلا مادہ پیرازائی لین بنائے گا جو ماحول

کو نقصان پہنچاتا ہے۔ (دی نیوز، 17 مئی، صفحہ 8)

16 مئی: کیتھولک عیسائیوں کے روحانی پیشوا پوپ فرانسس کا کہنا ہے کہ آزاد منڈی کے انتہا پسندانہ نظریات نے ایک نئی، غیر مرئی اور مطلق العنان مجازی حکومت قائم کردی ہے جہاں بنی نوع انسان اشیائے صرف تصور کیے جاتے ہیں۔ انھوں نے ایسی عالمی اقتصادی اصلاحات کا مطالبہ کیا جن سے ہر کسی کو فائدہ پہنچے۔ (دی نیوز، 17 مئی، صفحہ 11)

3 جون: ایک مضمون کے مطابق ترکی کے شہر استنبول کے تقسیم اسکوائر (Taksim Square) کے گیزی (Gezi) پارک پر چند افراد نے پر امن طریقے سے قبضہ کر کے تحفظ ماحول کے لیے مزاحمت شروع کی تاہم پولیس نے آنسو گیس برسا کر اسے ایک تحریک میں بدل دیا۔ (Innaz Saktanber، ڈان، 4 جون، صفحہ 12)

13 جولائی: جنوبی چین کے صوبے گوانگ ڈونگ (Guangdong) کے شہر ہیشان (Heshan) میں یورینیم افزودگی کو شہریوں نے حفاظتی اقدامات کے حوالے سے خدشات کی بنیاد پر اپنے مظاہروں کے ذریعے رکوا دیا ہے۔ چین میں ایسے مظاہرے چین کی ترقی کے منصوبوں کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ (دی نیوز، 14 جولائی، صفحہ 11)

15 جولائی: تحفظ ماحول کے لیے کام کرنے والے ادارے گرین پیس (Green Peace) کے 26 کارکنوں کو جنوبی فرانس کی پولیس نے حراست میں لے لیا۔ ان کارکنوں نے فرانس کے ٹرائی کاسٹن (Tricastin) ایٹمی پلانٹ میں باآسانی گھس کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس ایٹمی پلانٹ کی سیکورٹی میں خامیاں ہیں جن کی وجہ سے ایٹمی پلانٹس خطرناک ہوتے ہیں اور انھیں بند ہونا چاہیے۔ (دی نیوز، 16 جولائی، صفحہ 16)

29 اگست: مسلسل دو سالوں سے ربڑ کی قیمتوں میں کمی سے تھائی لینڈ میں ربڑ کے کاشتکار قرضوں میں پھنس گئے ہیں۔ اس صورت حال سے تنگ آ کر ملک کو شمال سے جنوب تک ملانے والی شاہراہ اور ریلوے لائن کو بند کر کے کسانوں نے اپنے مسائل کی طرف توجہ دلائی۔ کسانوں کا کہنا ہے کہ ربڑ کی فروخت سے بجلی اور کھاد کے اخراجات پورے کرنا تو دور کی بات وہ اس آمدنی سے اپنے پیٹ بھی نہیں بھر سکتے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 30 اگست، صفحہ 1)

روٹس فار ا یکوٹی: ایک تعارف

روٹس فار ا یکوٹی بے سہارا اور پسماندہ گروہوں، خصوصاً شہری اور دیہی علاقوں میں بسنے والی مذہبی اقلیتوں، عورتوں اور بچوں کے مسائل کو سامنے لانے میں سرگرداں ہے۔ روٹس ان گروہوں کی سیاسی تربیت و بیداری پر بھی یقین رکھتی ہے تا کہ وہ اپنے معاشی، سماجی اور سیاسی حقوق کو سمجھتے ہوئے بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدوں کے مطابق بہتر معیار زندگی کا مطالبہ کر سکیں۔

روٹس فار ا یکوٹی ابتداء سے ہی توجہ اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگرام، ڈبلیو ٹی او اور دوسرے آزاد منڈی کے نیولبرل معاہدوں سے دیہی آبادیوں پر مرتب ہونے والے اثرات کو سمجھنے میں کوشاں ہے۔ اس پس منظر میں ادارہ بنیادی طور پر تین سطحوں پر کام کرتا ہے:

1۔ عالمگیریت کے اثرات اور مسائل پر عملی تحقیق۔

2۔ مقامی، قومی اور عالمی سطح پر باشعور مزاحمت کے لیے مختلف لائحہ عمل مثلاً تحقیق، تصانیف اور بین الاقوامی رابطہ کاری وغیرہ سے مقامی آبادیوں کو متحرک کرنا اور اس کے ذریعے مزاحمت کو بڑھانا۔

3۔ وہ آبادیاں جو سرمایہ دارانہ نظام کی معاشی، سیاسی اور سماجی تلخیوں کو جھیل رہی ہیں ان کو خود اختیاری کی طرف قدم بڑھانے کے لیے براہ راست مدد فراہم کرنا۔

ان تین طریقوں سے کام کرتے ہوئے روٹس فار ا یکوٹی نے کامیابی کے ساتھ مقامی آبادیوں کے ساتھ صحت مندانہ روابط قائم کیے ہیں۔

پاکستان میں تبدیلی کے لیے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ملک کی معاشی و معاشرتی ترقی عوام کے گرد ہو۔ یہ تبدیلی آبادیوں کو متحرک کیے بغیر ممکن نہیں۔ روٹس فار ا یکوٹی یہ پختہ یقین رکھتی ہے کہ سماجی اور سیاسی طور پر بیدار آبادیاں ہی اپنے لیے سماجی اور معاشی انصاف حاصل کر سکتی ہیں۔ روٹس مقامی آبادیوں کے ساتھ مل کر سیاسی معاشرتی اور معاشی انصاف کی جدوجہد پر پختہ یقین رکھتی ہے۔

شائع کردہ: روٹس فار ا یکوٹی

تعاون: میزریور